حضراتِ کرام نقشبندیہ
قدس اللہ اسرارہم

باجازت

شیخ المشائخ سیدنا و مرشدنا قبلہ

مدظلہ العالی

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب

مسند افروز ارشاد خانقاہ سراجیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

حضراتِ کرام نقشبندیہ

قدس اللہ اسرارہم

باجازت

شیخ المشائخ سیّدنا و مُرشدنا قبلہ

حضرت مولانا خان محمّد صاحب مدظلہ العالی

ترتیب

فقیر حقیر خاکپائے بزرگان، لاشَے، مسکین

حافظ نذیر احمد عُفی عنہ نقشبندی مُجدّدی

خانقاہ سراجیہ

کندیاں ضلع میانوالی

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پر

درود وسلام

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

حدیث ۱

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o (صحاح ستہ)

حدیث ۲

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّيْ رِضاً لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا o (مسند احمد)

حدیث ۳

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ o (ابن حبان)

حدیث ۴

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ o (طبرانی)

حدیث ۵

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o

(بخاری شریف)

حدیث ۶

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o (مسلم شریف)

حدیث ۷

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o (ابن ماجہ)

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُوْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ ۝

اللہ کریم کا بے شمار شکر ہے کہ اس نے اپنے خاص الخاص فضل و کرم اور مہربانی سے اپنے ناچیز بندے کو اپنے پیارے اور لاڈلے محبوبوں کے حالات ترتیب دینے کی توفیق بخشی۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جن اکابرین کے حالات ہیں اس طریقہ کہ پاک کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بدانکہ طریقے سے (۱) اقرب است و (۲) اسبق و (۳) اوفق و (۴) اوثق و (۵) اسلم و (۶) احکم و (۷) اصدق و (۸) اولیٰ و (۹) اعلیٰ و (۱۰) اجل و (۱۱) ارفع و (۱۲) اکمل و (۱۳) اجمل طریقہ عالیہ نقشبندیہ است قدس اللہ تعالیٰ ارواح اھالیھا و اسرار موالیھا ایں ہمہ بزرگی ایں طریق و علو شان ایں بزرگواران بواسطہ التزام سنت سنیہ است علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و اجتناب از بدعت نا مرضیہ ایشانند کہ در رنگ اصحاب کرام علیہم الرضوان من الملک المنان نہایت کار در بدایت ایشاں مندرج است و حضور و آگاہی ایشاں دوام پیدا کردہ و بعد از وصول بہ درجہ کمال فوق آگاہی دیگراں شدہ'' (مکتوب ۲۹۰' دفتر اول) واضح ہو کہ سب طریقوں میں (۱) قریب تر' (۲) سابق تر' (۳) موافق تر' (۴) واثق تر' (۵) سالم تر' (۶) محکم تر' (۷) صادق تر' (۸) بہتر' (۹) عالی تر' (۱۰) جلیل تر' (۱۱) رفیع تر' (۱۲) کامل تر' اور (۱۳) جمیل تر طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے اکابرین کی

ارواح اور اس کے بزرگوں کے اسرار کو پاکیزگی عطا فرمائے اس طریقہ کی یہ بزرگی اور ان اکابر کی یہ سرفرازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ کے اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے پرہیز کے باعث ہے۔ حضرات نقشبندیہ ہی وہ بزرگ ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح سلوک کا انتہائی مقصود ان کی ابتداء میں سمو دیا گیا ہے انہیں دائمی حضور و آگاہی سے نوازا گیا ہے اور مقام کمال پر فائز ہونے کے بعد ان کا حضور دوسروں سے سبقت لے گیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ان چند مختصر اور جامع الفاظ میں طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت و برتری کا جس طرح اظہار فرمایا وہ کوئی یک طرفہ فیصلہ نہیں بلکہ آپ نے نقشبندیہ سلوک سے پہلے چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبرویہ وغیرہ متعدد طریقہ ہائے تصوف کو طے کیا اور ان کے مقامات و احوال کا عرفان حاصل کیا۔ مزید یہ کہ آپ کو ان میں خلافت اور سند اجازت بھی مل چکی تھی بلاشبہ ایسی ہی شخصیت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان طریقوں میں سے آسان تر اور مفید تر طریقہ منتخب کر کے طالبان حق کی رہبری کرے۔ **اللھم اجزہ عنا جزاء حسنا کافیا موافیا لفیضانہ الفائض فی الآفاق.**

ترجمہ: اے اللہ انہیں جزا عطا فرما ہماری طرف سے ایسی جزا جو بہترین ہو اور کافی وافی ہو ان کی فیضان کی برکت سے جو سارے جہان میں پھیلے ہیں۔

خصوصیات طریقہ عالیہ نقشبندیہ

امام طریقت حضرت خواجہ سیّد بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ خداوندی میں عجز و نیاز کے ساتھ پندرہ روز تک سربسجود ہو کر دعا مانگی تھی کہ ''خدایا مجھے وہ طریقہ القا فرما جو بندے کو سہولت اور آسانی کے ساتھ تیری ذات تک پہنچا دے۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یہ طریقہ خاص عطا فرمایا جو آپ کے مشہور لقب نقشبند کی مناسبت سے نقشبندیہ کہلایا۔ یہ سب

طریقوں سے قریب تر اور سہل تر ہونے کے ساتھ مقصود حقیقی تک بالیقین پہنچانے والا ہے۔ اس سلسلے کا انتساب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بالاتفاق افضل البشر ہیں۔ اس کی بنیاد خالصتاً اتباع سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر ہے، جس کے لیے بدعت کی ہر نوع سے اجتناب لازمی شرط ہے۔ اس طریقہ پاک میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے جو طالب صادق کو شیخ کامل کی توجہ سے حاصل ہو جاتا ہے، احوال و کیفیات طاری ہونے لگتے ہیں، جن سے طلب میں ذوق وشوق بڑھ جاتا ہے۔ ذکر و عبادت میں خاص لذت و سرور اور روح کو سوز و گداز نصیب ہوتا ہے اور یہی سوز و گداز سالک کو مقصود حقیقی کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے۔

وادی عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادہ صد سالہ بآہے گاہے

ترجمہ: عشق کی وادی بہت دور دراز ہے لیکن بعض دفعہ سو سال کا راستہ ایک آہ سے طے ہو جاتا ہے۔

اس طریقہ میں فیض و ترقی درجات کا دارو مدار صحبت شیخ اور توجہ شیخ پر ہے۔ صحبت شیخ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی سنت مطہرہ کے اتباع میں ممد و معاون ہے۔ لہٰذا مرید ادب واحترام کے ساتھ جس قدر صحبت شیخ کا التزام کرے گا، اسی قدر سرعت کے ساتھ منازل ترقی و مدارج کمال طے کرتا چلا جائے گا۔ اس طریقہ میں انعکاس فیضان اسی طرح ہے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی مبارک مجلس میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی صحبت مبارکہ میں صدق دل اور جذبہ محبت کے ساتھ ایک مرتبہ حاضر ہونے والا شخص بھی کمال ایمانی کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو جاتا تھا۔ کم وبیش حضرات نقشبندیہ کی خدمت میں صدق دل سے آنے والا شخص عرفان و آگہی

کے اس مقام کو محسوس کر لیتا ہے جو دوسرے طریقوں میں مدت مدید کے بعد نصیب ہوتا ہے اسی لیے اکابر نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ طریقہ مابعینہ طریقہ اصحاب کرام است یعنی ہمارا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کے عین مطابق ہے۔ اُن حضرات نے افادہ واستفادہ کا وہی انداز اختیار کیا ہے جو صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا طرۂ امتیاز تھا۔ اسی لیے فرماتے ہیں، ''درطریقہ مامحرومی نیست وہر کہ محروم است درطریقہ مانخواہد آمد'' یعنی جو شخص ہمارے طریقہ میں داخل ہوا وہ محروم نہ رہے گا اور جو ازلی محروم ہے وہ ہمارے سلسلہ سے منسلک نہ ہو سکے گا۔

اس طریقہ عالیہ میں دوام حضور وآگاہی وہ پاکیزہ مقام ہے جس کا نام حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک احسان ہے اور اصطلاح صوفیہ میں اس کو مشاہدہ وشہود یادداشت اور عین الیقین وغیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ درحقیقت اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کے مصداق یہی حالت ہے جو بعینہ دیدار الٰہی نہ سہی مگر مثل دیدار ضرور ہے۔

ذریعہ حصولِ فوائد

شیخ کامل کی صحبت، آداب وشرائط کے ساتھ مسلسل اختیار کرنا اور حسب تلقین شیخ اس طریقہ پاک کے اذکار واشغال پر کاربند رہنا، تمام فیوض وبرکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ پھر اس سلسلہ میں بلند تر مقامات اور ارفع واعلیٰ واردات بھی موجود ہیں جو اولوالعزم سالکین اور صاحب ہمت مقربین کا حصہ ہیں۔ فطرت نے جنہیں اہلیت واستعداد بخشی ہے وہ ان سے شرف اندوز ہوتے ہیں اور بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

جناب عشق بلند است ہمتے حافظ
کہ عاشقان رہ بے ہمتاں بخود ندہند

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مولا کریم ورحیم نے اپنے اس ناچیز گنہگار بندے کو اپنے ان پیارے محبوبوں کی غلامی نصیب فرمائی۔

احب الصالحین ولست منهم　　　لعل الله یرزقنی صلاحا

صالحین لوگوں سے محبت رکھتا ہوں مگر میں ان میں سے نہیں ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے محبت کی برکت سے مجھے بھی ان میں شامل فرمالیں۔

اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

اگر مولا کریم میرے ہر بال میں سو زبان عطا فرمادیں تو پھر بھی خدا تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا مجھ سے شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ وہ اپنے فضل خاص سے اس نقالی کو، جو کہ ہر حال میں اکابرین کی محنتوں کی نقالی ہے، قبول فرمائیں اور حضرات کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوضات وبرکات عالیہ سے بہرہ ور فرمائیں۔ دنیا وآخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائیں اور جنت الفردوس میں ان کی معیت نصیب فرمادیں۔ آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ التسلیم۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برنداز رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں
می برد وسوسۂ خلوت و فکر چلّہ را

نذیر احمد بن گلاب دین عفا اللہ عنہما وکان اللہ لہ

۱۲رذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ○

تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ رحمت عطا فرمایئے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ رحمت عطا فرمائی آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر یقیناً آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں اے اللہ برکت عطا فرمایئے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت عطا فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر یقیناً آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر کہ بھیجا ان میں رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) انہی میں سے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ قربان ہوں آپ پر یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم)، مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

یَا جَابِرَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءَ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ الخ۔
حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) کا نور اپنے نور سے (یہ نہیں کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا فرمایا (نشر الطیب ص ۶۰) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ بیشک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں تھے یعنی ان کا جسم ابھی تیار ہی نہ ہوا تھا (رواہ احمد وبیہقی ونشر الطیب ص ۸) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا نور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر شے سے پہلے پیدا فرمایا لیکن اس کا ظہور بصورت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بروایت راجح بروز دوشنبہ بتاریخ [1] ۱۲ ربیع الاول بسال فیل موافق سہ ۴ حکومت کسریٰ واقع ہوا۔ ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے حمل میں ایسا شخص ہے جو تمام عالم کا سردار ہے جب پیدا ہو اس کا نام [2] محمد رکھنا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم)۔ پھر ایک بار ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے ان کو مکانات شام کے نظر آئے۔ فاطمہ بنت عبداللہ والدہ عثمان

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے دو اور بعض نے تین اور بعض نے بارہ ربیع الاول دوشنبہ بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ جمہور کے نزدیک ماہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، یہی قول صحیح ہے۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ بن حزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک تمام مؤرخین متفق ہیں اور والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔

بن ابی العاص نے بیان کیا کہ شب ولادت باسعادت میں حضرت آمنہ والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے لٹک آئے ہیں اور حرم کی زمین سے اس قدر قریب ہو گئے کہ معلوم ہوتا تھا زمین پر گر جائیں گے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے سات یوم اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ بعد میں ثوبیہ ابولہب کی باندی نے پلایا۔ ان کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دودھ پلانے کے لیے اپنے گھر لے گئیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم داہنے پستان کا دودھ پیتے تھے اور بائیں پستان کا دودھ اپنے رضائی بھائی عبداللہ بن الحرث فرزند حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور حضرت حلیمہ کی صاحبزادی تمیہ آپ کو کھلایا بہلایا کرتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم چار برس کے ہوئے تو حضرت حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ جنگل میں، جہاں ان کے مویشی بکریاں وغیرہ چرتی تھیں، تشریف لے جاتے تھے ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم جنگل میں تشریف فرما تھے کہ دو فرشتے آئے، انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو سیدھا لٹا کر سینۂ مبارک کو ناف تک چاک کیا اور دل مبارک نکال کر دھویا اور اس میں نور بھر کر پھر اسی طرح سینہ مبارک سی دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ یہ حال دیکھ کر حضرت حلیمہ کے بیٹے نے حضرت حلیمہ کو آ کر کہا کہ ہمارے مکہ والے بھائی کا دو آدمیوں نے آ کر پیٹ چاک کیا۔ اس بات کو سن کر حضرت حلیمہ تشریف لائیں، دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور چہرۂ مبارک متغیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے حال پوچھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے تمام ماجرا بیان فرمایا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا یہ حالات سن کر ڈر گئیں اور آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو واپس آپ کے گھر مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ چھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی والدہ[1] محترمہ وصال فرما گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے دادا عبدالمطلب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے۔ دو سال کے بعد وہ بھی انتقال فرما گئے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے چچا ابو طالب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی کفالت فرمائی۔ انہوں نے بڑی ہی محبت اور تعظیم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی پرورش فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی عمر شریف پچیس برس کی ہوئی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اوصاف حمیدہ، امانت و دیانت کا حال سن کر، کہ اس وقت لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو امین کہا کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو کاروباری شراکت کے ساتھ مال تجارت دے کر شام بھیجا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت بہت مالدار تھیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے گمان سے زیادہ صدق و صفائی پائی۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ، جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ شام گیا تھا، اس نے حالات سفر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے واقعات اور معجزات جو دیکھے تھے، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت عالی میں نکاح کی درخواست پیش کی، جو کہ آپ صلی

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ والد ماجد کے انتقال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دو ماہ اور بعض سات ماہ اور بعض دو سال چار ماہ کی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے قبول فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم غارِ حرا میں خلوت میں عبادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی، ۸ ربیع الاول ۲ شنبہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس وحی لائے اور کہا ''اِقْــــرَاءْ'' پڑھیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ معانقہ فرمایا جس سے جسم اطہر کو دبایا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا مجھ کو تکلیف ہونے لگی بس مجھ کو چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا ''اِقْــرَاءْ''۔ پھر میں نے وہی جواب دیا پھر معانقہ فرمایا۔ تیسری مرتبہ اِقْــرَاءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ تا مَا لَمْ یَعْلَمْ پڑھائی اور یہی ابتداءِ اظہارِ نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرماتے تھے ذَمِّــلُوْنِــیْ ذَمِّــلُوْنِیْ اوڑھا دو مجھ کو اوڑھا دو مجھ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر کپڑا ڈال دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی تسلی وتشفی فرمائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ابتدائی طور پر پوشیدہ دعوت اسلام شروع فرمائی سب سے پہلے جوانوں میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، لڑکوں میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب اور کوشش سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عثمان بن عفان وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن وقاص وزبیر وطلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اسلام کی دولت سے مشرف فرمایا جب آیت کریمہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ[1] نازل ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے واضح طور پر تمام لوگوں کو دعوت اسلام دینا شروع کی تو کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے دشمن ہو گئے طرح طرح کی ایذائیں دینا شروع کر دیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا مذاق اڑاتے تھے مکان کے دروازہ پر پلیدی ڈال دیا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تبلیغ فرماتے کفار تکذیب کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر پتھر پھینکتے شور وغل مچاتے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے مونڈھوں پر اونٹ کی اوجھ رکھ دی جس طرح وہ تکلیف دیتے اسی طرح دن بدن اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرماتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم رات دن کفار کے اسلام قبول کرنے کی فکر میں سخت بے چین رہتے جو لوگ اسلام قبول کرتے کفار ان کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تاکہ اسلام چھوڑ دیں کسی کو اپنی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے کسی کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دے دیتے اور وہ ان کو تمام شہر میں پھراتے تھے کسی کو گرم ریت پر برہنہ لٹا دیتے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سردار قریش امیہ بن خلف کے غلام تھے وہ ان کو بہت تکلیف دیتا آپؓ شدت تکلیف سے بے ہوش ہو جاتے حضرت سیّدنا صدیق

۱۔ ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ لوگوں کو صاف صاف بتلادیں۔

اکبر رضی اللہ عنہ نے امیہ سے خرید کر آزاد فرمایا حضرت لبینہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اس قدر مارتے تھے کہ خود تھک کر چھوڑ دیتے اور فرماتے کہ یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے تجھ پر رحم کھا کر چھوڑ دیا ہے بلکہ میں خود تھک گیا ہوں اور پھر مارتے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی خرید کر آزاد فرمایا حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہ کو ابوجہل نے اس قدر تکلیفیں پہنچائیں کہ وہ نابینا ہو گئے تو ابوجہل نے کہا کہ لات وعزیٰ نے تیری آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہتے کہ لات و عزیٰ کو کیا خبر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے جاتی رہیں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اوران کے والدین کو بہت ہی تکلیفیں دی گئیں ایک روز دھوپ میں ڈالے ہوئے ان کو ایذا دے رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اس طرف سے گزرے دیکھ کر فرمایا صبر کرو اے آل یاسر! تمہارے واسطے جنت ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے مسلمانوں پر اس قدر سخت مظالم وتکالیف برداشت نہ ہوسکیں تو فرمایا کہ جو مسلمان اپنے کو غیر مامون سمجھے وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائے کہ حبشہ کا بادشاہ کسی پر ظلم وستم نہیں کرتا جس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں قوت عطا فرمائے گا۔ آجانا چنانچہ ماہ رجب ۵ نبوی کو دس یا بارہ آدمیوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جن میں حضرت عثمانؓ بن عفان معہ اہلیہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم وحضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام بھی تھے یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی ان کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور مزید صحابہ کرام تشریف لے گئے اسی طرح وقتاً فوقتاً ۸۳ آدمیوں نے ہجرت کی۔

کفار کو جب علم ہوا کہ اس طرح مسلمان آہستہ آہستہ حبشہ ہجرت کر رہے ہیں اور وہاں مسلمانوں کو پناہ اور سکون واطمینان حاصل ہو گیا ہے تو کفار اس کو برداشت نہ کر سکے عبداللہ وعمر بن العاص کو تحائف دے کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا کہ مہاجرین کو ان کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ بھیج دیں مگر اس نے نہ مانا بلکہ کفار کو رسوا

کر کے اپنے دربار سے نکال دیا اور مسلمانوں کے ساتھ بہت ہمدردی اور تسلی و تشفی کی۔ ایک مرتبہ کفار نے آپس میں عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے خاندان کے ساتھ نکاح [1] اور لین دین نہ کیا جائے اس مضمون کا عہد نامہ لکھ کر بیت اللہ میں لٹکا دیا تین سال تک اس پر عمل درآمد رہا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی کہ اس عہد نامہ کو کیڑوں نے کھا لیا ہے سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام کے اس پر کچھ بھی باقی نہ رہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس کا ذکر اپنے چچا ابو طالب سے کیا ابو طالب نے بعض قریش سے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو تم اس قطع رحمی سے باز آ جاؤ چنانچہ جب کفار نے دیکھا تو واقعی عہد نامہ کو کیڑوں نے کھا لیا تھا تب انہوں نے عہد نامہ کو پھاڑ ڈالا اور ان کا آپس میں عہد ختم ہوا نبوت کے دسویں سال رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے شفیق چچا ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا ان کے انتقال کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بہت صدمہ ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے چچا ابو طالب کے انتقال کے بعد کفار مکہ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بہت ہی پریشان کرنا شروع کر دیا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم حضرت زید بن حارثہ کو ساتھ لے کر طائف دعوت اسلام کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بجائے دعوت قبول کرنے کے مذاق اڑایا اور سخت تکالیف دیں بارہویں سال نبوت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس ۲۷/ رجب کو رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

۱۔ اس وقت کفار کے ساتھ نکاح وغیرہ کی اجازت تھی۔

کو مسجد حرام میں لے گئے وہاں پر براق کو جنت سے لائے تھے سوار کر کے بیت المقدس مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جہاں پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پہلے ہی تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم آسمان پر تشریف لے گئے جہاں اول، دوئم، سوئم، چہارم، پنجم، ششم کو طے کر کے ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں رفرف پر سوار ہوئے تمام مقامات طے کر کے ایسا قرب خاص ہوا کہ نہ کسی مرسل نبی اور کسی فرشتہ مقرب کو ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کلام کیا اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور ایسے علوم وفیوضات عطا فرمائے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں قرآن شریف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی وحی بھیجی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندہ پر جو کچھ وحی بھیجی۔ صبح کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے لوگوں کو واقعہ معراج شریف بتایا تو کفار مذاق اڑانے لگے کفار نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ آج رات کو میں مسجد اقصیٰ اور تمام آسمانوں کی سیر کر آیا ہوں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں تو بالکل سچ ہے اسی وجہ سے آپ کا نام صدیق ہوا تیرھویں سال نبوت میں آٹھ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی[1] اور دوشنبہ کے دن داخل مدینہ منورہ ہوئے اور وہاں دس سال قیام پذیر رہے۔

اس مدت میں کل پچیس یا ستائیس غزوات ہوئے جن میں سے غزوہ بدر، احد، خندق، قریظہ، بنی مصطلق، خیبر، طائف سات غزووں میں جنگ کی نوبت آئی اور ربعث اس مہم کو کہتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ

۱۔ اس سفر کی ابتدا بروز دوشنبہ ہوئی تھی۔ درمیانی مدت سفر پوری کرنے کے بعد جب مدینہ منورہ پہنچے، وہ دن بھی دوشنبہ تھا۔

وبارک وسلم نے کسی طرف جنگ کے لیے لشکر بھیج دیا ہو اور خود بہ نفس نفیس اس میں شرکت نہ فرمائی حجۃ الوداع کے لیے مدینہ منورہ سے بروز دوشنبہ روانگی ہوئی کنگھا کیا۔ تیل لگایا اور خوشبو جسم اقدس پر ملی اور [۱] ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور رات گزاری ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار کی طرف سے حکم آیا ہے کہ اس وادی مبارکہ میں نماز ادا کرو اور کہو عُمْرَۃٌ فِیْ حَجَّۃٍ یعنی عمرہ اور حج دونوں کی اکٹھی نیت کرو اس کو علم فقہ کی اصطلاح میں حج قران کہتے ہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے احرام باندھا دو رکعت نفل پڑھے اور نیت فرمائی پھر روانہ ہوئے اتوار کے دن صبح کے وقت کوہ کدا کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور طوائف [۲] قدوم فرمایا اور اس طواف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پہلے تین چکر [۳] تیز تیز چل کر اور پھر چار چکر آہستہ آہستہ لگائے طواف سے فارغ ہو کر صفا پہاڑی کی طرف تشریف لائے اور [۴] سعی فرمائی اور وسط وادی [۵] میں (ایک خاص مقام ہے جہاں اب نشان لگے ہوئے ہیں) دوڑنے کی مانند تیز چلے۔

آٹھویں ذوالحجہ کو منیٰ میں تشریف لے گئے اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء

۱۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں پر اب بہترین مسجد بنی ہوئی ہے۔ وہاں پر دو رکعت نفل پڑھنا اور نیت کرنا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا عمل ہے۔

۲۔ طواف قدوم وہ طواف ہے جو حجاج مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد پہلا طواف کرتے ہیں اور یہ طواف واجب ہے۔

۳۔ احرام کی حالت میں وہ طواف جس کے بعد سعی کرنی ہو اس میں رمل اور اضطباع سنت ہے۔ رمل طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنے کو کہتے ہیں اور اضطباع احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے کو کہتے ہیں۔ یہ رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لیے ہے۔

۴۔ سعی صفا اور مروہ کے سات چکر لگانے کو کہتے ہیں جو کہ صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دو چکر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ صفا اور مروہ کے درمیان میں ایک جگہ ہے جہاں پر سبز بتیاں لگی ہوئی ہیں، اس کو ملین اخضرین کہتے ہیں۔ احرام کی حالت میں سعی کرتے ہوئے اس جگہ مردوں کو دوڑ کر تیز تیز چلنا سنت ہے اور عورتوں کو اپنی چال چلنا چاہیے۔

اپنے اپنے وقت پر ادا فرمائیں اور رات بھی وہیں گزاری پھر نماز صبح ادا کرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے پر عرفات کی طرف تشریف لے گئے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پہنچنے سے پہلے وادی نمرہ میں (جہاں پر اب مسجد نمرہ ہے) جو کہ وادی عرفات میں واقع ہے خیمہ لگا دیا گیا اس خیمہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے قیام فرمایا اور دوپہر کے بعد خطبہ پڑھا جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے مندرجہ ذیل ارشادات عالی فرمائے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

خطبہ حجۃ الوداع

اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پر پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو تمہیں عنقریب اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو اور فرمایا کہ جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں جاہلیت کے تمام قتل کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے ابن ربیعہ بن حارث کا جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہزیل نے اسے مار ڈالا تھا۔ میں اسے معاف کرتا ہوں جاہلیت کے زمانہ کا سود ختم کر دیا گیا میں اپنے خاندان کا پہلا سود ختم کرتا ہوں جو کہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا لوگو! اپنی بیویوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال بنایا تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں

لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی کوئی نئی امت ہے خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو پانچ وقت پابندی سے نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو مالوں کی زکوٰۃ نہایت ہی خوش دلی سے دیا کرو اور بیت اللہ کا حج کیا کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا مجھے بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے سب نے کہا کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے آپ نے رسالت ونبوت کا حق ادا کردیا آپ نے ہر بھلائی اور برائی کی ہم کو اطلاع دے دی اس وقت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ. اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا کہ یہ لوگ گواہی دے رہے ہیں پھر فرمایا دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو (قیامت تک آنے والے ہیں) موجود نہیں ہیں میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ اس پیغام کو یاد رکھنے والے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن کو یہ پیغام پہنچایا جائے۔[1]

---

[1] ناظرین کرام اس خطبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ آج ہم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پیغامات عالیہ پر عمل کر رہے ہیں۔
نبی کریمؐ نے تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو وصیت فرمائی کہ میرا یہ پیغام تمام غائبین تک جو کہ قیامت تک اس دنیا میں آئیں گے، واسطہ در واسطہ پہنچایا جائے اور تمام صحابہ کرام کو اس کی تاکید فرمائی۔ خطبہ مبارک کی چند باتوں پر خصوصی توجہ فرمائیں۔
قرآن پاک کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے، اس کا ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کیا کیا احکام ہمیں دے گئے ہیں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ مسلمانوں کے باہمی حقوق جان و مال کی عزت و آبرو کی حفاظت کا حکم فرمایا۔ بیویوں کے حقوق کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

ہر ایک مسلمان کو قیامت تک دوسرے مسلمانوں تک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پیغامات پہنچانے کا حکم فرمایا اور اپنی ذات اقدس کے متعلق اپنے عمر بھر کے کارناموں کی شہادت لے لی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گواہ بنا لیا اب ہمیں چاہیے کہ ہم رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ارشادت عالیہ پر خود عمل کریں اور دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

خطبہ کے بعد رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے نماز ظہر اور عصر ادا فرمائیں اس کے بعد موقف جبل الرحمۃ کی طرف جو کہ عرفات کے درمیان میں ہے تشریف لے گئے اور وہاں غروب آفتاب تک دعا اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر میں مشغول رہے اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ تشریف لے گئے اور رات کو وہیں قیام فرمایا مغرب اور عشاء دو نمازیں عشاء کے وقت میں ادا فرمائیں اور بعد نماز فجر روشنی پھیل جانے کے قبل از طلوع آفتاب منیٰ کی طرف تشریف لے گئے اور جمرہ عقبیٰ میں سات کنکریاں ماریں اور باقی تین دن پیدل تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارتے رہے اور ابتداء اس جمرہ سے فرماتے تھے کہ جو متصل مسجد خیف کے ہے (اس کو جمرہ اولیٰ اور درمیان والے کو جمرہ وسطیٰ اور آخری کو جمرہ عقبیٰ کہتے ہیں خیف نشیبی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں وہ جگہ مراد ہے جہاں اب منیٰ میں مسجد ہے جو کہ مسجد خیف کے نام سے مشہور ہے) پھر جمرہ درمیانی پر اور پھر جمرہ عقبیٰ پر پہلے اور دوسرے جمرہ پر لمبی دعا فرمائی اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایام منیٰ کے قیام کے پہلے دن ہی قربانی ادا فرمائی پھر طواف زیارت کے لئے بیت اللہ تشریف لائے۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام زمزم پر تشریف لائے آب زمزم طلب فرما کر نوش فرمایا اور پھر منیٰ واپس تشریف لے آئے اور چوتھے روز تیرہ ذوالحجہ[1] کو منیٰ سے

---

[1] بارھویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ آجانا بھی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرھویں تاریخ کو رمی کے بعد واپس آئے۔

واپس تشریف لائے اور طواف وداع کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

حلیہ مبارک

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند رضی اللہ عنہ سے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا وہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا بکثرت ذکر اوصاف کیا کرتے تھے میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف مبارکہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان فرمائیں جس کو میں اپنے ذہن میں جمالوں[۱] پس انہوں نے فرمایا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اپنی ذات مبارک میں عظیم تھے (لوگوں کی نظر میں) معظم تھے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکتا تھا بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے بلند تھے اور دراز قد سے قدرے کم تھے سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا سر کے بال مبارک سیدھے قدرے بل دار تھے اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت ان) میں ازخود اتفاقاً مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ابتداء اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے موئے (بال مبارک) سر بہت ہی نرم اور ملائم تھے جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بالوں کو بڑھائے ہوتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی

۱۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا ذکر مبارک کثرت سے بیان کرتے اور اس کو اپنے اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ کرتے تھے۔ جس کو کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اسی کا ذکر کرتا ہے۔ صحابہ کرام سے زیادہ رحمۃ اللعالمینؐ کے ساتھ کس کو محبت ہو سکتی ہے لہٰذا ان کا دن رات مشغلہ ہی ذکرِ رحمۃ اللعالمینؐ تھا کہ رحمۃ اللعالمینؐ کے مبارک ذکر سے محبت بڑھتی ہے، زیارت نصیب ہوتی ہے، اتباع کی توفیق نصیب ہوتی ہے، دونوں جہاں کی مشکلات آسان ہوتی ہیں، سب سے بڑی بات کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں۔

فراخ تھی، ابرو خم دار بالوں سے پر تھی اور باہم پیوستہ تھیں ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں اُبھر جاتی بلند بینی تھی بینی مبارک پر نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں ذرا ذرا ریخیں تھیں سینہ سے ناف تک بالوں کا باریک خط تھا گردن مبارک ایسی خوبصورت تھی جیسی تصویر کی گردن خوبصورت تراشی جاتی ہے صفائی میں چاندی جیسی تھی بدن مبارک جسامت میں معتدل اور پر گوشت کسا ہوا تھا شکم (پیٹ) اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ مبارک قدرے اُبھرا ہوا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ کی ہڈیاں کلاں تھیں کپڑا اُتارنے کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا بدن روشن تھا کلائیاں دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پر گوشت تھے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں اعصاب آپ کے برابر تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے تلوے قدرے گہرے تھے کہ چلنے میں زمین کو نہ لگتے قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے بالکل ڈھل جاتا یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے (چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اٹھتا تھا اور قدم مبارک اس طرح رکھتے تھے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا کہ گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی کروٹ کی چیز کی طرف دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ رکھنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت مبارک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے۔

اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداً سلام فرماتے پھر میں نے (یعنی حسن ابن علی) نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی گفتگو کے متعلق بیان فرمایئے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امور آخرت کی سوچ میں رہتے کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی کلام جامع فرماتے جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پر مغز ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیزوں کی مدح اور مذمت دونوں نہ فرماتے مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور لذت ہوتی ہے جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے اور نہ اپنے نفس کے لئے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ بات کرتے تو داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو غصہ آتا آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں طریقے حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ارشادات عالی

کلمہ

ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے جس شخص نے کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ کا خلوص قلب سے اعتراف کیا تو اس کا جنت میں داخل ہونا ضروری ہے اس پر آگ کا عذاب حرام کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک آدمی کو اپنے پاس طلب فرمائیں گے تو اس کے سامنے اس کی بد اعمالیوں کے ننانوے دفتر ہائے دراز (اعمال نامے) پھیلا دیئے جائیں گے جن میں سے ہر دفتر حد نظر کے برابر دراز ہوگا پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تو اس (بداعمالیوں کی فہرست) میں کسی چیز کا انکار کرتا ہے (کہ میں نے فلاں گناہ نہیں کیا) تو وہ کہے گا نہیں اے میرے اللہ (نہ میں ان میں سے کسی گناہ کا انکار کرتا ہوں، نہ ہی لکھنے والوں پر ظلم کا الزام لگاتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے بے شک ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے تجھ پر مطلق ظلم نہ ہوگا (کہ اس کا وزن نہ کیا جائے) جاؤ وزن کراؤ۔ تو ایک پرچہ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا۔ اَشْهَـدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَـدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. تو اس کو دیکھ کر وہ کہے گا اے پروردگار اس پرچہ کی ان دفتروں کے سامنے کیا حقیقت ہے (میں اسے کیا وزن کراؤں) تو اللہ کریم ارشاد فرمائیں گے (نہیں اس کا وزن ضرور کرایا جائے گا اس لیے کہ) تجھ پر مطلق ظلم نہ ہو گا۔ تو وہ تمام دفتر (اعمال نامے) ایک پلڑے میں رکھے جاویں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں تو اس کے وزن سے ان دفتروں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور پرچہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔'' (ترمذی شریف)

نماز

ارشاد فرمایا جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے جو شخص پابندی سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ اس کو جنت میں داخل کردے گا۔ (ابو داؤد) ارشاد فرمایا جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے کہ اگر کسی شخص کے مکان کے سامنے اور دروازے کے بالکل ہی قریب پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ شخص روزانہ پانچ بار اس میں غسل کرتا ہو تو اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پانچ بار نہانے کے بعد میل کہاں رہ سکتا ہے فرمایا جس طرح پانچ بار نہانے والے کے جسم پر میل نہیں رہ سکتا اسی طرح پانچ مرتبہ نماز پڑھنے والے کے ذمہ کوئی خطا نہیں رہتی۔ یہ نمازیں تمام خطاؤں کو مٹاتی رہتی ہیں (بخاری ومسلم) ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ (یعنی جب امام نماز کے لئے کھڑا ہو اور پہلی تکبیر اللہ اکبر کہے، اس وقت امام) کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کرنے والا دوزخ او رنفاق دونوں سے بری کر دیا جاتا ہے (ترمذی شریف) ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس کو نصف رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو اس کو تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

روزہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں

کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (لیلۃ القدر) جس میں عبادت کرنے کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کیے اور اس کی راتوں کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قُرب حاصل کرے، ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر (۷۰) فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں سے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا ہے اور درمیانی حصہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مغفرت و بخشش کا ہے اور آخری حصہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ دوزخ سے آزادی عطا فرما دیتے ہیں اور فرمایا کہ چار چیزوں کی اس مہینہ میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں، پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ہر نماز کے بعد دعا میں پڑھنا چاہیے اور فرمایا کہ جو شخص

کسی روزہ دار کو پانی پلائے، حق تعالیٰ شانہ اس کو قیامت کے دن میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔[1]

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۱۔ اس حدیث شریف میں جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ یہ مہینہ بہت ہی برکتوں والا ہے، دوسری یہ کہ اس میں ایک رات لیلۃ القدر ہے۔ جس کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے۔ تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ رمضان شریف کے پورے مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے رکھنے کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لے اس کو پورا سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ چوتھی بات یہ ارشاد فرمائی کہ رمضان شریف میں رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کرے، ایسا ہے کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ۷۰ فرض ادا کرے۔ تو اس فرمان عالی کے مطابق اس مہینہ میں فرضوں کے بعد زیادہ سے زیادہ نفلی عبادت کرنی چاہیے، اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہوگا، اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ شخص نامراد ہوگا۔ نماز اچھی اور بیکار کی مراد بھی دوسری حدیث میں رحمۃ اللعالمینؐ نے ارشاد فرمائی کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو اچھی طرح کرے، خشوع وخضوع سے پڑھے، اطمینان سے کھڑا ہو، رکوع وسجدہ بھی اطمینان سے کرے، غرض ہر چیز کو اطمینان کے ساتھ اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمک دار بن جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ تیری بھی ایسی ہی حفاظت فرمادیں، جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز اچھی طرح نہ پڑھے، وقت کو بھی ٹال دے، وضو بھی اچھی طرح نہ کرے، رکوع و سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت میں سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا، اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑوں کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے (طبرانی) تو جس شخص کی نماز اچھی نہ ہوئی تو وہ شخص خسارے میں ہوگا اور اگر نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے، اگر نکل آئیں تو اس سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی، اس کے بعد باقی اعمال کا حساب ہوگا تو فرمایا کہ رمضان شریف میں نوافل پڑھنے کا ثواب فرضوں کے برابر ہے، اس لیے رمضان شریف میں زیادہ سے زیادہ نفل پڑھیں کہ قیامت کے دن فرائض کی جگہ کام آئیں، پانچویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ یہ مہینہ صبر کا ہے، یعنی اس مہینہ میں کسی سے جھگڑا فساد نہ کرے، گالی گلوچ نہ کرے، کسی کی چغلی و غیبت نہ کرے، دوسرے شخص کی ناگوار بات پر صبر کرے کہ فرمایا صبر کا بدلہ جنت ہے، چھٹی بات یہ ارشاد فرمائی کہ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ غم خواری سے مراد کسی حاجت مند کے ساتھ ہمدردی کرنا ہے، بیمار کی خبر گیری کرنا، بیوہ اور یتیم کا خیال رکھنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد

سحری کھانے کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، دوپہر کو تھوڑی دیر سو کر رات کے قیام کے لئے آسانی حاصل کرو اور سحری کے وقت کچھ کھا کر روزے پر قوت حاصل کرو۔ (ابن ماجہ)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا سحری برکت کی چیز ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو، اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (احمد) (یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ رحمت بھیجتے ہیں اور فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

(گذشتہ سے پیوستہ) نبوی میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے، اس نے کہا کہ اے رحمۃ اللعالمینؐ کے چچا کے بیٹے، میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں شخص کا مجھ پر حق ہے (قرضہ ہے) اور رحمۃ اللعالمینؐ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اچھا، کیا میں تیری اس سے سفارش کروں، اس نے عرض کیا، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپؓ اپنا اعتکاف بھول گئے، فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے (رحمۃ اللعالمینؐ) سے سنا ہے اور ابھی کچھ زمانہ زیادہ نہیں گزرا، یہ لفظ کہتے ہوئے ابن عباسؓ کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے، کہ رحمۃ اللعالمینؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے کام کے لیے چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور فرمایا کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس شخص اور جہنم کے درمیان تین خندق آڑ فرما دیتے ہیں، جن کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ ہے۔ اس حدیث شریف سے دو مضمون معلوم ہوئے، اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب اتنا زیادہ ہے تو دس دن آخری عشرہ رمضان کے اعتکاف کا کتنا بڑا اجر ہوگا۔ علامہ شعرانیؒ نے کشف الغمہ میں رحمۃ اللعالمین کا ارشاد مبارک لکھا ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ملے گا اور جو شخص مسجد جماعت (جس میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاتی ہو) میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے جنت میں ایک محل بناتے ہیں اور دوسری بات جو اس حدیث شریف سے معلوم ہوئی وہ بہت اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی ہے کہ دس برس کے

حج

ارشاد مبارک فرمایا جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کہ جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں اس بات کی کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس کے بعد رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً ○ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے انسانوں پر حج (فرض) ہے جو استطاعت رکھتا ہو، وہاں جانے کی، پھر اگر نہ جائے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ حاجی کی سفارش

(گذشتہ سے پیوستہ) اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہ کی کہ اعتکاف کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور قضا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے اہل اللہ کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں، یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا۔ ساتویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ جہنم سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے مانند ثواب ہوگا۔ آٹھویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ اس کے پہلے عشرہ میں خدا تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور درمیانی عشرہ میں خدا تعالیٰ بے شمار لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور آخری عشرہ میں خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والوں کے لیے جہنم سے آزادی کے احکام جاری ہوتے ہیں اور نوویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ جو ہلکا کرے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو یعنی بوجہ روزہ کے اس سے ہمدردی کرے، تھوڑا کام لے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے مغفرت فرماویں گے اور آگ جہنم سے آزاد کر دیں گے، دسویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ چار چیزوں کی اس مہینہ میں کثرت کرو۔ جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بغیر تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرو، وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو اور گیارہویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن اپنے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ اللہ کریم ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین۔

چار سو گھرانوں کے لئے قبول ہوتی ہے یا یہ فرمایا کہ حاجی کے گھرانے میں سے چار سو آدمیوں کے بارے میں قبول ہوتی ہے۔ حج کرنے کے بعد گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔ (کذا فی الترغیب)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

زکوٰۃ

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کو نماز کے ساتھ جمع کیا ہے، پس ان دونوں میں فرق نہ کرو۔ (کنز)

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس آدمی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں گے اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا ہوتا ہے) وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس شخص کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے اور کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں، یہ فرمانے کے بعد رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے قرآن پاک کی آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ٥

ترجمہ: اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں، اس مال و دولت میں جو

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے کہ وہ مال ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ ان کے حق میں انجام کے لحاظ سے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ (بخاری شریف)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

صدقہ

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے اور انسان کو بری موت سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی شریف) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ کیسے فرمایا ایک شخص کے پاس مال بہت ہے اس نے اپنے کثیر مال میں سے ایک لاکھ درہم دے دیئے لیکن ایک غریب آدمی کے پاس دو درہم تھے اس نے اپنے دو درہم میں سے ایک درہم خیرات کر دیا تو اس غریب کا ایک درہم اس کروڑ پتی کے ایک لاکھ درہم سے زائد ہے (ابن حبان) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، خطا معاف کر دینے والوں کی عزت بڑھائی جاتی ہے، تواضع کرنے والوں کے مرتبہ کو بلند کیا جاتا ہے (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

صلہ رحمی

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسکین کو صدقہ دینے کا ثواب ایک ہی گنا ہے لیکن رشتہ دار کو دینے کا

دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحمی کا (نسائی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جوشخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے، رزق میں کشادگی ہو اور بری موت سے محفوظ رہے، اس کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور صلہ رحمی کیا کرے اور فرمایا کہ صلہ رحمی، ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک اور حسن خلق ایسی چیزیں ہیں جن سے عمریں زیادہ ہوتی ہیں اور گھر آباد رہتے ہیں (احمد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

حقوق والدین

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ماں باپ کے پاؤں تلے جنت ہے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جوشخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے (احمد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے فرمانبردار کو مبارک ہو خدا اس کی عمر زیادہ کرے (حاکم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے تین بار فرمایا ناک خاک آلود ہو۔ کسی نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کس شخص کی؟ فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے اور جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کی (بخاری ومسلم) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا جوشخص اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے (ابن حبان)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

رشتہ داروں کے حقوق

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) دنیا کی نعمتوں میں اپنے سے اونچے کو دیکھ کر اپنی کمزوری کا خیال نہ کرنا بلکہ اپنے سے کمزور کو دیکھ کر اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے مساکین سے محبت کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں سے معاملہ اور برتاؤ اچھا کرنا، چاہے وہ لوگ مجھ سے کیسا ہی برتاؤ کریں نیز میں اللہ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں اور ہمیشہ حق بات بولوں اگرچہ وہ کتنی ہی کڑوی ہو اور آپ نے مجھے یہ وصیت فرمائی کہ میں بکثرت **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کا ورد کیا کروں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ کے لیے محبت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں ان کے لیے قیامت میں نور کے منبر بچھائے جائیں گے، ان لوگوں کے اس مرتبہ کو دیکھ کر صدیق اور شہید غبطہ کریں گے (بخاری ومسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ کے بندوں میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو نہ تو پیغمبر ہیں نہ شہید لیکن پھر بھی لوگ ان کے مرتبہ کو دیکھ کر رشک کریں گے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ لوگ آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں ان کی محبت نہ تو رشتہ داری پر مبنی ہے اور نہ مال پر۔ خدا کی قسم ان کے منہ پر نور چمکتا ہوگا جس دن لوگ خوف و ہراس

سے پریشان ہوں گے تو ان کو کسی قسم کا خوف وحزن نہ ہوگا۔ پھر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ آیت فرمائی اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (ابوداؤد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں پر واجب ہے جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری رضا جوئی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ (موطا امام مالک)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملہ میں میرے بعد ان کو (طعن وتشنیع کا) نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا (جمع الفوائد) ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مَد جو بلکہ آدھے مَد جو کے برابر بھی نہیں ہوسکتا (جمع الفوائد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فقراء اور مساکین سے محبت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو فقراء و مساکین اس قدر محبوب تھے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے،

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: اے اللہ مجھ کو مسکین زندہ رکھ اور مساکین میں ہی وفات دے اور میرا حشر مساکین کے ساتھ ہی کرنا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

میاں بیوی کے تعلقات

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ نے نکاح کر لیا تو اس کا نصف دین محفوظ ہو گیا، باقی نصف کو بچانے کے لئے خدا تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرے (بیہقی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا نیک بیوی جو ایمان کی مددگار رہے، وہ ایک مسلمان کا بہترین مال ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ حقیقتاً اچھے اخلاق کے وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اپنی بیویوں سے اچھے ہیں (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے جو مال خرچ کیا جائے اس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ کھانے کا جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں دیتا ہے اس پر بھی صدقہ کا ثواب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

پرورش اولاد

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا ایک باپ کا اپنے بیٹے پر ادب سکھانے سے بڑھ کر اور کوئی احسان نہیں (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو تم قیامت میں اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا تم اپنا نام اچھا رکھا کرو (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اگر کوئی شخص لڑکیوں کے امتحان میں مبتلا کیا گیا (یعنی لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوئیں) اور پھر اس نے خوش دلی کے ساتھ ان کی پرورش کی اور ان پر احسان کیا تو یہ لڑکیاں دوزخ کی آگ سے آڑ بن جائیں گی (بخاری ومسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا جس نے دو لڑکیوں کو پالا تو جنت میں وہ اور میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں، پھر آپ نے دونوں کو ملا کر دکھایا۔ (بخاری)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

پرورش یتیم

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں۔ پھر دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا (بخاری) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر بال کے بدلہ میں اس کو نیکی عطا فرماتا ہے (احمد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے اپنی سخت دلی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ

پھیرا کر مسکین کو کھانا کھلا تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ (احمد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کسی بیوہ نے باوجود اپنی غربت وحسن و جمال کے نکاح نہیں کیا اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے اپنی جان کو روکے رکھا یہاں تک کہ وہ بچے بڑے ہو جائیں یا مر جائیں۔ وہ عورت اور میں جنت میں دو انگلیوں کی طرح ساتھ ہوں گے۔ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

اولاد کی موت پر صبر

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنتی ہیں قیامت میں وہ اپنے ماں باپ کا دامن پکڑ کر کھینچیں گے اور جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ماں باپ کو جنت میں داخل نہ کردے وہ ان کا پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ (مسلم)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس کے دو بچے آگے جاچکے ہیں (یعنی وفات پاچکے ہیں) اور اس نے ان کی موت پر صبر کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اگر کسی کا ایک ہو؟ فرمایا اے نیک توفیق والی ایک کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر کسی کا ایک بھی نہ ہو؟ فرمایا اپنی امت کی جانب سے میں آگے جانے والوں میں ہوں، میری امت کو میرے انتقال سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کسی بندہ کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب بھی دیتا ہے اور اس بندہ کو نعم البدل بھی عنایت کرتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ

خَیْرًا مِنْھَا. (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قرض

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ایک آدمی جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جنت میں داخل کیا گیا اس نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا صدقہ (کا ثواب) دس گنا ہوتا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا لکھا جاتا ہے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس کسی نے محتاج آدمی کو اپنی دودھ دینے والی بکری قرض دے دی یا کسی کو روپیہ پیسہ قرض دے دیا یا کسی کو راستہ بتا دیا تو ایسے شخص کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک شخص سے مرتے وقت فرشتوں نے دریافت کیا، تو نے کوئی نیک کام کیا ہے، اس نے کہا مجھے تو یاد نہیں، پھر فرشتوں نے کہا یاد کرو شاید کوئی اچھا کام کیا ہو، تو اس نے کہا میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا میں نے اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دینا اور مالدار مقروض سے سختی نہ کرنا اللہ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس بندہ سے تم بھی نرمی کرو اور قبض روح میں کوئی سخت برتاؤ نہ کرو (بخاری ومسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

سوال سے اجتناب

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص مجھ سے وعدہ کر لے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا۔ تو میں ایسے شخص کے لیے جنت کا ضامن ہونے کو تیار ہوں (نسائی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جس شخص کو کبھی فاقہ پیش آیا اور اس

نے لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیا تو اس کا فاقہ کبھی دور نہ ہوگا اور جس نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا تو خدا تعالیٰ اس کو جلدی یا تاخیر کے ساتھ ضرور رزق عنایت کرے گا۔ (ابوداؤد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

خیرات

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے اور پانی پلانے سے دوزخ سات خندق دور کر دی جاتی ہے (ایک خندق کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے) (حاکم)
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو کسی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا جو کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو جنت کی سربمہر شراب پلائے گا جو بندہ کسی غریب کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو جنت کے حلے عطا فرمائے گا (ترمذی)
آقائے دو جہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک آدمی نے بادل کے ٹکڑے سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر۔ اس آواز کے بعد وہ ابر وہاں سے چل کر ایک سنگلاخ زمین پر جا کر برسا جہاں سے تمام پانی ایک نالے کے ذریعہ ایک طرف بہنے لگا اور اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ کے پاس کھڑا ہوا یہ تمام پانی بیلچے سے اپنے باغ میں پہنچا رہا ہے، انہوں نے اس شخص کا نام دریافت کیا تو اس شخص کا وہی نام تھا جو انہوں نے بادل میں سے سنا تھا۔ پھر انہوں نے تمام واقعہ بیان کر کے دریافت کیا کہ تمہارا کون سا ایسا عمل ہے جس کی برکت سے بادل کو تمہارے باغ پر برسنے کا حکم ہوا، اس شخص نے بیان کیا کہ میں اپنی تمام پیداوار کے تین حصے کرتا ہوں ایک راہ خدا میں دیتا ہوں اور دوسرا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں تیسرا باغ کی حفاظت میں لگا دیتا ہوں۔ (مسلم)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا موت کے بعد سات چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ (۱) علم دین سکھانا، سیکھنا (۲) پانی کی نہر جاری کرنا (۳) کنواں کھدوانا (۴) درخت لگانا (۵) مسجد بنانا (۶) قرآن شریف پڑھنے کے لیے چھوڑ جانا (۷) نیک لڑکا جو ماں باپ کے مرنے کے بعد ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے۔ (ابونعیم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

رزق حلال

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھا کھانا انسان کے لیے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھایا کرتے تھے۔ (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے اپنے ماں باپ کے لیے کمانا خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہے ریا اور مفاخرت کے لیے کمانا شیطان کی کمائی ہے۔ (طبرانی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا رزق کو اپنے سے دور نہ سمجھو جو رزق مقدر ہو چکا اس کو حاصل کیے بغیر موت نہیں آ سکتی۔ اس لیے طلب رزق میں خودداری اور شریعت کے حق کا خیال رکھا کرو، حلال کو حاصل کیا کرو اور حرام کو چھوڑ دیا کرو (ابن حبان) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا چار باتیں اگر انسان میں موجود ہوں تو پھر اس کے لیے کوئی اندیشہ نہیں خواہ اس کی دنیا کتنی ہی فوت ہو جائے (۱) امانت (۲) سچ بولنا (۳) اچھی خصلت (۴) کمائی میں حرام اور مشتبہات سے احتیاط (احمد) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک

وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کیا آپ نے فرمایا تمہارے پاس گھر میں کچھ سامان بھی ہے، سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ ٹاٹ کا ایک بچھونا ہے جس کو ہم بچھا بھی لیتے ہیں اور اوڑھ بھی لیتے ہیں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے آپ نے فرمایا وہ دونوں چیزیں لے آؤ جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ دونوں چیزیں لے آئے تو آپ نے وہ دونوں دو درہم میں نیلام کر دیں اور فرمایا ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر لے جاؤ اور ایک درہم کا کلہاڑی میں دستہ لگا دیا اور فرمایا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کیا کرو اور پندرہ دن کے بعد ہمارے پاس آنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پندرہ دن کے بعد وہ صحابی آئے تو انہوں نے (خرچہ کے علاوہ) اپنی کمائی سے دس درہم جمع کر لیے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ محنت کی کمائی تمہارے لیے بہت عمدہ ہے اس بات سے کہ تم مانگتے پھرو اور قیامت میں تمہاری رسوائی ہو۔ (ابوداؤد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا طلب رزق اور کسب حلال کے لیے صبح کے وقت چلے جایا کرو کیونکہ صبح کے وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مستجاب الدعوات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم میرے لیے دعا فرمایئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھ کو مستجاب الدعوات بنا دے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا تم اپنی کمائی کی حلال روزی کھایا کرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں مستجاب الدعوات بنا دے گا۔ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

طلب شہادت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جوشخص سچے دل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کوشہداء کا رتبہ عنایت کرتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔ (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

تجارت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تاجروں کا حشر فاجروں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر اللہ سے ڈرتا ہے اور سچ بولتا ہے وہ قیامت میں شہداء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ہر کام کے متعلق اپنے دل سے فتویٰ لیا کرو جس بات پر دل مطمئن ہو جائے وہ جائز ہے اور اگر خلش ہوتی رہے تو اس سے بچنا چاہیے خواہ لوگ تجھ کو جواز ہی کا فتویٰ دے دیں۔ (احمد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اصل نیکی تو حسن خلق ہے گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور جس کا لوگوں میں ظاہر ہونا تجھ کو پسند نہ ہو۔ (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حسن ظن

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں اسے اختیار ہے میرے ساتھ چاہے جیسا گمان رکھے (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان کرنا بہترین عبادت ہے (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت میں ایک بندے کو ارشاد ہو گا جہنم میں داخل ہو جا، وہ شخص دوزخ کے کنارے پہنچ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے گا اور کہے گا خدا کی قسم مجھ کو اللہ سے اچھی امید اور بھلائی کا گمان تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد مبارک فرمائیں گے اسے واپس لے آؤ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ (بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اتباع سنت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا فتنہ وفساد کے زمانہ میں (آج کل یہی زمانہ ہے) جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے گا۔ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہقی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میں دو چیزیں ایسی چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک تو قرآن شریف ہے، ایک میری سنت ہے (حاکم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نیت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص رات کو سوتے وقت یہ نیت کر کے سویا کہ شب کو تہجد کی نماز پڑھوں گا لیکن اتفاق سے نیند کے غلبہ کی وجہ اس کی آنکھ نہ کھلی اور وہ سویا رہا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کی نیت کے موافق ثواب مل جاتا ہے اور یہ خواب واستراحت اور سوتے رہ جانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بندے پر صدقہ اور احسان ہے۔ (نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

تعلیم دین سیکھنا اور سکھانا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ تھوڑا سا علم سیکھ لینا بہت سی عبادت سے بہتر ہے (بیہقی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس نے کسی مومن کی تکلیف دور کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت میں اس کی سختی اور تکلیف کو دور کر دے گا۔ جس نے مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا عیب دنیا اور آخرت میں چھپائے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کرے گا۔ جب تک کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اس وقت تک اس کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو شخص علم کی بات سیکھنے کو چلا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور جو قوم خدا کے گھروں (مساجد) میں سے کسی گھر میں جمع ہوئی اور کتاب اللہ کی تلاوت کی اور آپس میں ایک نے دوسرے کو درس دیا اور کتاب اللہ کی تعلیم دی تو اس قوم کو رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس قوم پر سکینہ نازل ہوتا ہے خدا کی رحمت اس قوم پر سایہ فگن ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا ذکر فرشتوں کی جماعت میں کرتا ہے جس کا عمل سست ہو تو اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، طالب علم کے لیے فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ علماء کے لیے زمین وآسمان کی تمام مخلوق مغفرت چاہتی ہے یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی عالم کے لئے استغفار کرتی ہیں ایک عالم کی فضیلت جاہل عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر۔ علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے

وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اپنے ورثاء میں روپیہ نہیں چھوڑتے تھے بلکہ ان کا ورثہ تو علم ہے جس نے علم دین حاصل کیا وہ بہت بڑے حصے کا مالک ہو گیا (ابو داؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو میری حدیث سن کر یاد کر لے اور دوسروں کو بعینہ سنا دے کیونکہ بہت سے وہ لوگ جنہوں نے مجھ سے نہیں سنا وہ ان سے زیادہ سمجھدار ہیں جو مجھ سے سنتے ہیں۔ (ترمذی ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وضو

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا ارشاد مبارک ہے وضو کرنے والے کے تمام گناہ پانی کے ساتھ ٹپک جاتے ہیں یہاں تک کہ پانی کا آخری قطرہ ہر عضو کے آخری گناہ کے ساتھ ٹپکتا ہے (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص پورا پورا وضو کرتا ہے اور وضو کے بعد نماز پڑھتا ہے اور نماز بھی اچھی طرح غور وفکر کے ساتھ ادا کرتا ہے تو نماز کے بعد بالکل ایسا ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہو (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کیا عمل کرتے ہو میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز جنت میں سنی ہے کہ تم مجھ سے آگے آگے چل رہے ہو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا دو کام میرے معمول ہیں ایک تو یہ کہ میں ہمیشہ باوضو رہتا ہوں جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو فوراً دوسرا وضو کر لیتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نفل ادا کر لیتا ہوں (ابن خزیمہ) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا وضو کی حفاظت مومن ہی کیا کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مسواک

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا چار چیزیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں (۱) حیا کرنا (۲) عطر لگانا (۳) نکاح کرنا (۴) مسواک کرنا (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا دو رکعت نماز جس کے وضو میں مسواک کی گئی ہو ایسی ستر رکعتوں سے افضل ہے جن میں مسواک نہ کی گئی ہو۔ (ابونعیم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

خلال

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا خلال کیا کرو کیونکہ خلال لطافت ہے لطافت ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان جنت میں اپنے صاحب کے ساتھ رہتا ہے۔ (طبرانی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اذان واقامت

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لوگوں کو اذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جائے تو اس ثواب کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگوں کو نماز کا ثواب معلوم ہو جائے تو لوگ سینہ کے بل چل کر مسجد میں آیا کریں (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین قسم کے آدمی قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوں گے، میدان حشر کے لوگ ان لوگوں کے اس اعلیٰ مرتبہ پر رشک کرتے ہوں گے (۱) وہ غلام جس نے اپنے آقا کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے مولا حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق بھی ادا کیا (۲) وہ شخص جس نے امامت کی اور اس کے مقتدی اس سے خوش رہے (۳) وہ موذن جو اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کے واسطے پانچوں وقت اذان کہتا ہے۔ (ترمذی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص موذن کے جواب میں وہی الفاظ دہراتا ہے یعنی اذان کے الفاظ لیکن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتا ہے تو یہ شخص جنت میں جائے گا۔ (مسلم)

جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے اذان سن کر مجھ پر درود بھیجا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میرے لیے یہ دعا، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، پڑھی اس دعا کے پڑھنے والے پر قیامت میں میری شفاعت حلال ہوگئی (بخاری) جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ٥ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا٥ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) تو اس شخص کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان جو دعا مانگی جائے وہ رد نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تعمیر مسجد

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص اللہ کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے تو اس کا گھر جنت میں

ہو گا (ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا مسجد میں جھاڑو دینا مسجد کو پاک صاف رکھنا مسجد کا کوڑا باہر پھینک دینا مسجد میں خوشبو لگانا بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو سے معطر کرنا یہ تمام افعال موجب جنت ہیں۔ (ابن ماجہ)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جماعت کی پابندی

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور گھر سے نماز کے لیے نکلا تو داہنے قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور بائیں قدم پر ایک گناہ مٹ جاتا ہے مسجد کا فاصلہ قریب ہو یا دور مسجد میں پہنچ کر جماعت سے نماز ادا کی اگر پوری جماعت مل گئی یعنی تکبیر تحریمہ میں شریک ہو گیا تو پورا اجر اور اگر کچھ حصہ نماز کا ہو چکا تھا۔ یہ درمیان میں شامل ہوا اور سلام کے بعد اپنی نماز پوری کی تو بھی پورا اجر اور اگر مسجد میں پہنچنے تک سلام پھر گیا اور اس نے مسجد میں تنہا نماز پوری کی تو بھی پورا اجرا ملے گا۔ (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے وضو کی حفاظت کی اور ہر مشکل موقعہ پر وضو کو کامل کیا پھر مسجد کی طرف چلا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کیا تو ایسا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا، یہ شخص خیر کے ساتھ زندہ رہا اور خیر ہی پر اس کا خاتمہ ہو گا۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نماز اشراق

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی پھر سورج نکلنے تک ذکر الٰہی میں

مشغول رہا، سورج نکل آنے کے بعد دو رکعت پڑھیں تو اس کو پورے حج اور عمرہ کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نماز چاشت

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کی اولاد تو دن کے اول حصہ میں میرے لیے چار رکعت پڑھ لے، میں دن کے آخر حصہ تک تیرے لیے کفایت کروں گا۔ (یعنی صبح سے شام تیرے تمام معاملات میں تیری مدد کروں گا) (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نماز اوابین

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نفل پڑھتا ہے تو اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے بشرطیکہ درمیان میں کوئی بری بات یا لغو کلام نہ کرے۔ (ابن خزیمہ)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نماز تہجد

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا فرض نماز کے بعد رات کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے جس طرح رمضان کے روزوں کے بعد عاشورہ (دس محرم) کا روزہ تمام روزوں سے افضل ہے (مسلم شریف) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت میں تمام لوگ ایک ساتھ اٹھائے جائیں گے پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو رات کو عبادت کرنے کی

وجہ سے اپنے بستروں کو خالی چھوڑ دیا کرتے تھے، یہ آواز سن کر تہجد گزار بندے جمع ہو جائیں گے اور ان کو بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

نمازتوبہ

ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے جب کوئی آدمی گناہ کر لیتا ہے اور گناہ کے فوراً بعد ہی وضو کر کے دو رکعت پڑھ لیتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

نماز جمعہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ پانچوں نمازیں اپنے درمیانی حصہ کی خطائیں مٹا دیتی ہیں اور ایک جمعہ کی نماز سے دوسرے جمعہ کی نماز اپنے درمیانی حصہ کے گناہ مٹا دیتی ہے، جمعہ پڑھنے سے سات دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ کبیرہ گناہ نہ ہوں۔ (مسلم شریف)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

نماز استخارہ کی فضیلت

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے استخارہ (مشورہ) کرنا اولادِ آدم کی خوش بختی ہے اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرنا اس کی بدبختی ہے، جب کسی کام کا ارادہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ کر پاکیزہ بستر پر قبلہ رُخ ہو کر سو جائے، نماز استخارہ سات یوم تک پڑھنی چاہیے، انشاء اللہ تعالیٰ کام کرنے یا نہ کرنے کی صورت ظاہر ہو جائے گی اگر استخارہ کرنے والا خواب میں سبز وسفید رنگ، جاری پانی یا اس قسم کی کوئی چیز دیکھے، تو خیر و برکت والا سمجھے اور اسے

اختیار کر لے، اور اگر سیاہی، آگ یا دھواں دیکھے تو پھر وہ کام نہ کرے اگر واضح طور پر خواب میں کوئی بات ظاہر نہ ہو مگر صبح کے وقت جب اٹھے تو دل میں کام کی طرف قوی جذبہ اور غالب رجحان ہو تو وہ کر لے، انشاء اللہ موجب خیر و برکت ہو گا۔ اگر دل مطمئن نہ ہو تو پھر ہرگز نہ کرے، دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعِیْشَتِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعِیْشَتِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ○

دعا میں دو جگہ لفظ ھٰذَا الْاَمْرَ پر لکیر کا نشان ہے، اس جگہ پر اپنے کام کا تصور اور خیال رکھیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

نماز حاجت کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت یا ضرورت ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یا کسی آدمی سے اس کو چاہیے کہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر درود شریف پڑھے اور پھر اللہ کریم سے اس طرح دعا مانگے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَآئِمَ

مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

ف: یہ بات اتنی واضح ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ مخلوقات کی ساری حاجتیں اور ضرورتیں اللہ کے اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور بظاہر جو کام بندوں کے ہاتھوں سے ہوتے دکھائی دیتے ہیں دراصل وہ بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کے حکم سے پورے ہوتے ہیں۔

نماز حاجت کا جو طریقہ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس حدیث شریف میں تعلیم فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں پوری کرانے کا بہترین طریقہ ہے اور جن بندوں کو ان ایمانی حقیقتوں پر یقین نصیب ہے ان کا یہی تجربہ ہے اور انہوں نے نماز حاجت کو خزائن الٰہیہ کی کنجی پایا ہے، اللہ کریم ہر حاجت میں ہماری مدد فرماویں۔ (آمین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

نماز عید

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص ان پانچ راتوں شعبان کی پندرھویں رات عید الفطر کی رات ذوالحجہ کی آٹھویں نویں دسویں راتوں کو زندہ رکھے گا (یعنی ان راتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرے گا) اس کے لیے جنت واجب کر دی جائے گی (طبرانی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا عید الفطر کے دن اللہ کے فرشتے گلی کوچوں کے کونوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں، مسلمانو! مولائے کریم کی طرف صبح صبح جلدی جاؤ تمہارا رب کریم تھوڑی سی عبادت کو قبول کر لیتا ہے اور بہت سا ثواب دیتا ہے تم کو روزوں کا حکم ہوا تھا تم نے روزے پورے رکھے تم

نے راتوں کو (تراویح میں) قیام بھی کیا جاؤ اپنی عبادت کا حصہ لے لو، جب لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک منادی (فرشتہ) ندا دیتا ہے کہ تمہارے رب کریم نے تم کو بخش دیا۔ جاؤ اپنے گھروں کو مغفور ہو کر لوٹ جاؤ تمہارے روزے اور تمہاری نمازیں قبول کر لی گئیں تم سے تمہاری حاجتوں کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیا، یہ دن جائزہ کا ہے آسمانوں میں اس دن کا نام یوم الجائزہ ہے۔ (طبرانی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

عورت کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی رضی اللہ عنہا نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے درخواست کی کہ میرا جی آپ کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کو چاہتا ہے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا تیری نماز میری مسجد سے بہتر محلہ کی مسجد میں ہے اور محلہ کی مسجد سے وہ نماز بہتر ہے جو تو اپنے گھر کے صحن میں ادا کرے اور صحن سے وہ نماز بہتر ہے جو گھر کے دالان میں ادا کی جائے اور دالان سے وہ نماز بہتر اور افضل ہے جو گھر کی کوٹھڑی میں ادا کی جائے۔ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اس ارشادِ مبارک کو سن کر گھر کی کوٹھڑی میں ایک چھوٹا سا چبوترہ بنوالیا اور اسی پر مرتے دم تک نماز ادا کرتی رہیں۔ آقائے دو جہاں جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اس حکم کو سن کر کبھی بھی مسجد نماز ادا کرنے تشریف نہیں لے گئیں۔ (یہ ہے صحابہ کرام کا اتباع نبوی) (ابن خزیمہ)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

عورت کے لیے پردہ کا حکم

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک

میں لگ جاتا ہے۔(ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (دونوں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ اتنے میں حضرت عبداللہ ابن مکتوم (نابینا صحابی) حاضر ہوئے اور گھر میں داخل ہونے لگے تو جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ہمیں ارشاد مبارک فرمایا کہ جاؤ تم دونوں پردے میں ہو جاؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) وہ تو نابینا ہیں ہم کو دیکھ نہیں سکتے۔ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ تم بھی نابینا ہو کہ تم ان کو نہیں دیکھتیں۔ (رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے نابینا سے بھی پردہ کا حکم فرمایا)(ترمذی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اجنبی عورت سے نگاہ بچائے اور نگاہ کو روک لے تو حق تعالیٰ اس کے قلب میں وہ علم ومعرفت پیدا فرمائیں گے جو پہلے اسے حاصل نہ ہوگا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قربانی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو اللہ کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر (قربانی کا) خون بہانا ہے۔ یہ قربانی قیامت کے دن اپنے بالوں اور کھروں وغیرہ کے ساتھ آئے گی۔ یہ نہایت ہی خوش ہونے کی بات ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے(ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اپنی قربانی کے پاس آ کر کھڑی ہو اس کا جو قطرہ زمین پر گرے گا اس کے بدلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیرے تمام پچھلے گناہ بخش دے گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بشارت صرف میرے لیے ہے یا تمام امت کے لیے۔ فرمایا تمہارے لیے بھی ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی یہی بشارت ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

عیدالاضحیٰ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا عیدالاضحیٰ کے دن سب سے اچھا خرچ یہ ہے کہ انسان اپنا مال قربانی کرنے میں خرچ کرے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں ہر نیک عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے، ان (۹) دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مسجد نبوی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کی اور کوئی نماز قضا نہیں کی تو وہ نفاق اور دوزخ کے عذاب سے بری کر دیا گیا۔ (احمد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مسجد قبا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا مسجد قبا کی نماز کا ثواب ایک عمرہ کرنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

مسجد حرام

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے اپنے گھر نماز پڑھی اس کو ایک نماز کا ثواب دیا جائے گا۔ محلہ کی مسجد میں (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے پانچ سو نمازوں کا ثواب مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار کا ثواب اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار نماز کا ثواب اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کو ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

مدینہ منورہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا لوگوں کے لیے مدینہ کی سکونت بہتر ہے۔ اگر وہ سمجھ رکھتے ہوں اگر کوئی شخص مدینہ کو بے رغبتی کے ساتھ ترک کر دیتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر کسی شخص کو بسا دیتا ہے۔ جو شخص مدینہ کی تنگی اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو میں ایسے شخص کا قیامت کے دن شفیع اور گواہ ہوں گا (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اگر کوئی مدینہ میں مر سکتا ہے تو اس کو مدینہ میں مرنا چاہیے۔ قیامت کے دن میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

زیارت روضۂ مطہرہ

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے میری قبر (روضہ مطہرہ) کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (بیہقی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

جہاد

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین شخصوں کی اعانت وامداد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذمہ ہے ایک اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا دوسرا وہ مقروض جو قرضہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تیسرا وہ شخص جو پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنا چاہتا ہو (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا خدا تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشان بہت ہی زیادہ پسند ہیں ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے ایک وہ نشان جو فرائض ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے دوسرا وہ نشان جو اللہ کے راستے میں جہاد کی وجہ سے جسم کے کسی حصہ پر واقع ہو جائے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

شہادت

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت میں جب اہل محشر حساب وکتاب میں مبتلا ہوں گے تو لوگوں کا ایک جم غفیر تلواریں کندھوں پر رکھے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے گا ان لوگوں کے زخموں سے خون بہتا ہوگا، اہل محشر کے دریافت کرنے پر بتایا جائے گا یہ لوگ شہید ہیں یہ موت کے بعد زندہ تھے اور ان کو رزق دیا جاتا تھا (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا شہداء کو چھ فضیلتیں حاصل ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے (۲) شہادت کے وقت اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے (۳) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (۴) قیامت کی پریشانیوں اور گھبراہٹ سے مامون رہتا ہے (۵) اس کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک ایک یاقوت تمام دنیا کی دولت سے زیادہ قیمتی

ہے (۶) ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

عیب پوشی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے عیبوں کو چھپائے گا (مسلم) حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے دربار رسالت میں چار بار اپنے گناہ (زنا) کا اقرار کیا تھا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ان سے فرمایا اگر تو اپنے گناہ کو چھپاتا تو اچھا ہوتا (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس کو اپنے بھائی کی کوئی برائی معلوم ہوئی اور اس نے اس برائی کی تشہیر نہ کی بلکہ اس کو چھپالیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت میں اس بندے کے گناہ اور برائیاں چھپالے گا (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے کام میں کوشش کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے کام میں آسانی کر دیتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ نے اپنی خاص نعمتوں سے نوازا ہے تاکہ وہ خدا کے بندوں کو نفع پہنچائیں جب تک یہ بندے اپنے مال سے یا اپنے اثر سے دوسروں کو نفع پہنچاتے رہیں گے خدا تعالیٰ بھی ان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کرتا رہے گا۔ اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی نعمت کو خدا کے بندوں سے روک لیتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے اپنی نعمت چھین لیتا ہے اور کسی دوسرے اہل کو وہ نعمت عطا کر دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آنکھ کی حفاظت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا انسان کی نظر شیطان کا ایک زہر آلود تیر ہے جس نے اس کو غیر محرم کے دیکھنے سے بچایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے ایمان میں ایسی لذت پیدا فرماتے ہیں جس سے اس کا دل مالا مال ہو جاتا ہے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تم میرے لیے چھ باتوں کی ضمانت دے دو میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دینے کو تیار ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ بولو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب امانت رکھو تو ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہ غیر محرم کے دیکھنے سے روکو (۶) اپنے ہاتھوں کو ظلم سے بچاؤ۔ (احمد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

خاموشی

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک مرتبہ توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، صدقہ، تہجد اور جہاد کا تذکرہ فرمایا اور پھر فرمایا اگر کہو تو میں تمہیں ان سب عبادات کی جڑ اور بنیاد بتاؤں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ضرور ارشاد فرماویں، اس پر رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا اسے روکے رکھو۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء زبان کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ہمارے معاملے میں خدا کا خوف کرنا اور خدا کے خوف سے ڈرنا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں

گے تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ آدمی کا وہ مرتبہ جو خاموشی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے وہ ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے (بیہقی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) خاموش رہا کرو خاموشی شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار رہوتی ہے (بیہقی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو چپ رہا اس نے نجات پائی (احمد ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک مسلمان آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ بات چھوڑ دے۔ (احمد، ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

غیبت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ بری ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ غیبت زنا سے کس طرح بری ہے؟ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زنا کے بعد آدمی توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے ہیں لیکن غیبت کرنے والا اس وقت تک بخشا نہیں جاتا جب تک اس کو وہ شخص نہ معاف کر دے جس کی غیبت اس نے کی ہے۔ (بیہقی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم، اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا

کہ غیبت اسے کہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہی جائے کہ اگر اس کے سامنے کہی جائے تو وہ برا مانے۔ کسی نے عرض کی کہ اگر وہ بات اس میں ہو، اس پر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ وہ بات اس میں ہو جب ہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو اور پھر ایسی بات کہی جائے تو یہ بہتان ہے۔ (صحیح مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

جھوٹ

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، سچ کو اختیار کرنا لازم ہے۔ بلاشبہ سچ نیک عمل کی طرف ہدایت کرتا ہے نیک عملی اور نیکوکاری انسان کو جنت کی طرف پہنچاتی ہے۔ جو آدمی سچ بولتا ہے اور سچائی کا خیال رکھتا ہے تو اس کا شمار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک صدیقوں میں ہو جاتا ہے، جھوٹ سے بچو، جھوٹ بدکاری اور بداعمالی کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری انسان کو دوزخ کی طرف لے جاتی ہے جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا ارادہ کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار بڑے جھوٹوں میں ہو جاتا ہے اور وہ بڑا جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے (صحیحین) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ اس سے ایک کوس دور ہو جاتا ہے یہ بدبو جھوٹے آدمی کے منہ سے نکلتی ہے۔ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کہہ دے (ترمذی، مسلم) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا جان بوجھ کر ارادے اور قصد سے کسی کو

قتل کر دینا اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جھوٹی قسم سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے مگر جھوٹی قسم کی کمائی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔ (صحیحین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

وعدہ خلافی اور عہد شکنی

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (صحیحین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

چغل خور

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ چغل خور بہشت میں نہیں جائے گا۔ (صحیحین) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت کے دن سب آدمیوں سے برا دو رویہ آدمی کو پاؤ گے جو دو مخالف لوگوں میں سے ہر ایک سے ان کی سی بات کہے۔ (یعنی لوگوں کو آپس میں لڑانے والا) (صحیحین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

لعنت کرنا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کسی مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مانند ہے (صحیحین) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی لعنت کرتا ہے کسی چیز پر تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے اس کے لیے آسمان دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے

دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں چلتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف چلی جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی اگر وہ شخص قابل لعنت ہوتا ہے تو اس پر پڑ جاتی ہے ورنہ کہنے والے پر ہی واپس لوٹ آتی ہے۔ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کافر کہنا

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کو کافر یا فاسق کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والے کی بات اسی پر الٹ آئے گی۔ (بخاری)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بدزبانی

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا طعنہ دینے والا لعنت کرنے والا بدزبانی کرنے والا بیہودہ گو مسلمان نہیں ہے (ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا یہ بات بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے، لوگوں نے عرض کیا، کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا ہاں کوئی شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور وہ (دوسرا شخص جواب میں) اس کے ماں باپ کو گالی دے۔ (بخاری)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بڑے بھائی کا حق

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا چھوٹے بھائیوں پر بڑے بھائیوں کا حق ایسا ہے جیسا باپ کا اولاد پر۔ (بیہقی)

چچا کا حق

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا چچا باپ کی مانند ہے۔ (صحیحین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

تکبر

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ اتنی تواضع اور عاجزی اختیار کرو کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حسد

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا حسد نیکیوں کو ایسے ہی ملیا میٹ کر دیتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

زنا

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا زانی مسلمان ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا۔ (یعنی بحالت زنا ایمان نہیں رہتا) (صحیحین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

غصہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد

مبارک فرمایا غصہ کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فرمایا جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک مقبول ترین گھونٹ وہ ہے جسے غصے کا گھونٹ کہتے ہیں فرمایا کہ جو شخص غصے پر صبر وتحمل سے کام لیتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے دل کو نور ایمان سے معمور کر دیتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ایک مرتبہ گھر تشریف لائے۔ میں نے چہرہ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے میں حجرہ کی دیوار کے ساتھ لگ کر سننے کھڑی ہو گئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد مبارک فرمایا لوگو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے نیکی کی طرف بلاتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ایسا نہ ہو کہ وہ وقت آ جائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور تمہارا سوال پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد مانگو تو تمہاری مدد نہ کی جائے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (ابن ماجہ)

ایک مرتبہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتا ہوا دیکھے اگر اس کو قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر سکے تو اس کو بند کر دے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اگر اتنی بھی

طاقت نہ ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ برا سمجھنا ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے (مسلم) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں شہر کو تباہ و برباد کردو اس فرشتے نے عرض کیا اے اللہ فلاں آدمی بھی تو اسی شہر میں رہتا ہے جس نے کبھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا پھر اب کیا کروں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا تباہ کردو اس کو بھی کہ وہ دوسرے لوگوں کو گناہ کرتے دیکھتا رہا اور ایک لمحہ کے لیے بھی ان لوگوں سے ترش روئی (یعنی ناراضگی ظاہر) نہ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک ایسے شہر پر عذاب نازل کیا جس میں اٹھارہ ہزار آدمی ایسے بھی آباد تھے جن کے اعمال پیغمبرانہ صفات والے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ایسا کیوں ہوا؟ یعنی ایسے لوگوں کو عذاب کیوں دیا گیا، فرمایا اس لیے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر بداعمال لوگوں سے ناراض نہ ہوتے تھے اور ان کو برائی سے نہ روکتے تھے۔ (کیمیائے سعادت)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ایصال ثواب

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ مردہ شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ڈوب رہا ہو اور جان بچانے کے لیے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ چنانچہ مردہ بھی اپنی بیوی بچوں اور دوستوں کی دعاؤں کا منتظر رہتا ہے کیونکہ زندہ لوگوں کی دعائیں (صدقہ و خیرات) نور کے پہاڑوں کی طرح مردوں تک پہنچتی ہے اور فرمایا کہ دعاؤں کو نورانی طشتوں میں رکھ کر مردوں کے سامنے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ تحفہ فلاں (دوست یا عزیز) کی طرف سے ہے تو مردہ اس سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے کہ زندہ لوگ تحائف سے خوش ہوا کرتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

مسلمانوں کے حقوق

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جانتے ہو مسلمان کون ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے تمام مسلمان محفوظ ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) مومن کسے کہیں گے؟ فرمایا کہ جس سے مومنوں کو مالی اور جسمانی لحاظ سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ پھر عرض کیا کہ مہاجر کون ہے؟ فرمایا مہاجر وہ ہے جس نے افعال بد (برے کاموں) سے علیحدگی اختیار کر لی اور فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کی طرف (یا اس کے بارے میں) اس قسم کے اشارے کنائے سے کام لے جو اس کی دل آزاری کا باعث ہو اور یہ بھی حلال نہیں کہ کوئی ایسی حرکت کی جائے جو کسی مسلمان کو ہراساں یا خوفزدہ کر دے (کیمیائے سعادت) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اپنے کسی بھی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بول چال بند رکھنا حلال نہیں ہے اور ان لوگوں میں سے بہتر درجہ اسی کا ہے جو پہلے سلام کرے اور فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کو معاف کر دے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے عزت اور بزرگی عطا فرمائیں گے۔ (کیمیائے سعادت)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ بڑوں کی عزت کرو اور بچوں کے ساتھ شفقت (پیار ومحبت) کے ساتھ پیش آؤ اور ان پر رحم کرو اور فرمایا کہ جو شخص بڑوں کا ادب اور بچوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور فرمایا جو سفید بالوں کی تعظیم کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ کوئی بھی جوان ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ بزرگوں کا احترام کرے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ ویسا ہی احترام بڑھاپے میں دوسروں جوانوں سے نہ کرایا جائے گویا یہ بشارت درازی عمر کی فرمائی یعنی جو شخص بوڑھوں کا احترام کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے بھی اتنی عمر عطا کرتا ہے کہ وہ بڑھاپے تک پہنچے اور اس کا ثمر اس کو ملے (یعنی جب وہ بوڑھا ہو تو لوگ اس کی تعظیم کریں) اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں سے خوشی سے ملے اور اس کی زبان میں شیرینی ہو (یعنی محبت و پیار سے گفتگو کرے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو پسند فرماتے ہیں اور فرمایا کہ جانتے ہو وہ کون سی چیز ہے جو نماز روزہ اور صدقہ سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم فرمایئے۔ فرمایا کہ دو ناراض بھائیوں کو ایک دوسرے سے ملانا۔ (کیمیائے سعادت)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک مرتبہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پیار کیا دونوں کا منہ چوما ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان کو کبھی پیار نہیں کیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کسی کے خلاف اس کی غیر موجودگی میں بری باتیں (چغلی، غیبت، برائیاں) ہو رہی ہوں یا اس کی (موجودگی میں) بے عزتی کی جا رہی ہو اور اس کا کوئی مسلمان بھائی اس کی مدد کو پہنچ جائے اور اس کی امداد کرے تو اس امداد کرنے والے شخص کی حق تعالیٰ شانہ اس وقت امداد فرمائے گا جب اسے مدد کی حاجت ہوگی اور جو مسلمان اپنے بھائی کی مدد ایسے وقت میں بھی نہ کرے جبکہ اسے رسوا کیا جا رہا ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے وقت میں اس (نہ مدد کرنے والے) کو برباد و ذلیل ہونے دے گا، جبکہ وہ مدد کا انتہائی طور پر محتاج ہوگا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا ساری عمر حق تعالیٰ کی عبادت میں گزارنے کے برابر ہے اور فرمایا کہ مسلمان کی آنکھ روشن (یعنی حاجت پوری) کرنے والے کی آنکھیں قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے روشن کی جائیں گی اور فرمایا دن رات (کے چوبیس گھنٹوں) میں سے ایک لحہ بھر کے لیے کسی مسلمان کی حاجت روائی کو جانا مسجد میں دو ماہ (رمضان کے فضائل میں دس سال آیا ہے) کے اعتکاف سے افضل تر ہے خواہ اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو اور فرمایا کسی مغموم کو خوش کرنے یا کسی مظلوم کو رہائی دلانے والے کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے تہتر مغفرتیں مرحمت فرمائی جاتی ہیں اور فرمایا مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ظالم کی مدد کس طرح کی جائے فرمایا کہ اس کو ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد کرنا ہے اور فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ کوئی گناہ ان سے بڑھ کر نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شرک اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق کی دل آزاری اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ کوئی نیکی ان تک نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین پر ایمان لانا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق کی دل جوئی کرنا اور فرمایا کہ جس کا دل مسلمانوں کے غم سے خالی ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

ہمسایوں کے حقوق

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ایک ہمسایہ وہ ہے جس کا ایک حق ہے اور وہ ہے کافر ہمسایہ۔ دوسرا وہ جس کا دوہرا حق ہے اور وہ ہے مسلمان ہمسایہ اور ایک ہمسایہ ہے جس کے تین گنا حقوق ہیں اور یہ وہ ہے جو قرابت دار بھی ہیں اور مسلمان بھی ہے اور فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے ہمسایہ کے بارے میں مجھے اتنی لمبی چوڑی وصیت فرمائی کہ مجھے (بار بار) یہی گمان

ہوتا تھا کہ شاید میری وراثت میں بھی یہ حق شامل ہو کر رہے گا اور فرمایا کہ ان لوگوں
سے جو خدا تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں فرما دیجئے کہ ہمسایوں کا احترام کیا کرو
اور فرمایا کہ جس نے ہمسایہ کے کتے پر پتھر پھینکا اس نے بلا شبہ ہمسائے کی دل آزاری
کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ
وبارک وسلم) فلاں عورت ہمیشہ روزہ سے رہتی ہے اور رات بھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی
عبادت کرتی ہے۔ لیکن ہمسایہ کو تکلیف دیتی ہے تو فرمایا اس کا مقام دوزخ ہے اور فرمایا
کہ (اردگرد کے) چالیس گھروں تک جو لوگ رہتے ہیں وہ ہمسایوں میں داخل ہیں اور
فرمایا کہ ہمسایہ کا حق فقط اسی چیز تک محدود نہیں کہ اسے ایذا نہ پہنچائیں اور ستایا نہ
کریں، بلکہ یہ کہ اس کے ساتھ نیکی کریں اور فرمایا کہ قیامت کے دن
درویش (غریب) ہمسایہ اپنے امیر ہمسایہ سے الجھے گا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے فریاد
کرے گا کہ اے اللہ اس سے مواخذہ کیا جائے کہ یہ میرے ساتھ نیکی کرنے سے کیوں
گریز کرتا رہا اور اس کے گھر کا دروازہ مجھ پر ہمیشہ بند کیوں رہا۔ جناب رحمۃ اللعالمین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا جانتے بھی ہو کہ ہمسایہ کے
حقوق کیا ہوتے ہیں اور پھر ان حقوق کا شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ
اگر اسے مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو اور اگر وہ کچھ قرض مانگے تو اسے دو اگر وہ
غریب ہو تو اس کی حاجت روائی کرو اور اگر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرو اور اگر
مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو تو اس خوشی میں
شریک ہو کر اسے مبارک باد دو اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو اس کے رنج وغم
میں شریک رہو۔ اپنے گھر کی دیوار اتنی اونچی نہ لے جاؤ کہ اس کے گھر کی ہوا کی آمدو
رفت بند ہو جائے اگر کوئی میوہ یا ترکاری اپنے گھر لاؤ تو اس کے گھر بھی بھجواؤ اگر ایسا نہ
کر سکو تو یہ بات اس سے پوشیدہ رکھو۔ اپنے بچوں کو اس چیز کی اجازت نہ دو کہ وہ
ہمسائے کے دروازے کے سامنے جا کر ان کے بچوں کو تنگ کریں۔ تمہارے باورچی
خانے کا دھواں ہمسائے کی پریشانی کا باعث نہ بنے، ہاں اگر تم اسے کھانے کی کوئی چیز

بھیجتے رہو تو یہ اچھی بات ہے اور فرمایا کہ جانتے بھی ہو ہمسائے کا تم پر کتنا حق ہے، قسم اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہمسائے کا حق وہی شخص ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ باتیں بھی اس کے حقوق میں شامل ہیں کہ اپنے مکان کے کسی (بھی) حصے سے اس کے گھر کے اندر نہ جھانکتے رہیں اگر وہ لکڑی تیری دیوار پر رکھے تو اسے مت روکو، اس کا پرنالہ بند نہ کرو اگر وہ مٹی کا ڈھیر تمہارے دروازے کے سامنے ڈال دے تو اس سے لڑائی نہ کرو اگر تمہیں اس کے کوئی راز معلوم ہوں تو انہیں (کسی کے آگے بیان نہ کرو بلکہ) راز ہی رہنے دو اس کے زنان خانے پر نظر نہ ڈالو اور اس کی (بچیوں اور) لونڈیوں کو گھورتے (دیکھتے) نہ رہو اس کے ساتھ ایسی باتیں نہ کرو جو اس کی دل آزاری کا باعث ہوں اور فرمایا کہ تمہارے باورچی خانے میں کوئی چیز پکائی جائے تو پانی ذرا زیادہ ڈال لیا کرو اور ہمسایہ کو اس میں سے کچھ ضرور بھیجا کرو۔ (کیمیائے سعادت)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مسلمان کو کپڑا پہنانا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑا پہنایا تو جب تک اس کے بدن پر وہ کپڑا رہے گا تب تک اس کپڑے کا پہنانے والا خدا تعالیٰ کی حفاظت وعنایت میں ہوگا۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

لباس میں سادگی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس کسی نے باوجود قدرت اور استطاعت کے محض عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کرلی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن بھرے مجمع میں اختیار دے گا اس بندے کو کہ ایمانی حلوں میں سے جس حلے کو چاہے پسند کرے۔ (ترمذی)

سفید لباس

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا لوگو تم سفید کپڑا پہنا کرو، سفید کپڑا ایک اچھی چیز ہے سفید کپڑے میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (ابوداؤد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

سرمہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی آپ اس میں سے ہر رات تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

مہمان نوازی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کی تعظیم اور عزت کرے۔ (بخاری)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

کھانا کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی شخص تم میں سے کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھ لیا کرے اگر اتفاقاً ابتداء میں کسی کو بسم اللہ پڑھنا یاد نہیں رہا تو درمیان میں جب یاد آئے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھ لے (ابن حبان) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور خوب سیر ہو گیا پھر اس نے یہ کلمات پڑھ لیے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے

گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا کلمات یہ ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَاَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ وَاَرْوَانِیْ (ابو یعلی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گھر میں ضرور برکت کرے تو اس کو چاہیے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھولیا کرے (ابن ماجہ) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اگر اتفاقاً کوئی لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالیا کرو۔ شیطان کے لیے مت چھوڑا کرو کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرو، نہ معلوم کس کھانے میں برکت ہے، کھانا کھانے کے بعد جس نے ذیل کے کلمات پڑھ لیے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّۃٍ (ابوداؤد)

دوسری حدیث شریف میں کھانے کے بعد یہ دعا بھی لکھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

امام عادل

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں سات قسم کے آدمی ہوں گے، ایک ان میں سے امام عادل ہے (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک ساعت کا انصاف اور عدل ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے جبکہ ساٹھ برس کی تمام راتوں میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور تمام دنوں کے روزے رکھے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بادشاہ یا حاکم کے جور و ظلم سے خوفزدہ

ہوتو اس کو چاہیے کہ حسبِ ذیل دعا پڑھ لیا کرے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ لِيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ (اس جگہ کا نام اور اس کے باپ کا نام لے یا ان کی شکل کا تصور کرے) وَشَرِّ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يُّفْرُطَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآئُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

خادموں سے سلوک

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا، میں اپنے خادم کی خطاؤں کو کہاں تک معاف کیا کروں، آپ نے فرمایا کہ ہر دن میں ستر بار۔ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

مخلوق پر رحم کرنا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک شخص نے پیاسے کتے کو، جو کیچڑ چاٹ رہا تھا، پانی پلا دیا اس کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت عطا کر دی گئی (بخاری) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین باتیں جس شخص میں ہوں گی خدا تعالیٰ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا (۱) کمزور پر رحم کرنا (نرمی کرنا) (۲) ماں باپ پر شفقت کرنا (۳) غلام پر احسان کرنا (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص میں تین باتیں ہوں گی اس کا نہ صرف حساب آسان ہوگا بلکہ وہ جنت میں بھی داخل کیا جائے گا۔ (۱) نہ دینے والے کو دینا (۲) قطع تعلق کرنے والے سے ملنا (۳) ظالم کو معاف کر دینا۔ جب تو یہ کام کر لے گا تو جنت میں جائے گا۔

(حاکم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین باتیں میں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں اول یہ کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا لہٰذا صدقہ کیا کرو، دوسری بات یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے ظلم کو معاف کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن اس کی عزت بڑھا دے گا تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی دست سوال دراز کرنے کو اپنا ذریعہ معاش بناتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر فقر ومحتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے (احمد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کن اعمال کی وجہ سے درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہؐ بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ (۱) جو شخص تیرے ساتھ تیزی اور جہالت کے ساتھ پیش آئے تو اس کے ساتھ نرمی اور بردباری اختیار کر (۲) جو شخص تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر (۳) جو شخص تیرے ساتھ کچھ احسان نہ کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر (۴) اور جو شخص تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس کے ساتھ رحم کر۔ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حسن اخلاق

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا سب سے زیادہ کامل ایمان ان لوگوں کا ہے جن کے اخلاق بہت اچھے ہیں اور وہ اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) پر بہت مہربان ہیں۔ (بخاری ومسلم)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے باوجود حق پر ہونے کے جھگڑے اور لڑائی کو ترک کردینے کی وجہ سے اپنے مطالبہ سے دست برداری کرلی تو میں اس کے لیے اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ اس کا گھر جنت کے ابتدائی حصہ میں بنا دیا جائے گا اور جس شخص نے جھوٹ بولنا ترک کردیا ہنسی مذاق دل لگی میں بھی جھوٹ نہ بولا اس کے لیے میں

ضمانت دیتا ہوں کہ اس کا گھر جنت میں بیچوں بیچ (درمیان میں) بنایا جائے گا اور جس شخص نے اپنے اخلاق کو درست کرلیا اس کے لیے میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس کا مکان جنت میں سب سے اونچی جگہ پر ہوگا۔ (ابو داؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے سامنے آ کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ، کون سا عمل افضل ہے؟ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا حسن خلق۔ اس نے بائیں طرف جا کر پھر بھی یہی سوال کیا۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس نے پیٹھ پیچھے جا کر پھر سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوگیا کہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتا۔ حسن خلق یہ ہے کہ غصہ نہ کیا کر (محمد بن نصر المروزی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ہمیشہ برے اخلاق سے ان الفاظ کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حیا اور حلم

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا حیا ایمان ہے ایمان کا بدلہ جنت ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ حلیم ہے اور نرمی اور حلم کو پسند فرماتا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جنت کی ضمانت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص چھ باتوں کا وعدہ کرلے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں (۱) جب بات کرے جھوٹ نہ بولے (۲) کبھی وعدہ خلافی نہ کرے (۳) جب کوئی

امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرے (۴) نگاہ کو نیچا رکھے (۵) ہاتھوں کو ظلم سے روکے (۶) شرمگاہ کی حفاظت کرے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

سو شہیدوں کا ثواب

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے فتنہ اور فساد کے وقت (موجودہ زمانہ فتنہ اور فساد کا وقت ہے) میری سنت پر مضبوطی سے عمل کیا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ (صحاح)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

ہمیشہ کا عمل

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لوگو تم وہ عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ثواب دینے سے نہیں تھکا سکتے تم خود زیادہ عمل کرنے سے تھک جاؤ گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس عمل کو زیادہ پسند کرتا ہے جو ہمیشہ ہو خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

سفر

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص کسی منزل یا سرائے (ہوٹل) وغیرہ میں اترے تو یہ کلمات پڑھ لیا کرے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ان کلمات کے پڑھنے سے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین شخصوں کی دعا مستجاب (قبول) ہے (۱) باپ کی دعا بیٹے کے حق میں (۲) مظلوم کی دعا (۳) مسافر کی دعا (ابو داؤد) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جولوگ تمام رات سفر کر کے کسی منزل پر اترتے ہیں اور بجائے تھکان دور کرنے اور آرام حاصل کرنے کے خدا کی عبادت اوراس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت ہی پسند فرماتے ہیں اوران سے نہایت درجہ محبت کرتے ہیں ۔ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

غائبانہ دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کرے تیرے لیے اس کی مثل ہو یعنی جو دعا دوسرے مسلمان کے لیے کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو بھی وہی نعمت عطا فرمائے ۔ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

طلب عافیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دربار رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کون سی دعا افضل ہے، فرمایا خدا تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو اس نے پھر دوسرے روز حاضر ہو کر یہی سوال کیا ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پھر یہی جواب دیا کہ خدا تعالیٰ سے دین و دنیا کی عافیت طلب کیا کرو اس نے تیسرے دن پھر یہی سوال کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پھر یہی جواب دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تجھ کو دین و دنیا میں عافیت مل گئی تو تم نے فلاح پالی، طلب عافیت کی دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کسی شخص کو اگر کسی بلا ومصیبت و دکھ و

پریشانی میں دیکھو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ترمذی) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو زنگ اور میل کچیل سے صاف کر دیتی ہے۔ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بیمار کی عیادت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی، بندہ عرض کرے گا اے اللہ میں آپ کی عیادت کیسے کرتا۔ آپ تو رب العالمین ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا تجھے خبر نہیں فلاں شخص بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو وہیں پاتا، بھوکے اور پیاسے کے متعلق بھی اسی طرح سے سوال ہوگا کہ فلاں شخص بھوکا تھا، فلاں پیاسا تھا اگر تو ان کو کھلاتا پلاتا تو مجھ کو وہیں پاتا (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کی عیادت (خبر) کو جاتا ہے اور ثواب کی امید کے ساتھ جاتا ہے تو یہ شخص دوزخ سے ستر برس کی راہ کے فاصلہ کے برابر دور ہو جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارشاد مبارک فرمایا جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے اپنے لیے دعا کی طلب کر، بیمار کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا (ابن ماجہ) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے کسی بیمار کی عیادت کی اور اس کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ الفاظ کہے، اَسْئَالُ

الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس مریض کو شفا عنایت فرماتے ہیں بشرطیکہ اس کی موت مقدر نہ ہو چکی ہو۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

موت کو یاد کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کسی نے دریافت کیا کون شخص زیادہ عقلمند ہے، فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے، موت کی تیاری میں لگا رہتا ہے یہ لوگ ہیں جو دنیا و آخرت کی بزرگی کے مالک بن گئے (طبرانی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے میرے شانے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا تو دنیا میں مسافر کی طرح زندگی بسر کرلیا کر، جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر، تندرستی کی حالت میں بیماری کا خیال کر کے عبادت جمع کرلیا کر اور بیماری میں موت کے لیے کچھ لے لیا کر (بخاری) رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، قیامت تو قریب آ گئی مگر لوگوں کی دنیا میں حرص بڑھتی جاتی ہے، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دور جا پڑے ہیں، لوگو جنت اور دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا پانچ باتوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جان لینا چاہیے (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) دولت کو فقیری سے پہلے (۴) فارغ البالی کو مشاغل سے پہلے (۵) زندگی کو موت سے پہلے (حاکم) رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا موت کی تمنا نہ کیا کرو، قیامت کا ہول سخت خطرناک ہے، بندہ کی خوش بختی یہ

ہے کہ عمر دراز ہو اور اللہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمادیں۔ (احمد)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے منبر پر دوران وعظ فرمایا لوگو تم میں سے کوئی شخص رات نہ گزارے مگر موت کو اتنا قریب سمجھے، گویا موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ (طبرانی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

احسان کا شکریہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرو اور کچھ نہ ہو تو دعا ہی کرو اور یہ جان لو کہ احسان کا شکریہ ادا ہو گیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا محسن کے احسان کا بدلہ اس کی تعریف سے کیا جا سکتا ہے جس نے جَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا کہا اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

خواب

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو یہ خواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے خدا کی حمد بیان کرے اور دوسروں سے بھی اس خواب کا تذکرہ کرے اور اگر کوئی خواب برا دیکھے تو یہ شیطان کا اثر ہے، شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر تین بار کروٹ بدل لے اور تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور اس مکروہ خواب کا کسی سے ذکر نہ کرے یہ خواب کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آداب

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ بہترین اسلام کیا ہے، فرمایا مسکین کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو السلام علیکم کہنا خواہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو (بخاری ومسلم) آقائے دو جہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا سوار کو چاہیے کہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے پیدل چلنے والے کو چاہیے کہ بیٹھنے والے کو سلام کرے جو پہلے سلام کرے وہی مرتبہ میں افضل ہے۔ (ابن حبان)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لوگو سلام کو رواج دو اور مساکین کو کھانا کھلایا کرو، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو، ان باتوں سے تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

قبلہ رخ بیٹھنے کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے انسان کی نشستوں میں سب سے اچھی اور سب کی سردار نشست یہ ہے کہ انسان قبلہ رخ ہو کر بیٹھا کرے۔ (طبرانی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مغفرت اور جنت کی طلب

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے تین بار خدا تعالیٰ سے جنت مانگی تو جنت عرض کرتی ہے الٰہی

اس بندہ کو جنت میں داخل کر دے اور جب کوئی بندہ تین بار دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ عرض کرتی ہے الٰہی تو اس کو جہنم سے بچالے، یہ کلمات تین بار پڑھنے چاہئیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ٥ (ترمذی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لوگو تم جب خدا سے جنت مانگا کرو تو جنت الفردوس طلب کیا کرو، کیونکہ جنت الفردوس تمام جنتوں کے اوپر ہے جنت الفردوس کے اوپر خدا تعالیٰ کا عرش ہے (اصحاب السنن) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تمام اولاد آدم خطا کار ہے لیکن خطا کاروں میں سے بہتر وہ خطا کار ہیں جو توبہ کرتے رہتے ہیں (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اگر تم اس کثرت سے گناہ کرو کہ ان کی مقدار آسمان تک پہنچ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔ (حاکم)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک انسان کی یہ خوش بختی ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو توبہ اور رجوع الی اللہ کی توفیق عطا کرے (حاکم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ بندہ مجھے بخشنے والا اور عذاب دینے والا سمجھتا ہے اچھا میں نے اس کا گناہ معاف کر دیا، بندہ سے اس کے بعد پھر گناہ ہو جاتا ہے اور پھر کہتا ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ اے اللہ مجھ سے گناہ ہو گیا معاف کر دے، پھر رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ یہ بندہ مجھے بخشش اور گرفت کا مالک سمجھتا ہے میں نے بخش دیا، یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے جب بھی گناہ ہو جاتا ہے اور بندہ مغفرت طلب کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، اے ابن آدم تو میری طرف چل کر آ میں تیری

طرف دوڑ کر آؤں گا (احمد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر ایک آدمی لق ودق جنگل میں جا رہا ہو ایک اونٹ پر اس کا کھانا پانی ہو اتفاقاً وہ اونٹ گم ہو جائے، یہ مسافر تلاش کرتے کرتے تھک جائے اور آخر موت کا انتظار کرنے لگے، جب دم نکلنے کے قریب ہو تو یکایک وہ اونٹ نظر آ جائے، اس اونٹ کو دیکھ کر جس قدر خوشی اور مسرت اس مسافر کو ہو اس خوشی سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندے سے خوش ہوتا ہے (صحاح ستہ) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک دفعہ آیت اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الخ ''ترجمہ: اے میرے اللہ آپ ان کو عذاب دیں تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو بے شک آپ زبردست حکمتوں والے ہیں۔'' اور یہ آیت فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمِ ترجمہ: ''جس نے میرا اتباع کیا وہ میری جماعت میں سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے ہی بخشنے والے ہیں،'' امت کا اتنا غم ہے کہ یہاں تک فرما دیا کہ میرے نافرمان کو بھی بخش دے پڑھ کر رونا شروع کر دیا اور رونے کی حالت میں بار بار فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ '' یا اللہ میری امت یا اللہ میری امت، امت کی بخشش کے لیے کتنے رحیم ہیں۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور رونے کی وجہ دریافت کی، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی امت کے متعلق اطمینان دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم تم کو خوش کر دیں گے اور تم کو کوئی رنج نہ ہوگا۔ (درمنثور)

حضرت ابوطویل رضی اللہ عنہ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیا جس شخص نے تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہو اور ایک گناہ بھی نہ چھوڑا ہو اور اس کی حالت یہ ہو کہ کوئی گناہ خواہ اندھیرے میں ہو یا اجالے میں ہو اس سے نہ چھوٹا ہو تو ایسے شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، فرمایا تو مسلمان بھی ہے، انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا اور کہا اَشْهَدُ

اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا کہ تم نیکیاں کرتے رہو اور برائیاں چھوڑ دو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تمام برائیوں کو تمہارے لیے نیکیوں میں تبدیل کر دے گا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم میرے فسق وفجور بھی نیکیاں بن جائیں گی، فرمایا ہاں تمہارے فسق وفجور بھی نیکیاں بن جائیں گے، راوی کہتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے یہ کلمات سن کر انہوں نے بے ساختہ اللہ اکبر کہا اور اسی طرح بار بار اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے ہوئے چلے گئے، یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ (طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور چل کر فرمایا، اے معاذ! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، ہمیشہ سچ بولنا، کسی سے وعدہ کرو تو پورا کرنا، کوئی امانت رکھے تو اس کو اسی طرح واپس دینا۔ خیانت کے پاس بھی نہ جانا، یتیموں پر رحم کرنا۔ پڑوس (ہمسایوں) کی حفاظت کرنا، غصہ کو پی جانا، بات نرمی سے کرنا، کثرت سے سلام کیا کرنا اور امام کے ساتھ وابستہ رہنا اور قرآن کو سمجھ کر پڑھنا، آخرت سے محبت کرنا، قیامت کے حساب سے بے خوف نہ ہونا، امیدیں اور منصوبے کم باندھنا، عمل اچھے کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو گالی نہ دینا، کسی جھوٹے کی تصدیق یا سچ کی تکذیب نہ کرنا، امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا، زمین میں فساد نہ کرنا۔ اے معاذ، ہر خشک وتر مقام پر ذکر الٰہی کرتے رہنا، ہر گناہ کے فوراً بعد توبہ کرنا (بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

قرآن شریف کا پڑھنا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، بہترین شخص تم میں سے وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا (بخاری) شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد

مبارک فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن نے اس قدر مشغول کردیا کہ کوئی دوسرا ذکر نہ کرسکا اور قرآن پاک کی وجہ سے اس کو دعا مانگنے تک کی بھی فرصت نہ ہوئی تو میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی اس کے بندوں پر ہے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قرآن کا ماہر جلیل القدر فرشتوں کے ساتھ ہوگا، جو شخص صحیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور موٹی زبان ہونے کی وجہ سے حروف صحیح نہیں نکلتے، اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس میں مشقت ہوتی ہے تو ایسا شخص دوہرے اجر کا مستحق ہے (بخاری و مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے قرآن پاک کو سیکھا اس نے نبوت کو اپنی گود میں لے لیا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی، صاحب قرآن کو یہ لازم نہیں کہ غصے والے کے ساتھ خود بھی غصہ کرنے لگے یا جاہل کے ساتھ جہل کی باتیں کرنے لگے، حالانکہ اس کے سینے میں قرآن موجود ہے (حاکم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے مندرجہ بالا وصیت حافظ قرآن کے لیے فرمائی، حافظ قرآن اس پر غور کریں اور مندرجہ ذیل وصیت کا بھی خیال رکھیں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لوگو، قرآن کی خبر رکھو ورنہ یہ سینے سے نکل جائے گا۔ خدا کی قسم جس طرح رسی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے اونٹ نکل کر بھاگ جاتا ہے اسی طرح تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے قرآن سینہ سے نکل جاتا ہے (مسلم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا بندہ اللہ سے زیادہ قریب تلاوت قرآن ہی کے سبب ہوتا ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت کے دن جب قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن اس کی سفارش کرتے ہوئے اللہ عزوجل سے عرض

کرے گا، اے مولا کریم میرے پڑھنے والے کو جنت کے جواہرات سے آراستہ کر دیجئے، بندے کے سر پر کرامت کا تاج رکھ دیا جائے گا، قرآن پاک عرض کرے گا، اے رب کریم کچھ اور زیادہ کیجئے تو صاحب قرآن کو کرامت کا لباس پہنا دیا جائے گا، پھر قرآن عرض کرے گا الٰہی میرے پڑھنے والے سے اپنی رضامندی کا اظہار فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی یہ عرض بھی قبول کرے گا اور اس شخص سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمائے گا اور حکم دے گا اے بندے قرآن پڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک درجہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔ (ترمذی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تین آدمی قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے ان سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا، یہ لوگ حساب ختم ہونے تک مشک کے ٹیلوں پر بیٹھے رہیں گے۔ ایک تو وہ آدمی جو قرآن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پڑھے، اس کے سبب لوگوں کا امام بنے اور سب لوگ اس سے راضی ہوں، دوسرا وہ موذن جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو نماز کی طرف بلائے، تیسرا وہ شخص جو اپنے رب کے معاملات اور اپنے ماتحت لوگوں کے معاملات درست رکھے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور روزانہ اس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل کہ اس پر ڈاٹ لگا کر مہر لگا دی گئی ہو (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایک نورانی تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی طرح تیز ہوگی اور جنت کے ایسے حلے (لباس) پہنائے جائیں گے جن کی قیمت تمام دنیا سے زیادہ ہوگی یہ لوگ عرض کریں گے، الٰہی ہم کو یہ انعام کس سبب سے دیا گیا ہے، ان سے کہا جائے گا، تمہاری اولاد کے قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے تم کو یہ انعام دیا گیا ہے

(حاکم) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس پر عمل کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اس کے ایسے دس رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کر لے گا جن پر دوزخ واجب کر دی گئی تھی (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میری امت کے شرفاء وہ لوگ ہیں جو قرآن کے حافظ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو رات کو اٹھ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ (بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص دن میں دس بار اعوذ باللہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شیطان سے بچانے کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں۔ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلت

ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے، گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو چراغ گل کرو تو بسم اللہ کہو (قرطبی) کھانا کھانے، پانی پینے، وضو کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترنے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہدایات تو قرآن وحدیث میں بار بار آئی ہے (قرطبی) احادیث میں ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ابتداء میں ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنے کے لیے بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ کہتے اور لکھتے تھے جب آیت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل ہوئی تو انہی الفاظ کو اختیار فر مالیا اور ہمیشہ کے لیے یہ سنت جاری ہوگئی۔ (قرطبی)

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ایک صحابی سے ارشاد مبارک فرمایا میں تجھ کو ایک سورۃ سکھاتا ہوں جو ثواب میں تمام سورتوں سے بڑی ہے، پھر آپ نے سورۃ فاتحہ کی تعلیم فرمائی۔ (بخاری)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سورۃ بقرہ کی فضیلت

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے یقیناً بھاگ جاتا ہے۔ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

آیت الکرسی کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والا اگر دوسری نماز کے وقت سے پہلے فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔ (نسائی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کے لیے بجز موت کے کوئی چیز رکاوٹ نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت و آرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا اور فرمایا کہ دو آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ تک سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے خزانوں میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لکھ دیا تھا، جو شخص عشاء کی نماز کے بعد ان کو پڑھ لے تو اس کے لیے یہ آیتیں قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔

سورۃ آل عمران کی فضیلت

ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے، دو چمکتی ہوئی سورتیں سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا کہ وہ دونوں سایہ فگن بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا دو پرے باندھے ہوئے پرندوں کی ٹکڑیاں ہیں، اپنے پڑھنے والوں کے بخشوانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرتی ہوں گی۔ (حصن حصین)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سورۃ انعام کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے بے ساختہ سبحان اللہ کہا اور فرمایا کہ سورۃ انعام کو پہنچانے اتنے فرشتے آئے ہیں کہ ان کے ہجوم کی وجہ سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔ (حصن حصین)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سورۃ کہف کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے سورۃ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا (مسلم) دوسری روایت میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جائے گا جو قیامت کے دن روشنی دے گا اور پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سورۃ یٰسین کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد

مبارک فرمایا یٰسین قرآن کا دل ہے جو شخص اس سورۃ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے اور آخرت کے لیے پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو (نسائی) اور فرمایا کہ جس مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسین پڑھی جائے اس کی موت آسان ہو جاتی ہے۔ (نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

سورۃ الرحمٰن کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ہر شئے کے لیے زینت ہے۔ قرآن کی زینت سورۃ الرحمٰن ہے۔ (بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

سورۃ واقعہ کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا سورۃ واقعہ کو جو شخص ہر رات میں پڑھ لیا کرتا ہے اس کو فاقہ کی شکایت کبھی نہیں ہوتی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

سورۃ الزلزال، سورۃ قل ھو اللّٰہ احد اور قل یاایھا الکفرون کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا سورۃ الزلزال پڑھنے کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہے، سورۃ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر اور سورۃ کافرون پڑھنے کا ثواب چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

سورۃ ملک کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا جس نے ہر رات سورۃ ملک کو پڑھا وہ عذاب قبر سے بچالیا گیا۔(نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سورۃ فلق اور سورۃ الناس کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد مبارک فرمایا، تجھ کو ایسی دو سورتیں نہ سکھاؤں جو بہترین ہیں، پھر آپ نے سورۃ فلق اور سورۃ الناس سکھا کر فرمایا، آج تک ان جیسے کلمات کے ساتھ کسی نے تعوذ نہیں کیا (ابوداؤد) یعنی پناہ نہیں مانگی یہ سورتیں ہر شر سے پناہ کے لیے مفید ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اللہ اللہ کرنے کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے، درجات کے اعتبار سے بہت بلند ہے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے، اگر تم دشمن سے مقابلہ کرو اور مارے جاؤ تو بھی اس عمل کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ایسا عمل ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنا (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا ایک شخص کو میں نے شب معراج کو دیکھا کہ عرش الٰہی کے نور میں ڈوبا ہوا ہے میں نے دریافت کیا یہ کوئی فرشتہ ہے کہا گیا نہیں میں نے پوچھا کوئی نبی ہے جواب ملا نہیں۔ پھر میں نے دریافت کیا، آخر یہ کون ہے مجھے بتایا گیا، یہ ایک بندہ ہے جو ہمیشہ ذکر الٰہی کیا کرتا تھا، اس کا دل

مسجد میں لگا رہتا تھا اور یہ اپنے ماں ماں باپ کو برا نہیں کہتا تھا (ابن ابی الدنیا) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کچھ لوگ قیامت میں موتیوں کے منبر پر بیٹھے ہوں گے ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا لوگ ان پر رشک کریں گے، یہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ایک شخص نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) یہ کون لوگ ہیں، ہمیں بتایئے تاکہ ہم بھی ان کو پہچان لیں، فرمایا کہ یہ لوگ محبت کرنے والے ہیں مختلف قبائل اور مختلف شہروں سے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کے لیے چل کر آتے ہیں اور جمع ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے کسی نے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر کون سے لوگ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ لوگ جو کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہیں، سب سے افضل اور بہتر ہوں گے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ فرشتے ذکر اللہ کی مجلس کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور جہاں ذکر کی مجلس دیکھتے ہیں وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ مجلس ختم ہونے کے بعد جب یہ فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو، یہ عرض کرتے ہیں ایک مجلس سے آئے ہیں جہاں تیری پاکی اور بزرگی کا ذکر ہو رہا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کیا اہل مجلس نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھ لیں تو کیا کریں فرشتے عرض کرتے ہیں تیری عبادت اور پاکی کا ذکر اور بھی کثرت سے کرنے لگیں ارشاد ہوتا ہے اچھا کیا مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں جنت طلب کرتے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں واللہ انہوں نے جنت آج تک نہیں دیکھی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی اور بہت زیادہ رغبت کا اظہار کرتے، پھر ارشاد ہوتا ہے کس چیز

سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، الٰہی انہوں نے دوزخ کونہیں دیکھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دوزخ دیکھتے تو کیا کرتے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور زیادہ دوزخ سے پناہ مانگتے اور اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے فرشتو تم گواہ رہو میں نے ان تمام اہل مجلس کو بخش دیا، ایک فرشتہ عرض کرتا ہے، الٰہی فلاں شخص اپنے قصد وارادے سے اس مجلس میں نہیں آیا تھا بلکہ وہ تو صرف اس مجمع کو دیکھ کر شریک ہو گیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اہل مجلس اس قدر مبارک لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوسکتا۔ (بخاری)

شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر روز اپنے بندوں پر انعام واکرام کی بارش فرماتا ہے، اللہ عزوجل کا سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ بندے کو ذکر الٰہی کی توفیق عطا فرمائے (ابن ابی الدنیا) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کچھ لوگ اپنے نرم وگداز بستروں پر ذکر الٰہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے اعلیٰ درجوں میں داخل کرے گا۔ (ابن حبان)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ہر شر سے حفاظت کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ صبح وشام بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پڑھنے والے کو دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی (ابوداؤد) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت عالی میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم آج کی رات مجھے بچھو نے بہت تکلیف پہنچائی،

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا تو نے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مَنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کیوں نہ پڑھا؟ اگر تو ان کلمات کو پڑھ لیتا تو تجھ کو بچھو سے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

صبح اور مغرب کی نماز کے بعد دعا

حضرت حارث بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے میرے کان میں چپکے سے ارشاد فرمایا کہ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد جس نے سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑھ لیا وہ رات دن میں کسی بھی وقت فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔ (نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ہر نماز کے بعد کی دعا

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا معاذ خدا کی قسم مجھے تجھ سے محبت ہے، حضرت معاذ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم خدا کی قسم میں بھی آپ کو چاہتا ہوں فرمایا کسی نماز کے بعد ان کلموں کا کہنا نہ چھوڑیو اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ. (نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فجر کی نماز کے لیے جاتے وقت کی دعا

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم فجر کی نماز کے لیے گھر سے باہر جاتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ

اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے تمام دن اپنی حفاظت میں رکھتے ہیں۔ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو فرمایا کرتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o پھر فرماتے ہیں جو ان کلمات کو کہہ لیتا ہے وہ تمام دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابوداؤد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

رات کو سونے کے وقت کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب تم سونے کا ارادہ کرو تو نماز کا سا وضو کر کے بستر پر داہنی کروٹ لیٹا کرو اور پھر یہ کلمات پڑھ لیا کرو اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَالْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّ رَھْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَآءَ وَلَا مَنْجَاْ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ جو شخص یہ کلمات پڑھ کر سو جائے اور اس کے بعد کوئی کلام نہ کرے ایسا شخص اگر اسی رات مر جائے تو اس کی موت فطرت سلیمہ پر ہوگی (بخاری) ترمذی شریف کی روایت میں ہے اگر اسی رات مر جائے تو جنت میں جائے گا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

سو کر اٹھنے کے وقت کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا جب صبح سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ o (بخاری)

نیند میں ڈر جانے کے وقت کی دعا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کوئی شخص خواب برا دیکھے اور ڈر جائے تو اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس کو ہر شر سے محفوظ رکھے گا، وہ خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ (مسند احمد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

بیت الخلاء میں جانے اور آنے کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب بیت الخلاء میں داخل ہوں تو پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں اور پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ اور جب فارغ ہو جائیں تو پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

وضو کرنے کے وقت کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جب وضو کرنے بیٹھیں تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؃ کے بعد یہ پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ فِیْ رِزْقِیْ جب وضو کرلیں یہ پڑھیں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ؃ (حصن حصین)

شب قدر کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اگر میں شب قدر کو حاصل کرلوں تو کیا دعا کروں۔ فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

سیّدالاستغفار

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص شام کو سیّدالاستغفار پڑھتا ہے پھر اگر رات کو انتقال کرجائے تو جنت میں جاتا ہے اور اگر صبح کو پڑھتا ہے پھر دن کے کسی حصہ میں فوت ہوجاتا ہے تو جنت میں جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَاسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ.
(بخاری شریف)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

دنیا اور آخرت کے غموں کے لیے

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص صبح وشام حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o سات سات بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کے غموں سے بچالیں گے۔ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اگر کسی بلا کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھیں

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کسی بلا یا خوفناک امر (مصیبت) آنے کا ڈر ہو تو اس دعا کو بار بار پڑھیں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۝ (حصن حصین)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

پریشانی اور گھبراہٹ کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت ان کلمات کو تین مرتبہ پڑھنا چاہیے اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا ۝ (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

موت کے علاوہ ہر شے سے حفاظت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب تم نے بستر پر لیٹ کر سورۃ فاتحہ اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ پڑھ لی تو تم موت کے علاوہ ہر شئے سے محفوظ ہو گئے۔ (حصن حصین)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

قرضہ دور اور فراخی رزق کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد مبارک فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) جو شخص یہ دعا پڑھے گا اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۝ اس پر اگر احد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ادا کر دے گا۔ (ترمذی)

ننانوے بیماریوں کی دعا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ○ پڑھا کرے اس کے لیے یہ ننانوے (۹۹) بیماریوں کی دوا ہے، جس میں سب سے ہلکی بیماری غم اور پریشانی ہے۔ (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

قبولیت دعا کے لیے

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْقَآئِمَۃِ وَالصَّلٰوۃِ النَّافِعَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَہٗ اَبَدًا ○ اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعا قبول فرمائے گا۔ (طبرانی) یعنی دعا پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائے، قبول ہوگی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تسبیح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ یہ ننانوے بار ہوئے، ایک بار لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ پڑھ کر سو کا عدد پورا کر لیا کرو جس نے یہ پڑھا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگرچہ کتنے ہی زائد ہوں۔ (مسلم)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

درد دور ہونے کی دعا

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہما نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا، جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، میرے جسم میں درد رہتا ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جہاں درد ہوتا ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ۝ پڑھو ان صحابی نے یہ کلمات کہے تو درد جاتا رہا، پھر انہوں نے اپنے گھر والوں کو یہی کلمات تعلیم کیے۔ (بخاری ومسلم)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بازار میں کلمہ توحید پڑھنے کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص بازار میں نکلا اور اس نے پڑھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تو اس کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

استغفار کی فضیلت

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا بستر پر لیٹتے وقت جس نے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۝ پڑھا اس کے تمام گناہ بخش دیئے گئے، وہ گناہ خواہ دریا کے جھاگوں کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے برابر ہوں اور یا ان گناہوں کی تعداد ریگ کے ذروں کے برابر ہو اور یا ان گناہوں کی تعداد ایام دنیا

کی مثل ہو یعنی ابتدائے دنیا سے قیامت تک جتنے دن ہوں۔ (ترمذی) (ہمارے حضرات کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا معمول ہے کہ ابتدائے بیعت کے وقت ہی ہر شخص کو رات کو سوتے وقت سو بار استغفار پڑھنے کا ارشاد فرماتے ہیں)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مجلس کا کفارہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا جس نے یہ کلمات سُبْحَانَ اِللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ٥ کسی خیر کی مجلس میں پڑھ لیے تو اس پر مہر لگا کر محفوظ کر دیا جاتا ہے اور جس شخص نے کسی برائی کی مجلس میں پڑھ لیے تو یہ کلمات اس برائی کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔ (نسائی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رنج وغم کے خوشی میں تبدیل ہونے کی دعا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اگر کسی شخص کو رنج وغم مصیبت و پریشانی ہو تو یہ دعا پڑھے تو رب کریم اس کے رنج وغم کو خوشی میں بدل دیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَآءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ٥

(مسند احمد)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

گھر سے باہر جانے کی دعا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر کوئی شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ٥ پڑھ لے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات تجھ کو کافی ہیں تو نے صحیح راہ پائی اور تو شیطان سے بچ گیا ان کلمات کو سن کر شیطان اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

الرحم الراحمین کی نظر کرم

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ایک شخص کو يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہتے ہوئے سنا تو اس کو ارشاد فرمایا تیری دعا کی قبولیت کا فیصلہ کر دیا گیا ہے لہٰذا تو (اللہ سے) سوال کر (ترمذی) ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے، جو شخص يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہتا ہے اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے پس جو شخص تین بار یہ کلمہ کہتا ہے تو فرشتہ اسے کہتا ہے کہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ تیری طرف متوجہ ہے تو جو چاہے طلب کر۔ (حاکم ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے، جو بھی کوئی مسلمان جب کسی بارے میں ان الفاظ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ٥ کے ساتھ دعا کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ (حصن حصین)

فائدہ: جب دعا کرنے لگیں اول درود شریف پڑھ کر مندرجہ بالا کلمات میں سے کوئی کلمہ تین بار پڑھ کر پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کریں دعا کے آخر میں آمین کہیں اور درود شریف پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کا مرتبہ

ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے، جو شخص صبح کو تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے اس کے بعد ایک بار هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ شانہ ستر (۷۰) ہزار فرشتے مقرر فرمادے گا جو شام تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اگر اس دن میں مر جائے گا تو شہید مرے گا اور جو شخص یہ عمل شام کو کرے گا تو صبح تک فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اگر اس رات میں فوت ہو گیا تو شہید مرے گا۔ (ترمذی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ہر ایذا دینے والی چیز سے حفاظت

ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے، جو شخص صبح و شام تین تین بار سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○، سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○، سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ پڑھ لے تو یہ ہر چیز سے کافی ہو گی (یعنی ہر ایذا دینے والی چیز سے یہ شخص محفوظ ہو جائے گا)۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

احد پہاڑ کے برابر عمل

شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز احد پہاڑ کے برابر عمل نہیں کر سکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ایسا کون کر سکتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کر سکتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ (کا ایک بار کہنا ثواب میں) احد پہاڑ سے بڑا ہے اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (ثواب میں) احد سے بڑا ہے اسی طرح اَللّٰہُ اَکْبَرُ (ثواب میں) احد سے بڑا ہے۔(طبرانی)

ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے، سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کا ثواب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار کہنے کا کا ثواب ایسے سو گھوڑوں کے برابر ہے جن پر زین کسی ہوئی ہو اور لگام لگی ہوئی ہو اور ان پر جہاد کے لیے غازیوں کو سوار کرا دیا جائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار کہنے کا ثواب ان سو مقبول اونٹوں کے برابر ہے۔جن کی گردن میں پٹہ پڑا ہوا ور وہ مکہ مکرمہ میں ذبح کیے جائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ثواب آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔(نسائی۔ابن ماجہ۔احمد۔طبرانی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ایک مجرب عمل برائے عافیت اہل وعیال

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم مجھے اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں نقصان کا ڈر رہتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا تو صبح وشام یہ پڑھا کر:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ

چند دن کے بعد وہ صحابی رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اب کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا ہے میرا سارا خوف جاتا رہا۔(کنز العمال)

قرضہ ادا ہو جائے

ایک دن رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو وہاں دیکھا، فرمایا اے ابوامامہ رضی اللہ عنہ اس غیر وقت نماز میں مسجد میں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) مجھے غموں اور قرضوں نے پریشان کر رکھا ہے فرمایا کیا میں تمہیں ایک کلام نہ بتلاؤں جس کے پڑھنے سے تمہارے غم دور ہو جائیں گے اور تمہارا قرض بھی ادا ہو جائے گا انہوں نے کہا، کیوں نہیں، فرمایئے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ دعا صبح اور شام کے وقت پڑھنے کو فرمائی، وہ شخص فرماتے ہیں کہ میں نے اسے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے تمام غم دور کر دیئے اور میرا تمام قرضہ ادا کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ o (حصن حصین)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

حادثات سے بچنے کا وظیفہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو کسی نے آ کر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بڑی بے فکری سے فرمایا کہ ہرگز نہیں جلا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھ لے تو شام تک اس کو مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ (اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اور اہل وعیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی) اور میں یہ کلمات صبح کو پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا

ہے پھر لوگوں نے کہا چل کر دیکھو سب کے ساتھ مکان پر پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے اور ان کا مکان محفوظ رہا دہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ مَاشَآ ءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌم بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○ (الاسماء والصفات للامام بیہقی)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

ستر مرتبہ نظر رحمت ہوگی، ستر حاجتیں پوری ہوں گی

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی اور سورۃ آل عمران کی تین آیتیں پڑھے گا تو میں اس کا:

۱- ٹھکانہ جنت میں بنادوں گا۔
۲- اور اس کو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا۔
۳- اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کروں گا۔
۴- اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا۔
۵- اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا۔
۶- اور ان پر اس کو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۷)

سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھنے کے بعد سورۃ آل عمران کی یہ آیتیں ہیں:

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا

بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مفلسی وتنگ دستی کا علاج اور چار عظیم فائدے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ سو مرتبہ یہ پڑھے گا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ تو یہ کلمات اس کے لیے فقر وفاقہ سے حفاظت کا ذریعہ اور قبر کی وحشت وتنہائی میں انسیت کا باعث ہوں گے اور ان کلمات کی برکت سے پڑھنے والا غنا، ظاہری وباطنی حاصل کرے گا اور جنت کے دروازے پر دستک دے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث شریف میں پڑھنے والے کے لیے چار عظیم فائدے ہیں اور ہر فائدہ ایسا ہے جس کا ہر شخص محتاج ہے لہٰذا ہر شخص کو روزانہ یہ ایک تسبیح (سو بار پڑھنا چاہیے)۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

فقر وفاقہ سے امان حاصل ہو

ایک شخص نے آ کر حضور اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے فقر وفاقہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ روزانہ سو مرتبہ صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے پڑھا کرو (دولت) دنیا ذلیل ہو کر تمہارے سامنے آئے گی۔ (اخرجہ المستغفری)

ساری مخلوق کے برابر عمل

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس تھا، اچانک ایک شخص حضورؐ کے پاس آئے اور سلام کیا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ان کو سلام کا جواب دیا اور آپ کا چہرہ انور خوشی سے دمک اٹھا اور آپؐ نے ان کو اپنے برابر بٹھایا پھر جب وہ صاحب (جس کام واسطے آئے تھے) اپنا کام پورا کر چکے تو (جانے کے لئے) اٹھے اور (جب کچھ دور چلے گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ ایسا شخص ہے کہ روزانہ (تمام روئے) زمین کے رہنے والوں کے برابر اس (اکیلے) کے عمل (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہاں) پہنچائے جاتے ہیں۔ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) یہ (اتنا ثواب اس کو روزانہ) کیوں (ملتا ہے؟ آپؐ نے) فرمایا یہ جب صبح اٹھتا ہے تو مجھ پر دس مرتبہ (ایسا) درود شریف پڑھتا ہے۔ (جو اپنے ثواب میں) ساری مخلوق کے درودوں کے برابر ہے، میں نے عرض کیا (یارسول اللہؐ) وہ کیا درود ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ (وہ) یہ درود پڑھتا ہے۔:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِکَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَآ اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ (دارقطنی وابن ماجہ)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

دعا برائے حفظ قرآن مجید وحدیث شریف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ دعا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتلائی فرمایا کہ جو شخص

قرآن مجید حفظ کرنا چاہے جمعہ کی رات کو اگر اخیر رات میں (سحری کے وقت) اٹھ سکے تو اس وقت اٹھے کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اگر اس وقت نہ اٹھ سکے تو آدھی رات کو اٹھے اور اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکے تو اول رات میں عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ یٰسین دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ حم دخان تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الم سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملک پھر جب التحیات پڑھ لے تو سلام کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اس کے بعد تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے واسطے اور ان بھائیوں کے واسطے جو اس سے پہلے فوت ہو چکے ہیں مغفرت کی دعا کرے۔ پھر اس کے بعد یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَآ اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَالَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْأَلُکَ یَآ اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَ نُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْأَلُکَ یَآ اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۝

اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرے اللہ کے حکم سے اس کی دعا قبول کر لی جائے گی۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ عمل بتا کر ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا یہ دعا کبھی (بھی) کسی مومن سے خطا نہ کرے گی (یعنی جو مومن یہ عمل کرے گا ضرور ہی کامیاب ہوگا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کی قسم پانچ یا سات ہی ہفتے گزرے تھے کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت اس طرح کی ہی مجلس تھی جیسی اس روز تھی جس دن یہ عمل بتایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) میں اس (عمل کرنے) سے پہلے چار آیات یا اس کے لگ بھگ یاد کرتا تھا پھر جب ان کو پڑھنا چاہتا تھا تو میرے ذہن سے نکل جاتی تھیں اور آج چالیس آیات اور اس کے لگ بھگ یاد کرتا ہوں پھر جب ان کو پڑھنے لگتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی کتاب میرے سامنے ہے۔ اس سے پہلے میں حدیث سنتا تھا پھر جب اسے دہرانا چاہتا تو میرے ذہن سے نکل جاتی تھی اور آج کثیر تعداد میں حدیث سنتا ہوں پھر جب ان کو بیان کرنے لگتا ہوں تو ایک حرف کا نقصان بھی نہیں ہوتا (یعنی ہر حدیث پوری پوری سنا دیتا ہوں)۔ اس حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ چار رکعت نفل پڑھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوب حمد وثناء بیان کرے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اور دیگر تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام بھیجے مسلمین ومسلمات مومنین ومومنات کے لیے استغفار کرے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل دعا لکھی ہے جس میں سب چیزیں ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے لیے سہولت ہو جائے جو حضرات اس میں اضافہ کرنا چاہیں خوب خشوع وخضوع کے ساتھ اضافہ کریں اور دل لگا کر دعا کریں۔ دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ اَللّٰھُمَّ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

الْهَاشِمِيّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعْوَاتِo

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مسئلہ نماز حفظ قرآن مجید

نماز کے طریقہ میں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الم سجدہ پڑھنے کو فرمایا ہے ترتیب قرآن میں یہ سورت ان دونوں سورتوں سے جن کو پہلی اور دوسری رکعت میں پڑھنے کا حکم ہے اگر کسی کے ذہن میں تقدیم وتاخیر کا سوال اٹھے تو اولاً عرض یہ ہے کہ نوافل میں اس طرح کی گنجائش ہے دوسرے یہ کہ نوافل ہر دو دو رکعت علیحدہ علیحدہ شمار ہوتی ہیں اور ہر دو دو رکعت کا طریقہ بالکل درست ہے۔ محترم قاری حضرات اور حدیث شریف پڑھانے والے علمائے کرام کمزور طلبا کو یہ چار سورتیں پہلے یاد کرا کر یہ نماز ضرور پڑھائیں انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً کامیابی ہوگی۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دعا حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ابان ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجاج بن یوسف نے مجھے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی گرفتاری کے لیے بھیجا مجھے یہ خیال تھا کہ وہ روپوش ہوں گے اس لیے میں ان کے پاس اپنے سوار اور پیدل لشکر لے کر پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ اپنے دروازے پر پاؤں پھیلائے بیٹھے ہیں میں نے کہا امیر المومنین کے پاس چلو! پوچھا کون امیر؟ میں نے جواب دیا حجاج بن یوسف۔ بڑے بے پرواہ ہو کر بولے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے ذلیل کر دیا میں اسے عزیز نہیں سمجھتا اس لیے کہ عزت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرماں برداری سے اور ذلت اس ذات کی نافرمانی سے وابستہ ہے اور تمہارا ساتھی تو باغی ہے سرکش ہے اور ظالم ہے اور قرآن میں اللہ کے احکام کا مخالف ہے اللہ کی قسم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضرور اس سے انتقام لے گا میں نے ان سے کہا بات کم کرو اور امیر کے پاس چلو آپ اٹھ کر ہمارے ساتھ چلے یہاں تک کہ حجاج کے پاس آ گئے۔ حجاج نے سوال کیا انس بن مالک تمہیں ہو؟ فرمایا ہاں! کہا کہ تم وہی ہو جو مجھ پر بد دعا کرتے ہو اور مجھے برا کہتے ہو؟ فرمایا ہاں! پھر پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ جواب دیا اس لیے کہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نافرمان ہے اور پیغمبر ﷺ کی سنت کا مخالف ہے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ عزت کا معاملہ کرتا ہے اور اولیاء اللہ کے ساتھ مخالفت کا معاملہ کرتا ہے حجاج نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں فرمایا نہیں! کہا کہ میں تمہیں نہایت بری موت مارنا چاہتا ہوں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ موت تیرے ہاتھ میں ہے تو میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ کر تیری عبادت کرتا حجاج نے پوچھا کیوں؟ (موت میرے اختیار میں نہیں) فرمایا! نہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھ لے اس پر کسی کا کوئی بس نہیں چلتا اور آج صبح وہ دعا میں نے پڑھ لی ہے حجاج نے مطالبہ کیا کہ وہ دعا مجھے بھی سکھا دو انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ جب تک تو زندہ ہے وہ دعا کسی کو نہیں سکھا سکتا حجاج نے حکم دیا انہیں چھوڑ دو تو دربان نے کہا کہ ہمیں ان کی گرفتاری میں بہت دن لگے تب جا کر یہ ہاتھ آئے اتنی آسانی سے آپ نے ان کو کیسے آزاد کر دیا؟ حجاج بن یوسف نے وضاحت کی کہ میں نے ان کے کندھوں پر دو ایسے بڑے بڑے شیر دیکھے جو اپنے منہ کھولے ہوئے تھے کچھ عرصہ بعد جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی کو وہ دعا سکھلائی۔ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرَ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ اَذًی بِسْمِ

اللهِ الْكَافِيْ بِسْمِ اللهِ الْمُعَافِيْ بِسْمِ اللهِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِسْمِ اللهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ بِسْمِ اللهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ بِسْمِ اللهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا عَزَّ جَارُكَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَ تَقَدَّسَتْ اَسْمَآئُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ قَضَاةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥

انتباہ: یہ دعا قبولیت میں مشہور ہے۔ (المستطرف جلد۲، صفحہ۲۵۴)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اسم اعظم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ کلمات اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥ کہتے ہوئے سن کر فرمایا تو نے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی جو شخص اس نام کے ساتھ دعا مانگتا ہو اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے (ابوداؤد)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درود شریف

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے، دس نیکیاں لکھتا ہے دس گناہ مٹا دیتا ہے، دس درجے بلند کرتا ہے (نسائی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ سبحانہ و

تعالیٰ کے مخصوص فرشتے پھرتے رہتے ہیں جب کوئی میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ مجھ پر اس درود کو پہنچا دیتے ہیں (نسائی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے وہ شخص قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے (ترمذی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اے ابی (رضی اللہ عنہ) اگر تو تمام وقت درود پڑھنے میں خرچ کرے گا تو تیری دنیا اور آخرت کی کفالت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگی۔ (احمد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا درود پڑھا کرو، تمہارا درود پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔ (نسائی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص صبح کو مجھ پر دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت ہوگی (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو کوئی ہر روز سو بار درود شریف پڑھے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی، تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی (طبرانی) القول البدیع صفحہ ۱۳۱ میں درود شریف کے الفاظ یہ لکھے ہیں: (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ) ارشاد فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے جس کے سامنے میرا ذکر آوے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھے (نسائی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درود شریف پڑھے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا، میں نے یہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا (صحیح المستدرک للحاکم)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر (روضہ اطہر) کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں

خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلہ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو بذریعہ فرشتوں کے پہنچایا جاتا ہے (بیہقی شریف) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) آپ کے انتقال کے بعد بھی رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، ہاں انتقال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بدنوں کو کھائے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے، رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو مجھے میرے آقا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے عطا فرمایا ہے، میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمایئے، انہوں نے کہا کہ ہم نے جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا کہ آپ پر سلام جیسا کہ نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے پڑھنے کا حکم ہے۔ آپ پر درود شریف کن الفاظ کے ساتھ پڑھیں، آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ درود شریف سب

سے افضل ہے۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن بعد نماز عصر اسی مرتبہ پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ○ اس کے اسی برس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ○ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو شخص یہ دعا کرے جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ ○ اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا (مشقت میں ڈالے گا سے مراد کہ ہزار دن تک فرشتے اس کا ثواب لکھتے رہیں گے) (طبرانی) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جائے وہ یوں کہا کرے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ○ (طبرانی)

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجتے ہوئے بھرپور پیمانہ کے ذریعہ ثواب حاصل کرے تو یوں درود شریف پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ (ابوداؤد)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی طرف سے بے مثال تحفہ صلوٰۃ التسبیح

۱۔ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد مبارک فرمایا اے عباس اے میرے چچا جان کیا میں آپ کو ایک عطیہ کروں' ایک بخشش کروں' ایک چیز بتاؤں آپ کو دس چیزوں کا مالک بناؤں جب آپ اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ آپ کے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے وہ کام یہ ہے کہ آپ چار رکعت نفل (صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھیں ہر رکعت میں جب الحمد اور سورۃ پڑھ لیں تو رکوع سے پہلے کھڑے کھڑے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ○ پندرہ مرتبہ پڑھیں' پھر رکوع میں جائیں تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ ○ کہنے کے بعد دس مرتبہ یہی کلمات پڑھیں پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ○ کہنے کے بعد دس بار یہی کلمات پڑھیں' پھر سجدہ سے میں جائیں تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى کہنے کے بعد دس مرتبہ یہی کلمات پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو بیٹھ کر (قعدہ میں) دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ میں جائیں تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى کہنے کے بعد دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جائیں اور دس مرتبہ پڑھیں اور پھر بغیر اللہ اکبر کہے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اسی طریقہ سے دوسری رکعت ادا کریں دوسری رکعت پڑھنے کے بعد جب اَلتَّحِيَّاتُ پڑھنے بیٹھیں تو اَلتَّحِيَّاتُ پڑھنے سے پہلے دس بار پڑھ کر پھر اَلتَّحِيَّاتُ پڑھیں اسی طرح باقی دو رکعت ادا کریں ایک رکعت میں پچھتر بار یہ کلمات مبارک پڑھنے ہیں چار رکعت میں تین صد بار ہوں گے اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھیں یہ

نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو ضرور ہی پڑھ لیں (طبرانی)

۲۔ دوسری حدیث مبارکہ میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ایک صحابی کو اس نماز کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور فرمایا کہ دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو (ظہر کی نماز سے پہلے) یہ نماز ادا کرو۔ وہ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو (ابوداؤد)

۳۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حبشہ بھیج دیا تھا جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ آئے تو آپ نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں ایک خوشخبری سناؤں' ایک بخشش کروں' ایک تحفہ دوں' انہوں نے عرض کیا' ضرور مرحمت فرمایئے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھو پھر اسی طریقہ سے بتائی جو اوپر گزرا۔ اس حدیث شریف میں ان چار کلمات کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِo بھی پڑھنے کا ارشاد فرمایا (مستدرک حاکم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علما سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلمات کو پڑھیں پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھیں' سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ یہی کلمات پڑھیں' پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر دس مرتبہ پھر دونوں

سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ یہ پچھتر بار ہوئے اس طریقہ میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں (رواہ حاکم)

فائدہ: صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے کہ جس کا اندازہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے' علمائے امت محدثین فقہا صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے' امام حدیث حضرت حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث مبارک کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں جو کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے استادوں کے استاد ہیں امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابوالجوزا رحمتہ اللہ علیہ جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے' روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد رحمتہ اللہ علیہ جو ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے بھی استاد ہیں' بڑے عابد وزاہد متقی لوگوں میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے' ابوعثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لیے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی ۔حضرت علامہ تقی سبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے۔ صلحا کے کاموں سے دور ہے' اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیے' فرمایا کہ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

احادیث مبارکہ میں اس نماز کے مندرجہ بالا دو طریقے بیان ہوئے ہیں علما نے لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کریں' کبھی اس طرح چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے' اس لیے اس کے متعلق چند مسائل بھی لکھے

جاتے ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ: اس نماز کے لیے کوئی سورۃ قرآن شریف کی متعین نہیں جونسی سورت دل چاہیے پڑھے' بیس آیات کی بقدر آیا ہے اس لیے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں' بعض نے سورۃ اِذَازُلْ ذِلَتِ' وَالْعَادِیَاتِ' تَکَاثُرُ' وَالْعَصْرِ' کَافِرُوْنَ' نَصْرُ' اِخْلَاصُ لکھا ہے لیکن پابندی کوئی نہیں جو یاد ہوں پڑھ لے۔

مسئلہ: ان کلمات کو زبان سے ہرگز شمار نہ کرے کہ نماز میں شمار کرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی' انگلیوں پر گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھیں ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیحات پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی قضا بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تھا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اور اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں اَلتَّحِیَّاتُ سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آ جائے تو اس میں کلمات نہیں پڑھنے چاہیے اس لیے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی تو سجدہ سہو میں پڑھ لے بعض احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَ مُنَا

صَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَ جِدَّاَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَخَافَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِیْ بِهَا عَنْ مَّعَاصِيْكَ وَحَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ فِی التَّوْبَةِ خَوْفًامِّنْكَ وَحَتّٰى اَخْلُصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حُبًّا لَكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ رَبَّنَااَتْمِمْ لَنَانُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَo

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کا عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علما کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں، اے اللہ ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں، جن کی وجہ سے آپ کی رضا وخوشنودی کا مستحق بن جاؤں اور خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں اور آپ کے حسن ظن کی وجہ سے آپ پر توکل کرنے لگوں، اے نور کے پیدا کرنے والے تیری ذات پاک ہے، اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہماری مغفرت قبول فرما، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں، اے الرحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ: اس نماز کو مکروہ اوقات کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی بھی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ: بعض احادیث مبارکہ میں ان کلمات کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث مبارک میں گزرا ہے اس لیے اگر کبھی کبھی اس کو بھی پڑھ لیں تو اچھا ہے۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی

ازواج مطہرات

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد سے عقد فرمایا جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوسری حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تیسری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی دوشیزہ سے عقد نہیں فرمایا۔ چوتھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانچویں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما بنت حضرت ابی سفیان رضی اللہ عنہ چھٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتویں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹھویں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نوویں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دسویں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان دس ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے، نو (۹) نے جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے وصال شریف کے بعد انتقال فرمایا، گیارہویں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے تیسرے سال عقد فرمایا، آپ رضی اللہ عنہا دو تین ماہ کے بعد وصال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○ مندرجہ بالا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے علاوہ ایک تعداد وہ ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ان میں سے بعض کو نکاح میں لائے اور بعض کے متعلق خطبہ یعنی پیغام عقد دیا گیا مگر اس کی تکمیل نہ ہوئی اور نہ ہی ان سے زفاف کی نوبت آئی۔ ان میں سے پہلی فاطمہ بنت ضحاک ہیں۔ دوسری شراف خواہر وحیہ کلبی تیسری خولہ بنت ہزیل چوتھی اسماء جونیہ ہیں۔ پانچویں

عمرہ بنت یزید چھٹی قبیلہ غفار کی ایک عورت ساتویں عالیہ بنت طبیان آٹھویں بنت الصلۃ نوویں ایک عورت تھیں جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ان سے فرمایا ھب لی نفسک تو اس نے نازیبا کلمات کہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے تحمل فرمایا اور اس کو طلاق دے دی۔ دسویں ایک عورت سے منگنی کی گئی، اس کے باپ نے اس کی صفتیں بیان کیں اور کہا کہ سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اس کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی خیر نہیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے انکار فرمادیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کا مہر پانچ سو درہم تھے۔ سوائے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر میں اسیر ہوئی تھیں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور آزاد کرنا ہی ان کا مہر مقرر ہوا، یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خصوصیت تھی۔ امت کے لیے آزادی کو مہر بنانا جائز نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عقد کے وقت حبشہ میں تھیں اور ان کا مہر چار سو دینار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے ادا کیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اولاد اطہار

۱۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اولاد اطہار میں سے ایک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی کنیت ابوالقاسم آپ ہی کے نام سے تھی۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کے دو لقب طیب اور طاہر تھے اور ایک روایت ہے کہ طیب اور تھے اور طاہر اور۔

اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن تھیں اور صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔

صاحبزادوں کا انتقال بچپن ہی میں قبل از اسلام ہو گیا تھا لیکن صاحبزادیوں نے زمانہ اسلام پایا اور تمام اسلام لائیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تمام اولاد رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھی، البتہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ[۱] تولد ہوئے جو سات ہی دن کے راہی دار بقا ہو گئے اور ایک قول سے سات ماہ کے ہو کر اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہو کر انتقال فرمایا۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی تمام اولاد کا انتقال رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے سامنے ہی ہو گیا تھا، سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے چھ مہینے بعد ہوا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا[۲] کا عقد حضرت ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جن سے ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے اور لڑکپن ہی میں انتقال فرما گئے، اور ایک صاحبزادی امامہ نامی جن کے جوان ہونے پر بعد انتقال حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عقد فرمایا اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وصال ہو گیا تو حضرت مغیرہ بن نوفل ابن الحارث سے ان کا عقد ہوا، جن سے

۱۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۸ ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی (قرۃ العیون، صفحہ ۱۰، جلد اول، حصہ چہارم ۱۲)

۲۔ ان کا انتقال ۸ھ میں ہوا۔

ایک صاحبزادے یحییٰ نامی تولد ہوئے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت حسن،[۱] حضرت حسین،[۲] حضرت محسن رضی اللہ عنہم تین فرزند اور حضرت رقیہ حضرت زینب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں، حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں انتقال فرما گئے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ کا بھی بلوغ سے قبل ہی انتقال ہو گیا، حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا، ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے، آپ شوہر کی زندگی ہی میں انتقال فرما گئیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان میں سے ایک فرزند زید نامی تولد ہوئے اور بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا اور ان کے بعد حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما سے اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا عقد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبداللہ نامی فرزند تولد ہوئے اور بچپن ہی میں داغ جدائی دے گئے۔

اور جس روز حضرت زید بن الحارث رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوشخبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچے، اسی روز حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا[۳] سے عقد فرمایا اور ان کا انتقال بھی ماہ شعبان ۹ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ہو گیا۔

۱۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ (قرۃ العیون، حصہ دوم، ص ۶۶ جلد اول ۱۲)

۲۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۴ یا ۵ شعبان ۰۴ھ میں ہوئی۔ (قرۃ العیون، حصہ دوم، ص ۶۶ جلد اول ۱۲)

۳۔ ان کا یہ عقد ۰۳ھ میں ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد سے پہلے حضرت رقیہ عتبہ کے عقد میں تھیں اور حضرت ام کلثوم عتیبہ پسران ابولہب کے عقد میں تھیں مگر رخصتی کی نوبت نہ آئی تھی کہ انہوں نے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی۔

ف: اوائل اسلام میں مسلمانوں اور مشرکین کی باہمی مناکحت جائز تھی بعد میں آیت[1] لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ نازل ہوئی جس میں مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام قرار دیا اور یہی حکم ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے (۱) حارث (۲) قثم (۳) زبیر (۴) حمزہ (۵) عباس (۶) ابوطالب (۷) عبدالکعبہ (۸) حجل (۹) ضرار (۱۰) غیداق (۱۱) ابولہب گیارہ چچا تھے اور (۱) صفیہ (۲) عاتکہ (۳) اروےٰ (۴) ام حکیم (۵) برہ (۶) امیمہ چھ پھوپھیاں تھیں، ان تمام میں سے صرف حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہم تین مشرف با اسلام ہوئے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے غلام

(۱) حضرت زید ابن الحارثہ اور ان کے بیٹے (۲) حضرت اسامہ اور (۳) حضرت ثوبان اور (۴) حضرت ابوکبشہ یہ جنگ بدر میں موجود تھے، جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ وفات پائی اور (۵) حضرت انیہ اور (۶) حضرت شقران ایک روایت ہے کہ حضرت شقران کو اپنے والد ماجد کی وراثت میں پایا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت شقران کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے

۱۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مرد مسلمان عورتوں کے لیے [illegible] قرآن کریم کی دوسری آیت وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ سے معلوم ہوا کہ یہودی، نصرانی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ان سے مسلمان مرد کا نکاح ہوسکتا ہے اگرچہ مصالح دینیہ کے پیش نظر ہو۔

خریدا تھا اور (۷) حضرت رباح اور (۸) حضرت یسار ان کو قبیلہ عرینہ کے بعض باغیوں نے قتل کر دیا تھا اور (۹) حضرت ابورافع ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا، انہوں نے جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو پہنچائی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور اپنی باندی سلمہ سے ان کا عقد فرمادیا، ان سے حضرت عبداللہ نامی فرزند تولد ہوئے جو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے محرر تھے۔ (۱۰) حضرت ابوموہبہ اور (۱۱) حضرت فضالہ، فضالہ کا شام میں انتقال ہوا اور (۱۲) حضرت رافع ان تمام کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے آزاد فرمادیا اور (۱۳) حضرت مدعم جن کو افاعہ جذامی[1] نے پیش کیا۔ یہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے اور (۱۴) حضرت کرکرہ کہ ان کو ہوزہ بن علی یمانی نے پیش کیا تھا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ان کو بھی آزاد فرمادیا اور (۱۵) حضرت زید جد ہلال بن یسار اور (۱۶) حضرت عبیدہ اور (۱۷) حضرت طہمان اور (۱۸) حضرت بالور قبطی جن کو شاہ مقوقس نے ہدیۃً دیا تھا اور (۱۹) واقد یا حضرت ابوالواقد اور (۲۰) حضرت ہشام اور (۲۱) حضرت ابوضمیر جو مال فے[2] سے تھے، غزوۂ حنین میں ان کو آزاد کر دیا اور (۲۲) حضرت ابوعسیب احمر اور (۲۳) ابوعبید اور (۲۴) حضرت سفینہ یہ پہلے حضرت ام سلمہ کے غلام تھے، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور یہ شرط لگائی کہ جب تک زندہ رہیں، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت کرتے

۱۔ جذامی ایک قبیلہ کا نام ہے۔

۲۔ مال فے وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مقابل سے حاصل ہو اور اس قسم کے مال میں رحمۃ اللعالمین کا ایک خاص حصہ ہوتا تھا۔

رہیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ شرط نہ بھی کی جاتی تب بھی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے مفارقت اختیار نہ کرسکتا تھا۔ (۲۵) حضرت ابو ہند اور (۲۶) حضرت انجشہ جو اونٹوں پر حدی کہتے تھے اور (۲۷) حضرت ابو امامہ یہ کل ستائیس نفر ہیں، بعض اہل اسیر نے اس سے زیادہ تعداد بتلائی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی باندیاں

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی سترہ باندیاں تھیں۔ (۱) سلمٰی اور (۲) ام رافع اور (۳) رضوی اور (۴) امیمہ اور (۵) ام ضمیر اور (۶) ماریہ اور (۷) شیریں اور (۸) ام ایمن جس کا نام برکہ تھا، جنہوں نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی اور چھ عورتیں ۹ تا ۱۴ ابنی قریظہ کی اور (۱۵) میمونہ بنت سعد اور (۱۶) خضرہ اور (۱۷) خویلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے خدام

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے گیارہ خدام (۱) حضرت انس بن مالک اور (۲) حضرت حارثہ کی دولڑکیاں حضرت ہند اور (۳) حضرت اسماء (۴) حضرت ربیعہ بن کعب سلمی اور (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود اور (۶) حضرت عقبہ بن عامر (۷) حضرت بلال اور (۸) حضرت سعد اور (۹) حضرت ذو مخمر یا ذو مخبر جو کہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے اور (۱۰) حضرت بکیر بن شداخ لیثی اور (۱۱) حضرت ابو ذر غفاری تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی نگہبانی کرنے والے

(۱) غزوۂ بدر میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی نگہبانی فرمائی (۲) غزوۂ احد میں حضرت ذکوان بن عبد قیس (۳) اور حضرت محمد بن مسلمہ انصاری نے (۴) اور غزوہ خندق میں حضرت زبیر نے (۵) اور غزوہ وادی القریٰ میں حضرت عباد بن بشیر (۶) اور حضرت سعد بن ابی وقاص (۷) اور حضرت ابی ایوب اور (۸) حضرت بلال نے اور جب آیت[۱] وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے نگہبانی اٹھادی گئی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے قاصد

۱۔ حضرت عمر ابن امیہ کو نجاشی کے پاس بھیجا (نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے) جس کا نام اصحمہ تھا، جس کے معنی عربی میں عطیہ اور بخشش کے ہیں، جس وقت نامہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نجاشی کے پاس پہنچا، نامۂ اقدس دونوں آنکھوں پر رکھا اور تعظیماً تخت سے نیچے اتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا۔ ۹ ہجری میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے غائبانہ نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

فائدہ: یہ غائبانہ نماز رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خصوصیت تھی۔ امت کے لیے جائز نہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

۱۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ خود آپ کی حفاظت کریں گے۔

۲۔ اور حضرت وحیہ کلبی کو شاہ روم کے پاس جس کا نام ہرقل تھا، بھیجا اس نے دلائل سے نبوت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تسلیم کرلی اور اسلام لانا چاہا لیکن قوم راضی نہ ہوئی یہ اس خوف سے کہ اگر قوم کی خلاف مرضی اسلام لے آیا تو سلطنت جاتی رہے گی، اسلام نہ لایا۔

۳۔ اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ شاہ فارس کے پاس بھیجا، اس بے ادب نے نامہ مبارک پارہ پارہ کردیا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کردے گا۔ چنانچہ بہت جلد ہی مارڈالا گیا۔

۴۔ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا (مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کا لقب ہے) مقوقس نے اسلام قبول کیا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ اور شیریں دو کنیزیں پیش کیں اور ایک خچر سفید دلدل نامی ہدیہ بھیجا اور ایک روایت ہے کہ ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ہدیہ بھیجے۔

۵۔ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو جیفر اور حضرت عبداللہ پسران جلندی کو عمان کے بادشاہوں کے پاس بھیجا، دونوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو رعایا سے زکوٰۃ لینے اور ان کے معاملات میں فیصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے وصال شریف تک وہیں مقیم رہے۔

۶۔ اور حضرت سلیط بن عمرو کو ہوزہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس بھیجا اس نے حضرت سلیط کی تعظیم کی اور خدمت اقدس میں پیغام دیا کہ جس طرف آپ مجھ کو بلا رہے ہیں مبارک چیز ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں اس لیے مجھ کو امر خلافت میں کچھ تصرفات عنایت کیے جائیں، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے قبول نہ فرمایا اور یہ مسلمان بھی نہ ہوا۔

۷۔ اور حضرت شجاع ابن وہب کو شاہ بلقا حارث غسانی کی جانب روانہ فرمایا (بلقا شام کے علاقوں میں سے ایک شہر کا نام ہے) حارث نے نامہ مبارک کی کچھ عظمت نہ کی، اور کہا کہ مع لشکر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی جانب روانہ ہوتا ہوں، شاہ روم نے اس کو اس حرکت سے باز رکھا۔

۸۔ اور حضرت مہاجر بن امیہ کو یمن میں حارث حمیری کی جانب روانہ فرمایا۔

۹۔ اور حضرت علاء بن الحضری کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساویٰ کی جانب بھیجا۔ یہ مسلمان ہوگیا اور (۱۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری اور (۱۱) حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ وہاں کے بادشاہ اور رعایا بغیر جنگ وجدل کے مسلمان ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے محررین

(۱ تا ۴) چار خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۵) حضرت عامر بن فہرہ (۶) حضرت عبداللہ بن ارقم (۷) حضرت ابی بن کعب (۸) حضرت ثابت بن قیس بن شماس (۹) حضرت خالد بن سعید (۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع (۱۱) حضرت زید بن ثابت (۱۲) حضرت معاویہ (۱۳) حضرت شرجیل بن حسنہ، یہ تیرہ محرر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اصحاب مخصوص رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

وہ اصحاب جو زیادہ عنایت سے مخصوص تھے۔ (۱-۴) چاروں خلفائے راشدین (۵) حضرت حمزہ (۶) حضرت جعفر (۷) حضرت ابوذر (۸) حضرت مقداد (۹) حضرت سلمان (۱۰) حضرت حذیفہ (۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود (۱۲) حضرت عمار (۱۳) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اسمائے عشرہ مبشرہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک مجلس میں (۱۰) صحابہ کے متعلق یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ جنتی ہیں اس کے علاوہ بعض اور صحابہ کے لیے بھی یہ بشارت مذکور ہے مگر وہ اس مجلس میں نہ تھے اس لیے وہ اس شمار میں نہیں۔

(۱-۴) چاروں خلفائے راشدین (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص (۶) حضرت زبیر ابن العوام (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۸) حضرت طلحہ بن عبیداللہ (۹) حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح (۱۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی سواریاں اور مویشی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی جناب میں دس گھوڑے تھے۔ اس عدد میں اختلاف بھی ہے، (۱) سکب جس پر غزوہ احد میں سوار تھے۔ اس کا رنگ کمیت تھا لیکن پیشانی اور تین پاؤں سفید تھے اور ایک داہنا پاؤں ہم رنگ جسم تھا اس کی فربہی مناسب جسم کے تھی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اس پر گھوڑ دوڑ فرمائی اور بازی لے گئے اور مسرور ہوئے۔ (۲) (مرتجز) یہ وہی گھوڑا ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت نے جس کے لیے گواہی دی تھی۔[۱] (۳) (لزاز) یہ مقوقس کے ہدایہ میں سے تھا۔ (۴) (لحیف) یہ ربیعہ نے ہدیہ پیش کیا تھا۔ (۵) (طرب) جو فردہ جذامی نے

۱۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سواد بن قیس محاربی سے ایک اونٹ خریدا، سو وہ انکار کر گیا۔ حضرت خزیمہؓ بن ثابت نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گواہی دی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے کیسے گواہی دی جبکہ تم خریداری کے وقت موجود نہ تھے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جو کچھ خدا کے یہاں سے لے کر آئے ہیں میں نے اس کی تصدیق کی ہے اور آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، پس میں نے آپ کی یہ بات بھی سچ سمجھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ [illegible]

پیش کیا تھا (۶) (ورد) جو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا۔ (۷) (ضریس) (۸) (ملاح) (۹) (سبحہ) جو یمن کے تاجروں سے خریدا تھا اور تین مرتبہ اس پر دوڑ فرمائی اور دست اقدس اس کے چہرے پر پھیرا اور **ما انت الا بحر** ارشاد فرمایا، اور (۱۰) (بحر) قدمباز تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔[1]

اور تین خچر (۱) دلدل نامی جو مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور یہ پہلا خچر ہے کہ اسلام میں اس پر سواری ہوئی۔[2] (۲) فضہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا تھا، (۳) ایلیہ؛ شاہ ایلیہ نے پیش کیا تھا۔

اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی سرکار میں ایک دراز گوش[3] بھی تھا جس کا نام یعفور تھا اور گائے بھینس کا ہونا سرکار والا میں ثابت نہیں ہے۔

اور بیس اونٹنیاں شیر دار موضع غابہ میں جو مدینہ طیبہ کے قریب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھیں اور ایک شیر دار اونٹنی سعد بن عبادہ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی جو بنی عقیل کے مواشی[4] میں سے تھی۔

اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس ایک قصویٰ نامی اونٹنی بھی تھی، اور اسی پر ہجرت فرمائی تھی، جس وقت وحی نازل ہوتی تھی، سوائے قصویٰ کے کوئی چیز ان کا وزن برداشت نہیں کرسکتی تھی، اور قصویٰ کو عضبا اور جدعا کے نام سے یاد بھی کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی کے اونٹ کے ساتھ دوڑ لگائی اور اعرابی کا اونٹ بازی لے گیا یہ بات مسلمانوں پر شاق گزری، رحمۃ اللعالمین سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (بتقاضائے حکمت) یہ لازم کردیا ہے کہ دنیا میں جس چیز کو غالب کیا جاتا ہے اس کو

۱۔ دسویں گھوڑے کا نام مذکور نہیں، باوجود جستجو کے بھی معلوم نہیں ہوسکا۔
۲۔ چونکہ اس سے پہلے عرب میں خچر نہ ہوتے تھے، عجم سے یہ پہلا خچر عرب میں آیا۔
۳۔ دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں، چونکہ لفظ گدھا نامعقول معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، ترجمہ سے ادب مانع ہے۔
۴۔ قبیلہ عقیل کے اونٹ عرب میں مشہور تھے۔

کسی نہ کسی وقت مغلوب بھی کیا جاتا ہے۔

اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی سرکار میں سو بکرے بکریاں بھی تھیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ہتھیار اور آلات

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں، ان میں سے ایک کا نام ذوالفقار تھا جو غزوہ بدر میں بنی الحجاج کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ رحمۃ اللعالمین سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے خواب دیکھا کہ اس تلوار کے دونوں جانب کچھ دندانے پڑ گئے، آپ نے تعبیر یہ لی کہ مسلمانوں کو ایک گونہ ہزیمت پیش آئے گی، چنانچہ غزوۂ احد میں اس کی تعبیر واقع ہوئی۔

اور تین تلواریں قلعی اور بتار اور حتف بنی قینقاع (ایک یہودی قبیلہ) سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں اور دو تلواریں مخذم اور رسوب تھیں اور ایک تلوار اور جو والد ماجد کی تھی اور تلوار مسمّٰی بہ عضب جو سعد بن عبادہ نے پیش کی تھی اور ایک تلوار قضیب تھی یہ سب سے پہلی تلوار ہے جو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حمائل فرمائی اور ذات اقدس کے قبضہ میں چار نیزے تھے جن میں سے ایک کا نام مثنیٰ تھا اور بقیہ تین نیزے بنی قینقاع سے غنیمت میں دستیاب ہوئے تھے، اور ایک چھوٹا نیزہ تھا جو عیدین میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے سامنے (بغرض سترہ) کھڑا کیا جاتا تھا اور ایک لاٹھی سر کج (یعنی مڑی ہوئی موٹھ) کی ایک ہاتھ لمبی تھی اور ایک نیم عصا تھا جس کو عرجون کہا جاتا تھا اور ایک پتلی چھڑی جس کا

نام مشوق لیا جاتا تھا اور چار کمان اور ایک ترکش تھا اور ایک ڈھال تھی جس پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی اور بطور ہدیہ آئی تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھ دیا۔ وہ تصویر غائب ہوگئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نعل اور قبیعہ[۱] رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی تلواروں کا چاندی کا تھا اور نعل اور قبیعہ کے درمیان بھی چند حلقے چاندی کے تھے، قبیعہ وہ چیز ہے جو قبضہ تلوار کے قریب چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور اسی طرح نعل وہ چیز ہے جو تلوار کی باریک جانب میں چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں۔

اور دو زرہیں جو بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے دستیاب ہوئی تھیں، ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا فضہ تھا اور ایک زرہ جو غزوہ حنین میں پہنی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔

اور روایت ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس ایک زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی (جو انہوں نے جالوت کے قتل کے وقت پہنی تھی) بھی موجود تھی اور ایک خود تھا جس کا نام ذوالسبوغ لیا جاتا تھا اور ایک پٹکا چمڑے کا تھا جس میں تین کڑے چاندی کے پڑے ہوئے تھے، جھنڈا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا سفید رنگ کا تھا۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا ترکہ

جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے وصال شریف فرمایا حسب ذیل اشیاء چھوڑیں۔

دو عدد جبرہ (جبرہ یمنی چادر کو کہتے ہیں) اور تہبند یمنی اور دو کپڑے صحاری،

۱۔ تلوار کے قبضہ کی دونوں جانب ہاتھ کو روکنے کے لیے دو ابھرے ہوئے حصے ہوتے ہیں، اوپر کے حصہ کو نعل اور نیچے کے حصہ کو قبیعہ کہتے ہیں اور اردو میں ان کا نام مہتال اور جہتال ہے۔ یہ حصے چاندی سونے وغیرہ سے جڑے ہوتے ہیں۔

اور ایک کرتا صحاری اور کرتا سحولی[۱] اور ایک جبہ یمنی اور چادر منقش اور تین چار کوفیہ یعنی چھوٹی پست ٹوپیاں اور ایک لحاف ورس[۲] کا رنگا ہوا۔

اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں آئینہ اور ہاتھی دانت کا کنگھا اور سرمہ دانی اور قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے اور بچھونا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا چمڑے کا تھا جس میں درخت کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔

اور ایک پیالہ تھا جس میں تین پترے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور ایک پیالہ پتھر کا تھا اور ایک برتن کانسی کا تھا جس میں مہندی اور وسمہ بناتے تھے اور اس کو سرِ اقدس پر رکھ لیتے تھے جس سے مہندی اور وسمہ جلد رنگ چھوڑ دیتے تھے اور ایک کانچ کا پیالہ بھی تھا اور برتن کانسی[۳] کا غسل کے لیے تھا اور ایک بادیا[۴] تھا اور ایک پیانہ بھی تھا اور ایک (برتن) چوتھائی صاع کا جس سے صدقہ فطر ناپ کر دیا کرتے تھے اور انگوٹھی چاندی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا موجود تھی اور ایک روایت ہے کہ انگوٹھی لوہے کی تھی اور نگینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔

اور نجاشی نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے دو موزے سادہ پیش کیے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ان کو استعمال فرماتے تھے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس سیاہ کمبل تھا اور عمامہ (یعنی پگڑی) تھا جس کا نام سحاب لیا جاتا تھا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس علاوہ استعمال کپڑوں کے دو اور کپڑے بھی تھے جو نماز جمعہ میں استعمال فرماتے تھے اور ایک رومال تھا جس سے بعد وضو روئے انور پونچھتے تھے۔

۱۔ سحول یمن کے علاقہ میں ایک مقام ہے۔

۲۔ ورس ایک یمنی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

۳۔ اصل کتاب میں آوند کا لفظ ہے جس کے معنی برتن کے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن مثل بالٹی یا ٹب کے بڑا تھا۔

۴۔ بادیا بڑے پیالے کو کہتے ہیں۔

معجزات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

۱۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، کوئی شخص قرآن مجید کی ایک سورۃ کے بنانے پر قادر نہیں ہے جس میں صحیح حالات گزشتہ اور آئندہ کے بیان کیے گئے ہیں۔

۲۔ ایک شق صدر کا معجزہ ہے جس میں فرشتوں نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے بچپنے کے زمانہ میں سینہ مبارک کو شق کر کے ایمان اور علم سے مالا مال کیا۔

۳۔ ایک معجزہ معراج[۱] کا ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے معراج اور بیت المقدس تشریف لے جانے کو ظاہر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی اور بیت المقدس کے بعض مقامات کو جن پر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تھی استفسار کیے اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر منکشف فرمایا جو کچھ وہ سوال کرتے تھے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم صحیح صحیح اظہار فرماتے تھے۔

۴۔ ایک معجزہ شق القمر ہے۔[۲]

۵۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ قریش نے آپس میں عہد کیا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو شہید کر دیں گے لیکن جس وقت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم برآمد ہوئے سب کی نظریں جھینپ گئیں اور گردنیں جھک گئیں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

۱۔ اصل کتاب میں لفظ اسریٰ ذکر کیا ہے، جس کے معنی رات کو راستہ چلنے کے ہیں، چونکہ معراج میں رات ہی کو راستہ طے کیا گیا تھا اس لیے معراج ترجمہ کیا گیا۔

۲۔ کفار نے ایک دفعہ رات کے وقت رحمۃ اللعالمینؐ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا، چاند کے بیچ سے دو حصے ہو گئے۔

واصحابہ وبارک وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر پر کھڑے ہوکر ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شَاهَتِ الْوُجُوْهُ[1] فرما کر پھینک دی جس جس شخص پر ان سنگریزوں کا اثر پہنچا وہ غزوۂ بدر میں ہلاک ہوا۔

۶۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے غزوہ حنین میں ایک مٹھی خاک دشمنوں پر پھینک دی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ہزیمت نصیب فرمائی۔

۷۔ ایک معجزہ یہ ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم غار میں جا کر چھپے تو مکڑی نے غار[2] کے منہ پر جالا تن دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے۔

۸۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ہجرت کے وقت سراقہ بن مالک نے رحمۃ اللہ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے۔

۹۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک ہرنی کی بچی جو ابھی تک جوان نہیں ہوئی تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس کی پشت پر دست مبارک پھیرنے سے دودھ دینے لگی۔

۱۰۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ام معبد کی بکری نے دودھ دیا حالانکہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی۔

۱۱۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے دعا فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں اور رونق اسلام بنیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۱۲۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی چشم مبارک آشوب

۱۔ معنی اس کے یہ ہیں، بگڑ گئے چہرے۔

۲۔ مراد غار ثور ہے، جس میں ہجرت کے وقت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔

کررہی تھیں ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں ڈال دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سردی اور گرمی کا اثر ان کی آنکھ سے دور کرے ۔فوراً شفا پائی اور پھر کبھی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو آشوب چشم کی تکلیف پیش نہیں آئی ۔

۱۳۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ قتادہ ابن النعمان کی آنکھ میں زخم پہنچا اور آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی ۔رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا، وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن بن گئی ۔

۱۴۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین قرآن دانی اور فہم دین عطا فرمائے پس یہ بات ان کو حاصل ہوگئی ۔

۱۵۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے لیے جو نہایت قلیل مقدار میں تھیں ، برکت کی دعا فرمائی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مدارات مہمانان کی پھر بھی تیرہ وسق باقی رہ گئیں ۔

۱۶۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو سب سے پیچھے رہتا تھا ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی دعا سے سب سے آگے چلنے لگا ۔

۱۷۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے طویل عمر اور کثرت مال واولاد کی دعا فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

۱۸۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ بارش[1] کے لیے دعا فرمائی اور برابر ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی ، پھر رفع بارش کے لیے دعا فرمائی فوراً بارش[2] موقوف ہوگئی ۔

۱۔ جمعہ کے خطبے میں دعا فرمائی تھی اور اس وقت بمقدار کف دست بھی ابر آسمان پر موجود نہ تھا ۔

۲۔ حالانکہ ایک ہتھیلی کے برابر آسمان نظر نہ آتا تھا ۔

۱۹۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی لہب کی ہلاکت کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے بددعا فرمائی، اس کو مقام رورا علاقہ شام میں شیر نے ہلاک کر دیا۔

۲۰۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی، اعرابی نے کہا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درخت گواہ ہے، پس درخت کو بلایا، درخت سامنے آیا اور تین مرتبہ گواہی دے کر واپس چلا گیا۔

۲۱۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ دو درختوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حکم دیا کہ اکٹھے ہو جائیں، پس وہ جمع ہو گئے۔

۲۲۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کھجور کے چند درختوں سے کہہ دو کہ وہ جمع ہو جائیں، انہوں نے درختوں سے جا کر کہا تو وہ جمع ہو گئے اور جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ ان درختوں سے کہہ دو اپنی جگہ پر واپس چلے جائیں چنانچہ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

۲۳۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم خواب میں تھے کہ ایک درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم بیدار ہوئے، اصحاب نے واقعہ عرض خدمت کیا، ارشاد فرمایا کہ اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میرے سلام کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرما دی تھی۔

۲۴۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ

وبارک وسلم کی عطائے نبوت کی شب میں پتھروں اور درختوں نے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر سلام بھیجا۔

۲۵۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے خطبہ کے لیے جب ایک منبر بنا دیا گیا تو جس ستون سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ دبارک وسلم تکیہ لگا کر پہلے خطبہ دیا کرتے تھے، اس ستون سے گریہ وبکاء کی آواز سنی گئی۔[1]

۲۶۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ کنکریوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی اور کھانے نے بھی تسبیح پڑھی۔

۲۷۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ کفار نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے لیے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملایا، اس گوشت نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو زہر کی خبر دی۔

۲۸۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک اونٹ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے شکایت کی اس کے مالک اس کو گھاس کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں۔

۲۹۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو کسی کے پاس مقید تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک دسلم سے درخواست کی کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم مجھ کو آزاد کرا دیں اور میں بچہ کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اس کو آزاد کرا دیا، اس نے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔

۳۰۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

۱۔ یہ ستون کھجور کے تنا کا تھا اور اس کا نام حنانہ تھا۔ گریہ وزاری کرنے والے کو حنانہ کہتے ہیں اور یہ نام بھی اسی صفت کی وجہ سے تھا۔

واصحابہ وبارک وسلم نے خبر دی کہ فلاں کافر اس جگہ مارا جائے گا اور فلاں اس جگہ، پس کوئی شخص معینہ جگہ سے متجاوز نہ ہوا اور اسی جگہ مارا گیا۔

۳۱۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے خبر دی کہ ایک جماعت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم کی امت میں سے دریا میں کفار سے جنگ کرے گی اور ام حرام اسی جماعت میں سے ہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳۲۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے خبر دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخت بلا پیش آئے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور اسی بلا میں شہید ہوئے۔

۳۳۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ میرا بچہ سیّد ہے اور عنقریب یہ دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳۴۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ جس رات اسود عنسی کذاب (مدعی نبوت) صنعا شہر میں جو یمن کے علاقہ میں ہے مارا گیا ہے تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے اس کے قتل اور اس کے قاتل کی صحیح اطلاع دی۔

۳۵۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا یَعِیْشُ حَمِیْدًا وَیُقْتَلُ شَهِیْدًا یعنی زندگی عیش سے گزاریں گے اور شہید مارے جائیں گے، چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور زندگی شاندار گزاری۔

۳۶۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہوگیا اور کفار میں مل گیا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی، ارشاد فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی چنانچہ ہر دفعہ اس کو دفن کرتے تھے اور زمین اس کو باہر ڈال دیتی تھی۔

۳۷۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اس نے بہانہ کیا[1] کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو توفیق ہی نہ ہو اس کے بعد ساری زندگی اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

۳۸۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جس وقت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے، ان بتوں پر جو حوالئ کعبہ میں معلق تھے ایک لکڑی سے جو دست اقدس میں تھی، اشارہ کرتے جاتے تھے اور زبان مبارک سے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[2] فرماتے جاتے تھے اور بت گرتے جاتے تھے۔

۳۹۔ ایک معجزہ زمان بن عضوبہ کا واقعہ ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ اس نے ایک بت کے اندر سے چند کلمات سنے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ (اے قبیلہ زماں سنو کہ تم خوش ہو گے ایک بڑی خیر ظاہر ہوئی اور بڑا شر چھپ گیا۔ قبیلہ مضر سے ایک نبی اللہ کا دین لے کر مبعوث ہوئے پس تم کو چاہیے کہ گھڑے ہوئے پتھروں (بتوں) کو چھوڑ دو تا کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو) دوسری مرتبہ کلمات سنے (میری سنو، میری سنو، تم ایسی خیر سنو گے جس سے جاہل رہنا مناسب نہیں یہ ایک نبی مرسل ہیں جو وحی منزل لے کر آئے ہیں، تم ان پر ایمان لاؤ تا کہ تم بھڑکنے والی آگ سے بچے رہو، جس کے انگارے پتھروں کے ہیں) اس واقعہ سے وہ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔

۴۰۔ ایک معجزہ سواد بن قارب کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص زمانہ جاہلیت میں کاہن[3] تھا، آنے والے واقعات کی جنات اس کو اطلاع دیا کرتے تھے ایک جن تین رات برابر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی نبوت کی خبر دیتا رہا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اتباع ضروری ہے اس خبر کے موافق وہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔

۱۔ یعنی عذر کیا کہ میرے داہنے ہاتھ میں کچھ تکلیف وغیرہ ہے۔
۲۔ یعنی حق آیا اور باطل دور ہو گیا۔ ۳۔ کاہن، جادوگر، نجومی، غیب کی باتوں کا بتانے والا۔

۴۱۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک سوسمار[1] نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی نبوت کی گواہی دی۔

۴۲۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک صاع جو سے ہزار آدمیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اور کھانا پہلی اصلی مقدار سے زیادہ بچ رہا۔

۴۳۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسد ختم ہوگئی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے جو کچھ رسد باقی تھی اس کو جمع فرمایا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اس کو لشکر میں تقسیم فرمایا تمام لشکر کو کافی ہوگئی۔

۴۴۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کھجوریں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمایئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک تھیلی میں رکھ دیا۔ جس قدر میں ان سے خرچ کرتا تھا۔ ختم نہیں ہوتی تھیں۔ بہت سی مقدار راہ خدا میں خرچ کی اور ہمیشہ اس میں خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ موجود رہیں۔[2]

۴۵۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اہل صفہ[3] کی ایک پیالہ ثرید[4] سے دعوت کی، حضرت ابوہریرہ رضی

۱۔ سوسمار، گوہ اور نیولے کو کہتے ہیں۔

۲۔ اس تھیلی کے متعلق خود حضرت ابوہریرہؓ کا ایک شعر ہے جو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے وقت آپ نے فرمایا تھا۔

للناس ہم والیوم ہمان — فقد الحرب و قتل الشیخ عثمان ۔ یعنی آج سب لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ایک تھیلی کا گم ہونا، دوسرے عثمان غنیؓ کا قتل، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تھیلی اس دن گم ہوگئی تھی۔

۳۔ اہل صفہ غریب مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جو مسجد نبوی میں مقیم تھی اور جن کے پاس رہنے کے لیے مکانات نہ تھے۔

۴۔ ثرید عربی زبان میں شوربے میں روٹی کو بھگو کر ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار سامنے آتا تھا کہ مجھ کو بھی بلالیں، جب وہ جماعت رخصت ہوگئی تو اس پیالے میں کچھ باقی نہیں تھا۔ البتہ کچھ کناروں پر لگا ہوا رہ گیا تھا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اس کو جمع فرمایا تو وہ ایک لقمہ ہوا، اس کو انگشتان مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے نام کی برکت سے کھاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں اس سے سیر ہوگیا۔

۴۶۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، چودہ سو آدمیوں نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو وغیرہ کیا۔

۴۷۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں کسی قدر پانی تھا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے چاہا کہ اس میں انگشتاں مبارک ڈالیں لیکن اس پیالہ میں نہ سما سکیں پس چار انگلیاں اس میں رکھ کر اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلایا چنانچہ ستر اسی آدمیوں نے وضو کیا۔

۴۸۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کا لشکر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور پیاس کی شکایت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں کی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا گذر اس قدر پانی پر ہوا جو ایک شخص کے لیے کافی ہوسکتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ترکش سے ایک تیر مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو اس پانی میں ڈال کر ہلائیں جلائیں، پانی نے ہلانے جلانے سے اس قدر جوش مارا کہ تیس ہزار آدمیوں کا لشکر سیراب ہوگیا۔

۴۹۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک قوم نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ پانی ان کے کنویں کا کھاری ہے، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اصحاب

کی جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کنویں پر کھڑے ہو کر لعاب مبارک اس کنویں میں ڈال دیا، اس کنویں سے آب شیریں اس قدر جاری ہوا کہ جس قدر نکالا جاتا تھا کم نہ ہوتا تھا۔

۵۰۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک عورت اپنے خورد سالہ بچہ کو، جو گنجا تھا، لے کر حاضر ہوئی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا سر درست ہو گیا اور اس کی بیماری جاتی رہی، اہل یمامہ نے یہ واقعہ سنا تو ان میں سے ایک عورت اپنے (تندرست) بچے کو لے کر مسیلمہ کذاب[1] کے پاس پہنچی، اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ گنجا ہو گیا اور یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

۵۱۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت عکاشہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک لکڑی ان کو عطا فرمادی وہ لکڑی تلوار بن گئی اور ان کے پاس رہی۔

۵۲۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک سخت پتھروں کی چٹان خندق کھودتے ہوئے برآمد ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر چند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے دست مبارک کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہو گئی۔

۵۳۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اس پر دست مبارک پھیر دیا، ان کا پاؤں درست ہو گیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا۔

معجزات رحمۃ اللعالمین سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتے، چند معجزات ہی لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا. عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۱۔ مسیلمہ عرب میں ایک شخص تھا جس نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا وصال شریف

بارہویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال شریف فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں چودہ روز تک بیمار رہے اور وصال شریف کے تیسرے روز چہار شنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے، نزع مبارک کے وقت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا، اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرمار ہے تھے اور زبان سے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ (اے اللہ موت کی مشقت سے میری امداد فرما) فرماتے جاتے تھے اور جب وصال شریف فرمایا۔ حاضرین نے جسد مبارک کو چادر یمنی سے ڈھانپ دیا، ایک روایت ہے کہ یہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعض اصحاب انتہائی غم کی وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے وصال شریف کا یقین ہی نہ آتا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گونگے ہوگئے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ دم بخود کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا۔ وصال شریف کے بعد لوگوں نے حجرہ مبارک کے دروازے سے ایک آواز سنی کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو غسل نہ دیا جائے، اس لیے کہ آپ طاہر ہیں اور مطہر ہیں، اس کے بعد آواز آئی کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو غسل ضرور دیا جائے اور پہلی آواز شیطان الرجیم نے دی تھی اور میں خضر ہوں اور خضر علیہ السلام نے اصحاب کی تعزیت ان الفاظ سے کی۔ ان فی خلق اللّٰہ عزاء من

کل مصیبة وخلفاء من کل ھالک ودرکاً من کل ذائب فباللہ فثقوا والیہ فارجعوا فان المصاب من حرم الثواب جس کے معنی یہ ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا دلاسا ہیں اور وصال کرنے والے کا عوض اور بدلہ ہیں۔ اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو، اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو جائے۔''

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں اس باب پر اختلاف ہوا کہ آیا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو جسم مبارک کے کپڑوں ہی میں غسل دیا جائے یا ان کو نکال دیا جائے خدائے برتر نے ان پر نیند کا غلبہ فرما دیا، اور کہنے والے نے (جس کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون تھا) کہا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے اس کے بعد سب بیدار ہوئے اور ایسا ہی کیا گیا۔

متولی غسل رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دو فرزند حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما اور دو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے غلام حضرت شقران اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما تھے، اور حضرت اوس انصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس وقت شکم انور پر ہاتھ پھیرا تو کوئی شے خارج نہ ہوئی، اس وقت فرمایا **صلی اللہ علیک لقد طبت حیا ومیتا** یعنی آپ پر اللہ کی رحمت ہو کہ آپ حیات اور وصال دونوں حالتوں میں پاک وصاف ہیں۔

جسم انور کو تین سحولی (جو علاقہ یمن میں ایک گاؤں ہے) چادروں میں کفنایا گیا، جس میں کفنی اور عمامہ نہ تھا اور کوئی کپڑا سلا ہوا نہ تھا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی نماز جنازہ عام مسلمانوں کی طرح نہیں پڑھی گئی۔ دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجرہ مبارک میں داخل ہو کر درود شریف

پڑھ کر باہر آ جاتے تھے اور پھر دوسرے دس صحابہ کرام اندر تشریف لے جا کر اسی طرح درود شریف پڑھتے۔ درود شریف یہ ہے:

ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلواۃ اللّٰہ البر الرحیم والملئکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وما سبح لک من شی ء یا رب العالمین علی محمد ابن عبداللّٰہ خاتم النبیین وسیّد المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وبارک وسلم علیہ. (زرقانی جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۹۴)[۱]

اور قبر مبارک میں چادر سرخ[۲] حضرت شقران نے بچھائی جس کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم حیات مبارک میں اوڑھا کرتے تھے۔

اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے لحد کھودی گئی جس کو نو عدد خام اینٹوں سے پاٹا گیا، لحد اور شق کھودنے کے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا، کوئی شق کے اور کوئی بغلی کے لیے کہتا تھا۔

آخر اس پر اتفاق ہو گیا کہ پہلے جو شخص بھی یعنی شق بنانے والا یا بغلی کھودنے والا آ جائے وہی رکھی جائے چنانچہ پہلے بغلی کھودنے والا پہنچا اور بغلی ہی کھودی گئی اور قبر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں بنائی گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مشک پانی قبر مبارک پر چھڑک دی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی تشریف آوری مدینہ منورہ کے دن سے زیادہ احسن اور روشن دن نہیں دیکھا اور وصال شریف کے دن سے اقبح اور سیاہ دن نہیں دیکھا۔ حضرت

۱۔ یہ بھی خصوصیت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، اس لیے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو امامت کا اہل تصور نہ کرتا تھا۔

۲۔ اصل کتاب میں لفظ قطیفہ ہے، جس کے معنی موٹی چادر کے لکھے گئے ہیں۔ ۱۲ اصح السیر، صفحہ ۵۵۰، جلد اول

سیّدنا صدیق اکبر اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی یہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ [1]

جزی اللّٰہ عنا محمدا ماھو اھلہ اللھم لک الثناء والحمد والکبریاء کما انت اھلہ فصل وسلم وبارک علی سیّدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیّدنا ومولانا محمد کما انت اھلہ وافعل بنا ما انت اھلہ فانک انت اھل التقویٰ واھل المغفرۃ وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

۱۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ادب کا لحاظ اسی طرح رکھنا چاہیے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں تھا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاظر ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔ارشاد مبارک فرمایا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے من جاء نی زائرا لاتحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیمۃ (المہند صفحہ ۵۲)
ترجمہ: رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے پیارے نبی کریم رؤف الرحیم شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب فرماویں اور ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔ آمین ثم آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ التسلیم۔

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیّد المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے خلفاء میں سے آپ پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ نے اپنے علوم ظاہری وباطنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ساتھ جناب مرہ بن کعب کے ساتھ چھٹی پشت میں مل جاتا ہے۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ (۱) ابوبکر رضی اللہ عنہ (۲) ابی قحافہ عثمان عامر (۳) کعب (۴) سعد (۵) تیم (۶) مرہ۔ آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ اوران کی کنیت ام الخیر ہے۔ آپ کی پیدائش سنہ فیل سے دوسال چندروزکم چار ماہ بعد ہوئی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

ما صب اللّٰہ فی صدری شیئًا الا صببۃ فی صدر ابی بکر

ترجمہ: کوئی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔ (مستدرک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

اما بعد فان اللّٰہ عزوجل اتخذ صاحبکم وخلیلا ولو کنت متخذا خلیلا دون ربی لاتخذت ابابکر خلیلا لکن ھو شریک فی دینی وصاحبی الذی اوجبت لہ صحبتی فی الغار وخلیفتی فی امتی (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے صاحب (صاحب سے مراد خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ

وبارک وسلم ہیں) کو اپنا خلیل بنایا اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن وہ میرے ساتھی ہیں میرے دین میں اور میرے ساتھی ہیں غار کے اور میرے خلیفہ ہیں میری امت میں۔'' اور فرمایا:

واللّٰہ ما طلعت الشمس ولا غربت علٰی احد بعد النبین والمرسلین علٰی افضل من ابی بکر (ابوداؤد)

ترجمہ: ''اللہ کی قسم پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے کسی اور افضل شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہ ہوا۔'' اور فرمایا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تم سب سے جو بہتر جانتا ہوں وہ ان کے نماز روزہ کے سبب سے نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ہے یعنی یقین کامل۔ سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو اس بیماری کے زمانہ میں جس میں آپ کا وصال ہوا، غنودگی کی حالت سے قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نماز کا وقت ہوگیا، آپ نے فرمایا کہ ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' یہ کلمات فرما کر پھر آپ پر غنودگی طار ہوگئی جب دوبارہ افاقہ ہوا تو پھر ارشاد فرمایا: ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ امامت کریں اور نماز پڑھائیں'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم میرے والد نرم دل آدمی ہیں جب امامت کریں گے اور آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو برداشت نہ کرسکیں گے۔ ان کی طبیعت بے قرار ہو جائے گی۔ آپ کسی اور کو ارشاد فرمادیں'' اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر پھر غنودگی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو پھر تیسری بار بھی یہی ارشاد مبارک فرمایا۔ ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے

بلال رضی اللہ عنہ سے کہا تب انہوں نے اذان کہی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تو وہ امامت کے لیے آگے بڑھے اور نماز پڑھانی شروع کی اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اپنے مرض میں کمی محسوس فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو کسی ایسے شخص کو جس کا سہارا لے کر مسجد میں چلا جاؤں۔ پس بریدہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی (رضی اللہ عنہ) آئے، آپ ان کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنی جگہ پر قائم رہو'' رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے وصال شریف کے بعد مہاجرین خلافت کے بارے میں مشورہ کے لیے انصار کے پاس جمع ہوئے، انصار کہنے لگے کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر ہو اور ایک امیر تمہاری طرف سے سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے جس کی شان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں اس طرح کے تین کلمے نازل فرمائے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

ترجمہ: کہ وہ دو میں سے دوسرا تھا جب دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا تو غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ بڑھایئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خوش دلی کے ساتھ، جس میں تمام مہاجرین وانصار تھے، بیعت کی۔ (کذا فی تاریخ الاسلام الامام الیافعی)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

لو توزن ایمان ابی بکر مع ایمان الثقلین لرجح ایمان ابی بکر

ترجمہ: اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ابو بکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔ (سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے) (بیہقی)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک تمام ازواج مطہرات میں سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) انہوں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون؟ فرمایا اس کا باپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) (بخاری) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں سوائے ابو بکر کے کسی کی کھڑکی باقی نہ رکھو۔ (مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے زمانہ میں ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (مشکوٰۃ) رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: ''وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھ کر صبح کی ہو؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کون ہے جو آج جنازہ کے ساتھ گیا ہو؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور میں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کون ہے؟ جس نے آج مسکین کو کھانا کھلا کر تسکین دی ہو؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور میں نے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ کون آدمی ہے جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور میں نے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کام اسی آدمی میں جمع ہوتے ہیں جو جنت میں جائے گا۔'' (مسلم) (علماء

فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن جبریل امین سے میں نے دریافت کیا کہ کیا میری امت کا قیامت کے روز حساب ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہاں لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے نہیں۔ کیونکہ انہیں کہا جائے گا اے ابوبکر جنت میں چلے جاؤ۔ وہ کہیں گے میں نہیں جاؤں گا جب تک دنیا میں مجھ سے محبت رکھنے والے میرے ساتھ جنت میں نہ جائیں۔ اللہ جل شانہ فرماویں گے اے ابوبکر اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ کیونکہ میں نے اسی دن وعدہ کرلیا تھا جس دن تجھے دنیا میں پیدا کیا اور میں نے جنت کو کہہ دیا تھا جو بھی ابوبکر سے محبت رکھے گا وہ تیرے اندر ضرور داخل ہوگا۔ (حضرات القدس) جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

لما ولد ابوبکر ن اطلع اللّٰہ علی جنت عدن فقال وعزتی وجلالی لا ادخلک الا من احب ھذالمولود.

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے جنت عدن پر تجلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم تجھ میں صرف اسی کو داخل کروں گا جو اس بچے (ابوبکر) کو دوست رکھے گا۔ (حضرات القدس)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد مبارک فرمایا: اعطاک اللّٰہ الرضوان الاکبر ''اے ابوبکر تجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رضوان اکبر عطا فرمایا ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا یتجلی للمومنین عامة ویتجلی لک خاصة ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب مسلمانوں کے لیے عام تجلی فرمائیں گے اور تمہارے لیے خصوصی تجلی فرماویں گے۔'' (حضرات القدس)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

وما لاحد عندنا یدا الا کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدًا یکا فیہ للّٰہ تعالٰی (ترمذی) کسی آدمی کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کی جزا اللہ سبحانہ وتعالٰی ہی دے گا اور فرمایا: **ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر فلو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا** ''مجھے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے جو فائدہ پہنچایا کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا۔ اگر میں خدا تعالٰی کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا'' (ترمذی)

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ آپ کی محبت

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے اخفا کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچی تو سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اول انکار فرمایا مگر سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد الحرام بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع فرمایا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے چچا سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام میں داخل ہوئے، آپ کے تین دن بعد سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔

خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار ومشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ

پڑے۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی باوجود یہ کہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور پر عظمت و شرافت مسلم تھی۔ اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون سے بھر گیا، ناک کان سب لہولہان ہو گئے، پہچانے نہ جاتے تھے، اس دردناک ظالمانہ مار کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ بنوتیم یعنی سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ وہاں سے اٹھا کر لائے کسی کو بھی اس میں تردد نہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ بچ سکیں گے۔ بنوتیم مسجد الحرام میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک آپ رضی اللہ عنہ بالکل بے ہوش رہے باوجود بار بار آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آئی، شام کو بصد مشکل آپ کو ہوش آئی تو سب سے پہلا جملہ جو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلا یہ تھا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا کیا حال ہے'' آپ کے قبیلہ کے لوگ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے انہوں نے اس بات پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کی وجہ سے یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں گذارنے کے بعد بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا ہی خیال ہے۔

لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی، وہ لوگ آپ کی والدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ والدہ محترمہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا کیا حال ہے؟ آپ پر کیسے گذری؟ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال

ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام جمیل (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا کیا حال ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ آپ کی اس بے تابانہ درخواست کو پورا کرنے کے لیے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اور کون ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرے بیٹے کی حالت سن کر بہت رنج ہوا۔ اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں، حضرت ام خیر رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا، وہ ساتھ آگئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کرسکیں، بے تحاشا رونا شروع کیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کردیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو کیے کی سزا دے۔ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو تو ام جمیل رضی اللہ عنہا نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خیریت سنائی اور کہا کہ بالکل صحیح وسالم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زیارت نہ کرلوں۔ آپ کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ آپ کچھ کھا پی لیں لیکن آپ نے قسم کھالی، والدہ انتظار کرنے لگیں کہ لوگوں کی آمدورفت بند ہوجائے مبادا کوئی دیکھ لے اور اذیت نہ پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گذر گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے

حضور حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رونے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ میری والدہ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ان کے لیے ہدایت کی دعا فرماویں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرماویں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے دعا فرمائی، اس کے بعد اسلام کی دعوت دی، وہ اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔ الحمد للہ رب العلمین

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: ''میری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر مہربان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (ترمذی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا تم غار میں میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ (ترمذی) اور فرمایا جس جماعت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں اس کے لیے زیب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی دوسرا امامت کرے۔ (ترمذی)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے کسی معاملہ میں گفتگو کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ پھر آنا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یہ فرمائیے کہ اگر میں آؤں اور

آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کا وصال شریف ہو جائے تو کس کے پاس جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا (بخاری و مسلم) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ارشاد مبارک فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رہنا تم لوگوں کے درمیان کس قدر ہے لہٰذا اقتدا کرنا ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ (ترمذی) آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو معراج شریف ہوئی تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی تو صدیق اور عتیق دونوں القاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے عطا فرمائے۔ نسب مبارک چھٹی پشت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم میں شامل تھے۔ ساری امت میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم صرف آپ پکارے گئے بعد کے خلفائے عظام امیر المومنین کہہ کر پکارے گئے۔ اسلام میں سب سے پہلا خطبہ بیت اللہ شریف میں آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔ اسلام میں سب سے پہلی مسجد آپ نے اپنے مکان کے سامنے بنوائی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کا شرف عظیم حاصل ہوا۔ جب کفار مکہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے قتل کے لیے جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اس محاصرہ سے نکل کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ان کو سفر ہجرت اور اپنی رفاقت کی خوشخبری سنائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے اور اپنی دو اونٹنیاں ایک معتمد رازدار کے سپرد کیں کہ تین روز کے بعد فلاں مقام پر لے آنا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ

پا پیادہ غار ثور کی طرف چلے۔ پیادہ چلنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر غار ثور تک لے گئے۔ یہ کتنا شرف عظیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عطا فرمایا۔

پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو غار کے باہر بٹھا کر خود اندر جا کر غار کو صاف کیا، اپنی چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے غار کے سوراخوں کو بند کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم غار کے اندر تشریف لائے اور اپنے رفیق ومونس کے زانوں پر سر مبارک رکھ کر مشغول استراحت ہو گئے۔ اتفاقاً اسی حالت میں ایک سوراخ سے جو بند ہونے سے رہ گیا تھا، ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا، آپ نے فوراً اس سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اس سانپ نے آپ کے پاؤں پر کاٹا اس کی وجہ سے آپ بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو آ گئے لیکن آپ نے اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ اتفاقاً آنسوؤں کا ایک قطرہ ڈھلک کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے چہرہ انور پر پڑا آپ فوراً بیدار ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بے چین دیکھ کر فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کیا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) سانپ نے کاٹا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس مقام پر لگایا، سانپ کا اثر ختم ہو گیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نوجوان فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تین رات غار میں رہے، صبح منہ اندھیرے غار سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جاتے تھے اور دن بھر کی خبریں رات کو پہنچاتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تینوں

رات غار میں کھانا لاتے رہے۔

کفار مکہ نے اعلان کیا کہ جو کوئی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے لائے اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا، اس انعام کے لالچ میں کئی کفار آپ کی تلاش میں نکلے جنہوں نے کوئی آبادی، ویرانہ، جنگل اور پہاڑ نہ چھوڑا جہاں تلاش نہ کیا ہو حتیٰ کہ ایک گروہ غار ثور پر بھی پہنچ گیا، حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت گھبرائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اگر یہ لوگ ذرا نیچے کی طرف نگاہ کریں تو ہمیں فوراً دیکھ لیں گے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا ''غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' اس تسلی واطمینان سے آپ رضی اللہ عنہ مطمئن ہوئے اور وہ کفار مایوس ہو کر چلے گئے۔

چوتھے روز یہ کارواں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا، اب اس قافلہ میں دو کے بجائے چار حضرات تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے راستہ کی خدمات کے لیے اپنے پیچھے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیا، حضرت عبداللہ بن اریقط آگے آگے راستہ بتاتے جاتے تھے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی حفاظت کی خاطر کبھی آگے اور کبھی پیچھے ہو جاتے تھے۔ اسی اثنا میں سراقہ بن جعشم قریش کا ہرکارہ گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوفزدہ ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سراقہ آ گیا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ''خوف نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے'' سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے، اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے امان طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین سے نجات دے دی اور وہ واپس چلا گیا۔

راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سایہ دار چٹان کے نیچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بٹھایا اور خود کھانے پینے کی چیز کی تلاش میں نکلے، اللہ نے ایک چرواہے کو اس چٹان کی طرف بھیج دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دودھ لیا اور اس میں ٹھنڈا پانی ملا کر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حضور میں پیش کیا اور اصرار کرکر کے پلایا اور فرمایا شرب حتٰی رضیت آپ نے پیا اور میں خوش ہو گیا۔

یہ وہ خصوصیات تھیں جن کے متعلق حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف شب غار کی اپنی خدمت اور (تحفظ ختم نبوت) قتال مرتدین کا کارنامہ مجھے دے دیں اور میری ساری عمر کے تمام اعمال لے لیں تو میں ہی فائدہ میں رہوں گا۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے وصال شریف کی خبر سن کر عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے اور طرح طرح کی بغاوتیں رونما ہوئیں بعض مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے جن میں ایک مسیلمہ کذاب تھا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اخیر وقت میں سر اٹھایا اور ایک خط بھی بھیجا تھا اور انہی مدعیان نبوت میں اسود عنسی بھی تھا اور سجاح نامی ایک عورت بھی تھی۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سب مرتدوں اور نبوت کے مدعیان کا قتال فرما کر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق مَنِ ارْتَدَّ عَنْ دِيْنِهٖ فَاقْتُلُوْهُ جو دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو۔ قیامت تک کے لیے دعویٰ نبوت کرنے والے اور ان کے حواریوں کے لیے طریقہ مقرر فرما دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے دنیا پر تشریف لائیں گے تو حضور علیہ السلام کی شرح متین پر عمل فرماویں گے اور حضور علیہ السلام کا ہی کلمہ پڑھیں گے اور پڑھائیں گے، قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور مرتد واجب قتل ہے۔

آپؓ کے ارشادات مبارکہ

❁ فرمایا کہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر اس کو طلب دنیا کی فرصت نہیں ملتی اور انسانوں سے اس کو وحشت ہوتی ہے۔

❁ فرمایا کہ جب کسی شرابی کو گرفتار کرتا ہوں تو دل میں یہ آرزو ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائیں اور جب کسی چور کو گرفتار کرتا ہوں تو اس وقت بھی یہی آرزو دل میں ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کس قدر شفقت خلق اللہ پر تھی۔

❁ ایک روز ایک پرندے کو درخت پر دیکھا فرمایا اے پرندے تجھے خوشی ہو اللہ کی قسم میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی تیرے مثل ہو جاتا تو جس درخت پر چاہتا ہے بیٹھ جاتا ہے اور جو پھل چاہتا ہے کھالیتا ہے اور تیرے اوپر نہ کوئی حساب ہے نہ عذاب، کاش میں سڑک کے کنارے کا درخت ہوتا اور کسی اونٹ کا میرے اوپر گذر ہوتا اور مجھے اپنے منہ میں رکھ کر چبالیتا پھر میں مینگنی بن کر نکل جاتا، انسان نہ ہوتا۔

فائدہ: یہ تھی خوف خدا کی انتہا۔

❁ ایک مرتبہ ایک شکار آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا جب کوئی شکار مارا جاتا ہے یا کوئی درخت کاٹا جاتا ہے تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح ضائع کردی۔

❁ بسا اوقات اونٹ پر سوار ہوتے اور مہار گر جاتی تو اونٹ کو بٹھلا کر نیچے اترتے اور مہار کو خود اٹھاتے لوگ کہتے کہ حضرت آپ نے ہمیں حکم کیوں نہ فرمایا ہم اٹھا دیتے تو فرماتے کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ کسی انسان سے کچھ سوال نہ کروں۔

❁ حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو فرمایا اے لوگو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف ایسی کرو جس کا وہ سزاوار ہے۔ امید

اور خوف دونوں کو ملحوظ رکھو اور دعا مانگنے کے الحاف بھی اختیار کرو (الحاف چمٹنے کو کہتے ہیں بعض اوقات دیکھا ہوگا کہ فقیر چمٹ جاتے ہیں لیے بغیر جان نہیں چھوڑتے، اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے چمٹ جانا) دیکھو خدا تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی تعریف میں فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ○

ترجمہ: وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید وخوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔ اے اللہ کے بندو خوب سمجھ لو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حق میں تمہاری جانوں کو گروی کر دیا ہے اور اس پر تم سے عہد لے لیے ہیں اور تم سے قلیل فانی (یعنی دنیا) کو بعوض کثیر باقی (یعنی جنت نعیم آخرت) کے مول لے لیا ہے۔ یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے جس کی روشنی کبھی گل نہ ہوگی لہٰذا تم کلام الٰہی کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرتے رہو اور تاریکی والے دن کے لیے اس سے بینائی حاصل کرو تم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کِرَامًا كَاتِبِيْنَ (یعنی اعمال کے لکھنے والے فرشتوں) کو مسلط کیا ہے جو کچھ تم کرتے ہو وہ فرشتے جانتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو تم ہر صبح اور ہر شام (یعنی ہر لحظہ) اس میعاد سے قریب ہوتے جاتے ہو جس کا علم تم سے غائب ہے پس اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری عمریں اس حال میں ختم ہوں کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو تو ایسا ہی کرو مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد مانگو اے لوگو اپنی عمر کی مہلتوں میں نیکیوں کی طرف سبقت کرو، قبل اس کے کہ تمہاری عمریں ختم ہو جائیں اور تم کو اپنی بداعمالیوں سے سابقہ پڑے، کچھ لوگوں نے اپنی زندگیاں غیروں کے لیے صرف کر دیں اور اپنی جانوں کو فراموش کر دیا میں تم کو منع کرتا ہوں کہ تم ایسے نہ بنو۔

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کبھی خطبے

میں انسان کی پیدائش کا حال بیان فرماتے تو کہتے کہ انسان دو مرتبہ مقام نجاست سے نکلا ہے (یعنی ایک مرتبہ صلب پدر سے اور ایک مرتبہ شکم مادر سے) اس وقت یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ہر شخص اپنے آپ کو نجس سمجھنے لگتا تھا۔ فرماتے تھے کہ اے لوگو خدا کے خوف سے روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔ ایک روز اپنے خطبے میں فرمایا کہ وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے خوبصورت تھے جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے شہر آباد کیے تھے وہ بہادر کہاں گئے جو میدان جنگ میں ہمیشہ غالب رہتے تھے زمانے نے ان کو ہلاک کردیا اور وہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا کرتے خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے۔ فرمایا کرتے کہ ہم نے بزرگی کو تقویٰ میں پایا اور تونگری کو یقین میں اور عزت کو تواضع میں۔ ایک روز خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ پچھلے سال گرمیوں میں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، یہ کہہ کر رونے لگے (بصد مشکل اپنے پر قابو پایا) پھر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش اور دنیا وآخرت کی عافیت طلب کیا کرو اور فرمایا کرتے سچ بولنا اور نیکی کرنا جنت میں ہے، جھوٹ بولنا اور بدکاری کرنا دوزخ میں ہے۔ فرمایا کرتے اے اللہ کے بندو آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ اپنی لونڈی غلاموں کو اولاد کی طرح رکھو ان کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے حق دکھا اور حق کی پیروی کی توفیق دے اور مجھے باطل کی پہچان دے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما اور حق و باطل کو میرے اوپر مشتبہ نہ کرنا ورنہ میں ہوائے نفسانی کے تابع ہو جاؤں گا۔ آخری وقت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک درد انگیز حسرت آمیز

شعر پڑھا تو فرمایا یہ نہ کہو بلکہ یہ آیت پڑھو وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ آ گئی غفلت موت کی۔ ساتھ حق کے۔ یہی وہ چیز ہے اے انسان جس سے تو بھاگتا تھا۔

خشیت الٰہی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنت میں داخل ہوں گے۔ اس خوشخبری کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے کبھی فرماتے کہ کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک جانور کو بیٹھا دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بھی تجھ جیسا ہوتا۔ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کچھ بات بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گذرا (لیکن میں خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا) فوراً ان کو خیال ہوا مجھ سے فرمانے لگے کہ تو بھی مجھے کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے میں نے کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا تم کہہ لو ورنہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے جا کر عرض کروں گا میں نے اس پر بھی کوئی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے، قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگ پاس تھے وہ کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو بات کہی اور خود ہی الٹی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے شکایت کریں۔ میں نے کہا تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم مجھ سے خفا ہو جائے گا اور ان کی خفگی سے اللہ جل شانہ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے، اس کے بعد میں خود رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تجھے جواب میں اور بدلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ البتہ اس کے بدلہ میں یوں کہہ کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تمہیں معاف فرماویں۔ یہ تھا ان کے دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف ایک معمولی سا کلمہ کہنے پر اس قدر فکر ہوا کہ اول خود حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو بدلہ لینے کی درخواست کی اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ذریعہ سے اس کا ارادہ فرمایا کہ کسی طرح ربیعہ رضی اللہ عنہ بدلہ لے لیں۔ آج ہماری یہ حالت ہے کہ بلا سوچے سمجھے سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں لیکن کبھی دل میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ کل قیامت کے دن اس کا بدلہ دینا ہوگا اور حساب کتاب ہوگا۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡھَا)

آپ رضی اللہ عنہ کے لیے بیت المال سے وظیفہ

آپ (رضی اللہ عنہ) کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنائے گئے تو حسب معمول چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کے لیے گئے، راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا بازار جا رہا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کاروبار کریں گے تو خلافت کے کام کا کیا ہوگا؟ تو فرمایا کہ اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) جن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے امین ہونے کا خطاب دیا ہے، ان کے پاس چلیں، وہ آپ کے لیے بیت المال سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں تاکہ آپ سکون کے ساتھ خلافت کے کام انجام دے سکیں دونوں حضرات (رضی اللہ عنہما) ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں

نے ایک مہاجری کو جو اوسطاً ملتا تھا، اس سے نہ کم نہ زیادہ مقرر فرما دیا (اللہ اکبر یہ تھی خلیفہ کی تنخواہ) ایک مرتبہ زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تو دام نہیں کہ میں خرید سکوں۔ اہلیہ نے عرض کیا کہ ہم روز کے کھانے سے کچھ تھوڑا تھوڑا بچا لیا کریں۔ کچھ دنوں میں اتنی مقدار ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اہلیہ نے کئی روز میں کچھ تھوڑے سے پیسے جمع کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اتنی مقدار ہمیں بیت المال سے زیادہ ملتی ہے۔ اہلیہ نے جو جمع کیا تھا وہ بیت المال میں جمع کروایا اور آئندہ کے لیے اتنی مقدار کی جتنی جمع کی گئی تھی، اپنی تنخواہ میں کمی کرا دی (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم)

وصال شریف کے وقت وصیت

جب آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ میری ضرورتوں میں سے جو چیزیں بیت المال کی ہیں وہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کے حوالے کر دی جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دینار یا درہم نہیں تھا۔ ایک اونٹنی دودھ کی، ایک پیالہ، ایک خادم تھا۔ بعض روایات میں ایک اوڑھنا اور ایک بچھونا بھی آیا ہے۔ یہ اشیاء جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائیں کہ اپنے سے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔ (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہ)

دنیا سے بے رغبتی

امام زہری روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر لی تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیا، خطبہ کے درمیان میں فرمایا واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما

ولیلۃ قط ولا کنت فیھا راغبا ولا سئلتھا اللّٰہ تعالٰی سرا وعلانیۃ ومالی فی الامارۃ من راحۃ ''اللہ کی قسم میں امارت پر حریص نہیں تھا، ہرگز دن اور رات میں کبھی میرے دل میں اس کا خیال نہیں گذرا اور نہ کبھی ظاہر اور پوشیدہ اللہ سے اس کی درخواست کی اور مجھے اس میں کوئی خوشی بھی نہیں ہے۔ (کشف المحجوب)
اور آپ نے ایک مرتبہ فرمایا **دارنا فانیہ واحوالنا عاریۃ وانفاسنا معدودۃ وکسلنا موجود** ''ہمارا گھر فانی ہے ہمارے حالات عارضی ہیں اور ہمارے سانس گنتی کے ہیں اور ہم غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دو سال چار ماہ تھا بعض روایات میں تین ماہ سات روز اور بعض میں اڑھائی سال مذکور ہے، آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہوئی، تاریخ وصال میں اختلاف ہے۔ تیئس جمادی الاول یا اٹھائیس جمادی الاول بعض کے نزدیک تیئس جمادی الآخر منگل کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان ۱۳ ہجری کو آپ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی بیوی اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا اور پرانے دو کپڑوں میں کفنایا گیا۔ امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی اور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے قدم مبارک کے قریب روضہ مطہرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے حجرہ مبارک (روضہ مطہرہ) پر لے جانا اور عرض کرنا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ ابوبکر حاضر ہے اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ بقیع میں لے جانا، راوی کہتے ہیں کہ جب ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا تو ابھی یہ کلمات پورے نہ کہہ پائے تھے کہ دروازہ کھل گیا اور ہمارے کانوں نے ایک آواز سنی اُدْخُلُو الْحَبِیْبَ

اِلَـی الْـحَبِیْـبِ ''حبیب کو اپنے حبیب کے پاس لے آؤ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضوا عنہ آپ کی تاریخ وصال کلمہ احد ۱۲ ہجری سے نکلتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ کو انتساب علم باطن میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ جوانی کے دور سے ہی دین حق کی تلاش میں یہود ونصاریٰ اور دوسرے مذاہب کے علماء کے پاس آتے جاتے تھے۔ اس طلب میں جو مصائب اور سختیاں آپ کو پہنچیں، آپ نے ان پر صبر کیا یہاں تک کہ اس راستہ کے حاصل کرنے میں دس شخصوں کے پاس یکے بعد دیگرے آپ فروخت ہوئے۔ آخرکار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے آپ کو یہود سے سونا دے کر خرید فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں عنایت فرما دیجئے آپ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ جانے کا اختیار دے دیا لیکن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو اختیار کیا اور اپنی قوم میں نہ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا سلمان منا اھل البیت سلمان میرے اہل بیت سے ہے۔

وشھد اللّٰہ لھم بالتطھیر وذھاب الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو پاک کرنے اور ان سے برائیوں کو دور کرنے کی گواہی دی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے معصیت کو دور رکھے اور تمہیں بالکل پاک وصاف اور مطہر کر دے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سلمان منا اهل البيت کا راز یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا مولی القوم منهم قوم کا غلام بھی قوم میں داخل ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا یہ فرمان حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طہارت اور گناہوں سے حفاظت کی شہادت ہے کیونکہ گناہوں سے پاک شخص ہی اہل بیت میں شامل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے جب یہ شان اہل بیت سے نسبت قائم ہونے سے حاصل ہو جاتی ہے تو اہل بیت کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہوگا جو کہ جنت میں ہی ظاہر ہوگا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جنگ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں اور ان اصحاب میں سے ہیں جن کے لیے جنت مشتاق ہے۔

امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو مدائن کا حاکم بنایا۔ پانچ ہزار درہم سالانہ آپ کے لیے وظیفہ مقرر فرمایا۔ آپ یہ رقم غربا ومساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے اور خود زنبیل بنا کر اپنا خرچ چلاتے۔ آپ کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل تھا۔ آپ دن بھر اسے استعمال فرماتے اور رات کو اسے اوڑھ لیتے، آپ سارا سال جہاد کرتے اور بکریوں کے بالوں کو صاف کر کے اس کی رسیاں بناتے اور ان کی کھالوں کے تھیلے بناتے۔ اگر جنگ میں کسی کو رسی یا تھیلے کی ضرورت ہوتی تو اسے دے دیتے۔ ایک دن آپ بازار جا رہے تھے۔ ایک شخص بہت سے سیب خرید کر مزدور کو تلاش کر رہا تھا کہ اس سے اٹھوا کر اپنے گھر لے

جائے۔ اسی اثنا میں اس نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو کمبل اوڑھے ہوئے گذرتے دیکھا وہ سمجھا کہ یہ مزدور ہے۔ آپ کو آواز دی کہ یہ سیب اٹھا کر ہمارے گھر پہنچا دو۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سیب اٹھا لیے اور یہ نہ بتایا کہ مدائن کا امیر ہوں۔ تھوڑی دور چلنے پائے تھے کہ کوئی آدمی راستہ میں مل گیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو اچھا رکھے۔ کیا وجہ ہے آپ نے سیب کی گٹھڑی اپنی پشت پر اٹھا رکھی ہے۔ اس وقت وہ شخص سمجھا کہ آپ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فوراً آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی چاہی آپ نے فرمایا تو نے مجھے گھر تک لے جانے کے لیے ارادہ کیا تھا میں اب یہ سیب تیرے گھر پہنچاؤں گا اور تسلی دی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے، ان سے آپ کی بہت نسل چلی۔ اب تک آپ کی اولاد سے کچھ لوگ وہاں موجود ہیں جو کہ سب اہل علم ہیں اور صاحب کمال ہیں۔

آپ کے وصال کے وقت بہت سے لوگ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زار و زار رو رہے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میرا رونا موت کے خوف سے نہیں اور نہ ہی دنیا کی آرزو ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ اگر تو قیامت کے دن مجھے دیکھنا اور مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے تو دنیا سے دور رہنا اور اس طرح دنیا سے جانا جس طرح میں جا رہا ہوں فرمایا کہ میں اب دنیا سے جا رہا ہوں اور میرے پاس دنیا کا بہت سا مال اور اسباب موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی معیت سے محروم رہوں اور اس وقت آپ کے گھر میں ایک نقارہ، ایک لوٹا، ایک پلان، ایک پوستین ایک کمبل کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

آپ نے ۳۶ ہجری میں مدائن میں وصال فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ایک رات میں مدینہ منورہ سے مدائن تشریف لے گئے اور آپ کو غسل دیکر مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم

علم باطن میں آپ کی نسبت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ نے اپنے جد بزرگوار کی نعمت بصورت مریدی اور ہدایت آپ ہی سے حاصل فرمائی۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کو صحبت رہی ہے۔ اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی آپ نے حاصل فرمائی۔ آپ کبار تابعین میں سے تھے اور مکہ کے مشہور فقہا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ امام زمانہ اور یکتائے عصر تھے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے اور ان سے روایات کی ہیں اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایات کی ہیں۔ یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قاسم اس امت کے سات فقہا میں سے تھے۔ محمد بن ...... رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کسی شخص نے قاسم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ زیادہ عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما آپ نے فرمایا سالم مبارک مرد ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ سالم کو سب سے بڑا عالم کہیں مگر یہ اس لیے نہ فرمایا کہ جھوٹ نہ ہو جائے اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں زیادہ عالم ہوں تاکہ نفس میں خودی نہ پیدا ہو۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ امام موصوف کی والدہ یزدجرد شہریار کی لڑکی تھیں جو ایران کا آخری بادشاہ تھا۔ آپ کے سن وصال میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک معتبر روایت یہ ہے کہ ۱۰۱ہجری میں آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کی عمر ستر یا اسی سال کی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ

علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ نیز دوسری نسبت اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور ان کا انتساب اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کی نسبت اپنے والد ماجد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ولدنی ابو بکرٍ مرتین

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے میں دو بار پیدا ہوا۔ پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہم ہیں۔ دوسری ولادت معنوی کہ علم باطن بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔ آپ کی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب صادق تھا۔ جس طرح کہ آپ کے جد مادری کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ تھا اور یہ لقب ان کو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے عطا فرمایا تھا جو جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس رب جلیل سے لائے تھے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سادات اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے نانا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما نافع رحمۃ اللہ علیہ عطا رحمۃ اللہ علیہ محمد بن مکندر رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث نقل کی ہیں اور ائمہ اسلام نے جیسے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہما، ابن جریج اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہما اور آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہما اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما اور ان کے علاوہ اوروں نے بھی آپ سے روایات کی ہیں۔

آپ کی امامت بزرگی اور سیادت پر جمہور کا اتفاق ہے۔ عمر بن المقدام

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کے اخلاق حسنہ' اور ہمت ظاہری' اور اشارات لسانی' اور اسرار جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں اور کلام کی باریکی اور معانی کی بلندی میں مشائخ عظام میں آپ کی بڑی شہرت ہے طریقہ صوفیہ میں آپ کی کئی کتابیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ طبقہ مشائخ صوفیہ کا علم جو قرن اول، دوئم اور سوئم سے مختص ہے۔ وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آپ کے بعد اس کو حاصل ہوا جس نے فقرا کی صحبت اختیار کی آپ اپنے تمام اہل بیت ہم عصروں میں سب سے زیادہ عالم وفائق تھے اور حضرت امام صاحب زہد کامل اور بڑے متقی تھے۔ شہوت اور لذت سے پوری طرح بچنے والے تھے اور نہایت ہی باادب تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک مدت تک اقامت گزیں رہے اور اپنے علوم ظاہری اور باطنی کا فیض اہل ارادت کو پہنچاتے رہے۔ پھر آپ عراق تشریف لائے اور ایک مدت تک مقیم رہے۔ آپ نے کبھی امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ ہی کسی سے امر خلافت میں نزاع کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے اس کو ایک جو برابر طمع نہیں ہوتی اور جو شخص حقیقت کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ مجاز کے گڑھوں کی کبھی بھی خواہش نہیں کرتا۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

من عرف الله اعرض عن ما سواه

عارف اللہ تعالیٰ کے بغیر ہر شے سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

لا تصح العبادة الا بالتوبة فقدم التوبة على العبادة.

عبادت بغیر توبہ کے درست نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ

توبہ مقامات کی ابتداء ہے اور عبودیت درجات کی انتہا ہے۔ ایک بار آپ اپنے غلاموں کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ان کو کہہ رہے تھے کہ آؤ ہم سب آپس میں اس بات کا معاہدہ کریں کہ جو شخص ہم میں سے روز محشر نجات پا جائے وہ سب کی شفاعت کرے۔ انہوں نے کہا اے ابن رسول اللہ آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت آپ کے جد امجد تمام مخلوقات کی شفاعت کرنے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے اعمال و حالات کی وجہ سے شرم کرتا ہوں کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے سامنے کیسے حاضر ہوں ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرماویں۔ فرمایا اے سفیان دروغ گو آدمی میں مروت نہیں ہوتی اور حاسد کو راحت نصیب نہیں ہوتی اور بد خلق انسان کبھی بھی بزرگ نہیں ہوسکتا، اور بادشاہوں میں اخوت نہیں ہوتی۔ حضرت سفیان نے عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا اے سفیان خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچو کہ عابد بن سکو، اور خدا تعالیٰ نے جو قسمت میں رکھا ہے اس پر راضی رہو تا کہ مسلمان بن سکو۔ بدکار آدمی کی صحبت سے بچو ورنہ بدکاری تم پر غالب آجائے گی اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح فرمانبرداری کرتے ہیں۔ حضرت سفیان نے عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمایئے فرمایا اے سفیان جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عزت بلا ذات وقبیلہ کے ہو اور ہیبت بلا حکومت ہو اس کو چاہیے کہ گناہ چھوڑ دے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے احکام کی پابندی کرے۔ فرمایا کہ جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا اور جو شخص برے راستہ پر چلتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا وہ پشیمانی اٹھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچے اور اس کو غمگین کردے تو پانچ بار ربنا ربنا ربنا ربنا ربنا کہنا چاہیے حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو اس غم سے نجات عطا فرمائے گا اور جو کچھ وہ مانگے اس کو ملے گا پھر آپ نے

ان آیات مبارکہ کو پڑھا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ سے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ فرمایا یہ لوگ ہمیشہ رَبَّنَا رَبَّنَا کہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی دعا قبول ہو گئی۔

عقلمند

نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام رضی اللہ عنہ نے امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ عقلمند کس کو کہتے ہیں؟ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جو خیر و شر میں تمیز کرے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمیز تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ تو پھر آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے؟ فرمایا عقلمند وہ ہے جو دو خیر اور دو شر میں امتیاز کرے۔ خیر میں اعلیٰ خیر کو اور شر میں کم شر کو اختیار کرے۔

دیدار الٰہی

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار کرا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تو نے نہیں سنا کہ موسیٰ علیہ السلام کو لن ترانی (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) کہا گیا تھا۔ اس نے کہا یہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے ایک کہتا ہے۔

رای قلبی ربی (میرے دل نے خدا کو دیکھا ہے) اور دوسرا شخص نعرہ لگاتا ہے کہ لم اعبد ربا لم ارہ (میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں نے دیکھا نہیں) حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دریائے دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پانی اس کو نیچے لے گیا اور پھر اوپر لے آیا اس نے فریاد کی کہ یا ابن رسول اللہ الغیاث الغیاث.

اے فرزند رسول خدا فریاد ہے، فریاد ہے، آپ نے فرمایا اے پانی اسے پھر نیچے لے جا۔ پانی اس کو نیچے لے گیا اور دوبارہ پھر اوپر لے آیا اس نے پھر اسی طرح مدد مانگی۔ آپ نے پانی کو فرمایا کہ اسے بار بار نیچے اوپر کر۔ پانی اسے نیچے لے جاتا جب اوپر آتا وہ اسی طرح آپ سے مدد طلب کرتا جب اس کی امید مخلوق ختم ہو گئی تو پھر اس نے کہا (الٰہی الغیاث الغیاث) اے میرے اللہ میری مدد کر، میری مدد کر، حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس کو نکال لو۔ چنانچہ اس کو نکالا گیا کچھ دیر اس کو اسی طرح رہنے دیا تا کہ اسے سکون واطمینان آ جائے۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے عرض کیا کہ جب تک میں غیر کی طرف متوجہ رہا اس وقت تک مجھ میں اور خدا تعالیٰ کی ذات اقدس کے درمیان پردہ تھا مگر جب مخلوق سے بالکل مایوس ہو کر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے مدد مانگی تو اسی وقت میرے دل میں ایک روشنی پیدا ہوئی جس سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے مجھ پر اپنا خاص کرم فرمایا اور مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اضطرار نہ ہو یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ○

اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا (فریاد) قبول فرماتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے۔ جب تک تو صادق کو پکارتا رہا کاذب تھا اب ہر لحہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہ۔

کرامت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف گیا راستے میں ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس سے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ عورت نے کہا کہ میں اور میرے بچے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے اب اس گائے

کے مرجانے کے غم کی وجہ سے ہم بہت پریشان ہیں۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو کیا چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گائے کو زندہ کردے۔ اس نے کہا آپ میری اس مصیبت کے وقت مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مذاق نہیں۔ پھر آپ نے دعا فرمائی اور اپنے پاؤں سے اس مردہ گائے پر ٹھوکر ماری۔ اللہ تعالیٰ نے اس گائے کو دوبارہ زندہ کردیا۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ فوراً عام لوگوں میں چلنے لگے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ ہی میں اڑسٹھ سال کی عمر میں شوال المکرّم ۱۴۸ھ میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

علم باطن میں آپ کا انتساب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان ہے۔ آپ کے دادا پہلے آتش پرست تھے بعد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام کی نعمت نصیب فرمائی۔ آپ حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابی حفص رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہما کے ہمعصروں میں ہیں اور حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی ہے۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے شیخ، سب ولیوں کے سردار اور سلطان العارفین تھے۔ آپ کی ریاضتیں، مجاہدے، مقامات وکرامات بیشمار ہیں۔ روایات اور حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے فرشتوں میں جبریل علیہ السلام اور فرمایا کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا اس خراسانی (حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ) کی ابتداء ہے۔

تلاش حق

بچپن میں ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنی تلاش آپ کے دل میں

ڈال دی تھی آپ استاد کے پاس قرآن شریف پڑھ رہے تھے جب سورۃ لقمان کی اس آیت پر پہنچے اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ آپ کے دل پر اس آیت کا بہت اثر ہوا۔ استاد سے اجازت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ سے کہا کہ میں اس آیت تک پہنچا ہوں جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ فرمایا کہ میں دو گھروں کا حق خدمت ادا نہیں کرسکتا۔ اس فرمان الٰہی کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں یا تو آپ مجھے خدا تعالیٰ سے مانگ لیجئے کہ بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا خدا تعالیٰ ہی کو بخش دیجئے کہ اسی کا ہو جاؤں آپ کی والدہ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے راہ خدا کے لئے چھوڑ دیا اور اپنا حق معاف کیا۔ آپ اس اجازت سے بسطام سے باہر نکلے تیس سال تک شام کے جنگلوں میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے ریاضت اور مجاہدے کرتے رہے۔ اکثر بھوکے رہتے جب آپ نماز پڑھتے تو خوف خدا اور تعظیم شریعت کے سبب سے آپ کے سینہ کی ہڈیوں سے چرچراہٹ کی آواز معلوم ہوتی تھی۔

شریعت اور طریقت

فرمایا کہ ایک مرتبہ لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں مقام پر ایک کامل درویش ہیں ان کو دیکھنے کے لئے گیا جب ان کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا میں اسی وقت واپس آ گیا اور میں نے دل میں کہا کہ اگر اس درویش کا طریقت میں کچھ بھی مرتبہ ہوتا تو یہ خلاف شریعت نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر سے مسجد چالیس قدم کے فاصلہ پر ہے مسجد کی تعظیم کی وجہ سے میں نے کبھی راستہ میں نہیں تھوکا۔

سفر حج وزیارت مدینہ منورہ

آپ نے ارادہ حج سے مکہ مکرمہ کا سفر فرمایا چند قدم چلتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے اس طرح بارہ برس میں مکہ مکرمہ پہنچے آپ نے فرمایا کہ خدا کا گھر دنیا کے

بادشاہوں کا دربار نہیں ہے کہ ایک دفعہ میں وہاں حاضر ہو جائیں آپ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ نہ گئے بلکہ واپس گھر تشریف لے آئے اور دوسرے سال زیارت روضہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے لیے تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ سفر مدینہ منورہ کو سفر مکہ مکرمہ کے تابع بنانا خلاف ادب ہے۔

مخلوق خدا پر شفقت

آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت کا دن آئے اور میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگاؤں تاکہ مجھے دیکھ کر آگ دوزخ ٹھنڈی ہو جائے اور میں مخلوق خدا کے لیے راحت کا سبب بنوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ملنے کا آسان راستہ

فرمایا کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کریم تیری طرف آنے کا کیا راستہ ہے ارشاد ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور آجا۔

کرامت

ایک خلوت میں آپ کی زبان سے نکلا **سبحانی ما اعظم شانی** میں پاک ہوں اور میری شان بڑی بلند ہے جب آپ سے یہ حالت ختم ہوئی تو مریدوں نے یہ واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا بھی تمہارا دشمن ہے اور بایزید بھی تمہارا مخالف ہے اگر کبھی تم ایسی بات میری زبان سے سنو تو میرے ٹکڑے کر دو یہ کہہ کر سب کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دے دی۔ اتفاقاً آپ پر پھر وہی حالت طاری ہوگئی۔ آپ کے مریدوں نے بمطابق آپ کے حکم آپ کو مارنے کا ارادہ کیا تو تمام گھر آپ کی شکل سے بھر گیا۔ آپ کے احباب چھریاں چلا رہے تھے مگر وہ ایسے کہ جیسے پانی میں چھریاں چل رہی ہوں جب وہ تھک کر بیٹھ گئے تو وہ شکل مبارک آہستہ آہستہ اپنی اصل شکل میں محراب میں بیٹھی ہوئی نظر آئی تمام مرید آپ کے پاس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بایزید یہ ہے کہ جسے تم اب دیکھ رہے ہو اس وقت بایزید نہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ

ایسے ہیں جن کے لیے ہماری ملاقات کا پھل لعنت ہے اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے لیے رحمت۔ لوگوں نے پوچھا کیسے آپ نے فرمایا کہ ایک شخص آتا ہے اور اس وقت ہم پر ایک حالت ہوتی ہے کہ اس حالت میں ہم اپنے حواس میں نہیں ہوتے دیکھنے والا ہماری غیبت کرتا ہے اور لعنت میں پھنستا ہے دوسرا شخص آتا ہے حق کو ہم پر غالب پاتا ہے اور ہمیں معذور خیال کرتا ہے اس کے نیک گمان کا پھل اس کے لیے رحمت ہے۔

عاجزی

ایک مرتبہ آپ راستہ میں چل رہے تھے ایک کتا آپ کے ساتھ چلنے لگا آپ نے اپنا دامن اس سے بچایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کتے کو بولنے کی قدرت عطا فرمائی اور اس نے کہا اے شیخ اگر میں خشک ہوں تو مجھ میں کوئی برائی نہیں اور اگر میں بھیگا ہوا ہوں تو مجھ اور اور آپ میں تین پانیوں میں صلح یعنی تین بار دھونے سے آپ کا دامن پاک ہو جائے گا لیکن اگر آپ کا دامن خود بینی سے ملوث ہو گیا تو پھر اگر آپ سات دریاؤں سے بھی غسل کریں تب بھی پاک نہیں ہو سکتے۔ شیخ نے فرمایا کہ تو نجاست ظاہری رکھتا ہے اور میں نجاست باطنی رکھتا ہوں آ۔ تو اور۔ میں۔ مل کر رہیں گے کتے نے جواب دیا کہ آپ کی اور میری ہمراہی نہیں ہو سکتی کیونکہ میں مردود خلائق ہوں اور آپ مقبول عالم ہیں جو کوئی میرے پاس سے گزرتا ہے وہ اینٹ پتھر میرے پہلو پر مارتا ہے اور جو شخص آپ کے پاس سے گزرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سُلْطَانُ الْعَارِفِيْنَ کہتا ہے حالانکہ میں کبھی بھی ایک ہڈی یا ایک ٹکڑا روٹی کل کے لیے نہیں رکھتا اور آپ کے گھر گیہوں کا مٹکا بھرا ہوا ہے شیخ نے کہا سبحان اللہ جب میں کتے کے ہمراہی کے لائق نہیں ہوں تو خدا تعالیٰ کی ہمراہی سے کیا نسبت۔ آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں آواز دی گئی کہ اے بایزید اگر تو ہمیں چاہتا ہے تو اطاعت مقبولہ اور خدمت پسندیدہ جو تو ہماری بارگاہ میں لایا ہے اس کے علاوہ وہ چیز لا جو ہمارے پاس نہیں ہے میں نے عرض کیا خداوندا وہ کیا چیز ہے جو

تیرے پاس نہ ہو ارشاد ہوا کہ وہ بیچارگی، عجز و نیاز اور شکستگی ہے۔

ولی بڑھیا کا سبق

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کا پیر کون ہے فرمایا کہ ایک بڑھیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی ایک بال برابر بھی گنجائش نہ تھی اور میں بے خود ہو کر جنگل میں چلا گیا ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پر بوجھ لیے ہوئے آ رہی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میرے وزن کو اٹھاؤ میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں اور میری حالت یہ تھی کہ میں خود کو نہیں اٹھا سکتا تھا پھر اس کا بوجھ اٹھانے کی کہاں سکت تھی میں نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا وہ آیا میں نے بڑھیا کا وہ بوجھ شیر کی پشت پر رکھ دیا اور اس بڑھیا سے کہا کہ تو شہر میں جائے تو اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے لیکن بڑھیا نے کہا میں نے ایک ظالم اور رعنا کو دیکھا میں نے کہا وہ کس طرح وہ کہنے لگی اے بایزید یہ شیر مکلّف ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ جس کو خدا تعالیٰ نے تکلیف نہیں دی تو اس کو تکلیف دے رہا ہے کیا یہ ظلم نہیں۔ میں نے کہا بے شک ظلم ہے پھر اس نے کہا کہ تو باوجود اس ظلم کے چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جانیں کہ شیر بھی تیرے مطیع ہیں اور تو صاحب کرامت ہے کیا یہ رعنائی نہیں میں نے کہا میں توبہ کرتا ہوں اس فعل سے۔ اس عارفہ بڑھیا کے ان فرمانوں کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا۔

انکساری

آخری وقت میں آپ نے فرمایا الٰھی ما ذکر تک الا عن غفلة وما خدمتک الا عن فقرة اے اللہ کریم میں نے جو کچھ تیری یاد کی غفلت سے کی اور جو کچھ تیری عبادت کی قصور اور فتور سے خالی نہ تھی۔

وصال شریف

پندرہ شعبان ۲۶۱ھ بعمر تہتر (۷۳) سال آپ نے وصال فرمایا بسطام میں

مدفون ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o بعد وصال کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پوچھا کہ اے بوڑھے تو میرے لیے کیا لایا میں نے کہا خداوندا جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ تو کیا لایا ہے بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

نسبت باطنی آپ کی حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے سلوک میں آپ کی تربیت سلطان العارفین کی روحانیت سے ہوئی کیونکہ حضرت خواجہ ابوالحسنؒ کی ولادت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہوئی۔ سلطان العارفین حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ایک بار دہستان قبور شہدا کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے راستہ میں جب خرقان سے گزرتے تو وہاں ٹھہر جاتے اور اس طریقہ سے سانس لیتے جیسے کوئی خوشبو سونگھ رہے ہوں۔ مریدوں نے عرض کیا کہ آپ کیا سونگھتے ہیں ہم کو یہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی آپ نے فرمایا کہ چوروں کے اس گاؤں میں ایک مرد خدا کی خوشبو پاتا ہوں جس کا نام علی ہے اور کنیت ابوالحسن ہے اس کے تین مرتبے مجھ سے زیادہ ہوں گے وہ اہل وعیال کا بار اٹھائے گا۔ کھیتی باڑی کرے گا۔ درخت لگائے گا اور وہ مجھ سے سو برس کے بعد پیدا ہوگا۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں بارہ سال تک روزانہ خرقان میں نماز عشاء باجماعت پڑھ کر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوتے اور وہاں متوجہ روح پرفتوح ہوکر منتظر برکات و فیوضات مراقبہ فرماتے اور بارگاہ خداوندی میں التجا کرتے کہ الٰہی جو مہربانی آپ نے حضرت سلطان العارفین پر فرمائی ہے ان مہربانیوں اور فیوضات و برکات میں سے

مجھے بھی نصیب فرما۔ پھر واپس تشریف لاتے اور عشاء ہی کے وضو سے فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے۔ خواجہ مولانا بن روز بہاں اصفحانی رحمۃ اللہ علیہ شرح وصایا ئے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے پیر چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان واسطوں کو اس طرح بیان کیا ہے کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کی نسبت باطنی ابوالمظفر، مولانا ترک طوسی سے اور ان کی نسبت خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور ان کی نسبت خواجہ محمد مغربی سے اور ان کی نسبت سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ اسرار ہم سے آپ کا اصل نام علی بن جعفر ہے آپ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ اور غوث روزگار اور قبلہ عصر تھے آپ کے زمانہ میں طالبان طریقت کا سفر آپ کے پاس ہوتا تھا۔ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی کے سپرد ہوگا اور وہی اس کے اہل ہیں چنانچہ شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک زمانہ آپ کی طرف رجوع ہوا جیسا کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کا کشف پورا فرمایا شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن اپنے زمانہ کے بادشاہ اور قطب اوتاد ابدال عالم اور اہل نظر۔ طریقت کے سلطان او رکوہ تمکین تھے علم معرفت میں ایک مسلم شخص تھے۔ جو کہ ہر دم دل سے باحضور او رمشاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ میں مشغول اور بدن سے ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف صاحب اسرار و حقائق۔ عالی ہمت اور بزرگ مرتبت شیخ تھے۔ بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب عظیم رکھتے تھے کہ اس کی صفت کچھ بیان نہیں ہوسکتی۔

بہتر چیز

ایک روز آپ نے مریدوں سے دریافت فرمایا کہ کون سی چیز بہتر ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ ہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو۔ آپ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص گودڑی اور سجادہ

کی وجہ سے صوفی نہیں ہوسکتا اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے۔ صوفی وہ ہے جو نہ ہو اور فنا فی اللہ ہو۔ فرمایا صوفی کو دن کے وقت آفتاب کی حاجت نہ ہو اور رات کے وقت چاند ستاروں کی ضرورت نہ ہو وہ صوفی ہے ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ میں چالیس درویشوں کے ساتھ بیٹھے تھے سات روز متواتر گزر گئے تھے کہ کھانے کی ہوا بھی آپ کے پاس نہ آئی تھی کہ ایک شخص آیا جس کے پاس آٹے کا تھیلا اور ایک بکرا تھا اس نے خانقاہ کے دروازہ پر آ کر کہا صوفیوں کے لیے کچھ لے کر آیا ہوں شیخ نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے صوفی کہے جانے کے لائق ہو وہ اس کو لے لے میں یہ ہمت نہیں رکھتا کہ صوفیت کا دعویٰ کروں۔ حاضرین سب خاموش رہے۔ آپ نے آٹا اور بکرا واپس فرما دیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ انسان اپنے آپ کو یہ کس طرح معلوم کرے کہ وہ بیدار ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرنے میں مصروف ہو تو سر سے قدم تک خدا کی یاد سے باخبر ہو۔

صدق

آپ سے دریافت کیا کہ صدق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے۔ یعنی آدمی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

اخلاص

آپ سے دریافت کیا کہ اخلاص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کرو وہ اخلاص ہے اور جو کچھ مخلوق کے لیے کرو وہ ریا ہے۔ آپ نے فرمایا کبھی بھی ایسے آدمی کے ساتھ صحبت نہ رکھو کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ دوسری باتیں کرے اور فرمایا کہ غمگین رہو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو بہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ گریاں اور بریاں بندوں سے محبت رکھتا ہے آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپ کے ارشادات کی پیروی

کرے۔آپ نے فرمایا چالیس سال سے اس وقت تک میری یہ حالت ہے کہ خدا تعالیٰ میرے دل پر اپنی مہربانی کی نظر رکھے ہوئے ہے اور میرا دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔آپ نے ایک مرتبہ اپنے آپ کو مخاطب فرمایا کہ عالم اور عابد دنیا میں بہت ہیں مگر تجھ کو اس گروہ میں ہونا چاہیے کہ دن سے رات تک اس طرح گزرے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے پسند کرے اور رات سے دن کر دے اس طرح سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے پسند کرے۔فرمایا کہ ہر شخص نماز بھی پڑھتا ہے روزہ بھی رکھتا ہے لیکن مرد خدا وہ ہے کہ جس پر ساٹھ سال گزر جائیں کہ بائیں بازو کا فرشتہ اس کا کوئی عمل ایسا نہ لکھ سکے جو خدا تعالیٰ کے حضور شرمندہ کرنے والا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتے تین مقامات پر اولیا اللہ سے ہیبت کھاتے ہیں ملک الموت روح قبض کرتے وقت۔کراما کاتبین اعمال لکھتے وقت۔منکر نکیر سوال کرتے وقت۔ فرمایا کہ مردان خدا پر خوشی اور غمی اپنا اثر نہیں کرتی کیونکہ خوشی ہو یا غمی سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔فرمایا کہ جب تک تو دنیا کا طلبگار رہے گا وہ تجھ پر حاکم ہے اور جب تو نے دنیا سے روگردانی اختیار کی تو تو اس پر غالب ہو جائے گا۔فرمایا کہ اگر مشرق سے لے کر مغرب تک تم سفر کرو کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لیے کسی مرد کامل سے ملاقات ہو جائے۔تب بھی یہ سمجھو کہ یہ تمہارا سفر کچھ بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور سب سے بہتر وہ کام ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو اور سب سے زیادہ حلال کا لقمہ وہ ہے جو تمہاری محنت سے ہو اور سب سے بہتر رفیق وہ ہے جس کی زندگی حق کے ساتھ بسر ہوئی ہو۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا خرقان پر گزر ہوا ایک قاصد حضرت خواجہ کے بلانے کے بھیجا اور اس قاصد کو کہا کہ اگر حضرت آنے میں کچھ تامل کریں تو یہ آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پڑھنا

چنانچہ قاصد حاضر ہوا اور پیام سلطان حضرت خواجہ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو معاف کرو اس نے آیت پڑھی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں اس قدر مستغرق ہوں کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے بھی نادم ہوں اور اُولِی الْاَمْرِ تو بجائے خود رہا۔ یہ جواب آ کر قاصد نے سلطان کو دیا۔ سلطان آب دیدہ ہوا اور حاضری کا ارادہ کیا ایاز جو کہ غلام تھا اس کو اپنا لباس پہنایا اور خود ایاز والا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو غلاموں کے کپڑے پہنائے سلطان خود آگے آگے غلاموں کی مانند ہو گیا معہ ہمراہیاں حضرت خواجہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوا سلام کیا حضرت خواجہ نے سلام کا جواب دیا لیکن تعظیم نہ کی اور محمود کی جانب دیکھا ایاز کی طرف کچھ خیال نہ فرمایا۔ محمود نے کہا کہ آپ نے سلطان کی طرف توجہ نہیں فرمائی آپ نے فرمایا کہ یہ سب فریب ہے اور محمود کو پکڑ کر بٹھا لیا محمود نے کہا کہ کچھ تو فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ ان نامحرموں کو باہر بھیجو محمود نے اشارہ کیا تمام کنیزیں باہر ہو گئیں محمود نے کہا کہ کچھ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سنایئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حضرت بایزید نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا شقاوت سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا کہ کیا حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے بھی زیادہ تھے کہ ابوجہل وابولہب نے دیکھا اور وہ شقی ہی رہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منہ سنبھال کر بات کرو اور اپنی بساط سے باہر پاؤں نہ رکھو ابوجہل وابولہب نے اپنے بھتیجے محمد کو دیکھا تھا۔ نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو یہ بات محمود کی سمجھ میں آ گئی محمود نے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرماویں فرمایا کہ چند باتوں کا خیال رکھنا منہیات سے پرہیز نماز باجماعت خلق خدا پر سخاوت اور شفقت کرنا محمود نے عرض کیا میرے واسطے دعا فرمایئے فرمایا میں تو ہر روز دعا کرتا ہوں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ محمود نے پھر عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجئے فرمایا اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد محمود نے ایک تھیلی اشرفیوں کی پیش کی حضرت خواجہ نے

جو کی روٹی محمود کو دی اور فرمایا کہ کھا، محمود چباتا تھا اور گلے سے نہیں اترتی تھی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شاید گلا پکڑتی ہے کہا کہ جی ہاں فرمایا کہ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی میرا اسی طرح گلا پکڑتی ہے اس کو لے جاؤ کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے محمود نے کہا کچھ تو قبول فرمایئے فرمایا نہیں۔ محمود نے کہا مجھے کوئی نشانی دیجئے آپ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا چلتے وقت حضرت خواجہ محمود کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے محمود نے کہا جس وقت میں آیا تھا اس وقت آپ نے التفات نہ فرمایا اور اب تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اسکے کیا معنی ہیں فرمایا کہ تو ہمارا امتحان لینے اور رعونت شاہی میں آیا تھا اب فقر کے انکسار میں جاتا ہے سلطان واپس آ گیا۔ جب سومنات پر چڑھائی کی اور عین حالت جنگ میں کہ مخالف کا پلہ غالب ہونے کو تھا گھوڑے پر سے کود کر حضرت خواجہ کے پیراہن مبارک کو ہاتھ میں لے کر خدا تعالیٰ سے التجا کی الٰہی بطفیل اس پیراہن کے فتح نصیب فرما۔ اسی وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔ اسی شب سلطان نے خواب میں حضرت خواجہ کو دیکھا فرما رہے ہیں محمود تو نے ہمارے خرقہ کی قدر نہ کی اگر تو دعا کرتا کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں تو خدا تعالیٰ سب کو مسلمان کر دیتا۔

حضرت کا وصال ۴۲۵ھ یوم عاشورہ بروز منگل ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

علم باطنی میں آپ کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت ہے اور شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو صحبت حاصل ہے جو کہ قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے ان کا وصال ۴۵۰ھ میں ہوا۔ وہ بھی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت یافتہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابتدائے

جوانی میں طلب علم کے لیے نیشا پور گیا میں نے سنا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنہ سے آئے ہیں اور مجلس میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ زیارت کروں جب میری نگاہ آپ کے جمال پر پڑی میں آپ کا شیدائی ہو گیا اور گروہ صوفیہ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ مجھ کو شیخ کی خدمت میں بہت کچھ فائدے اور روشنیاں ظاہر ہوئیں اور حالات پیدا ہوئے شیخ جب نیشا پور سے چلے گئے تو میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ حالات و واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے آپ سے بیان کیے آپ نے فرمایا اے لڑکے۔ جا تحصیل علم میں مشغول ہو۔ میں علم میں مشغول ہو گیا اور یہ باطنی روشنی روزانہ بڑھتی جاتی تھی میں تین سال تک تحصیل علم میں مشغول رہا یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات سے قلم نکالا تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اٹھا اور امام ابوالقاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھالیا تو تو بھی اس سے ہاتھ اٹھالے اور اب طریقت کے کام میں لگ جا۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا اور حضرت امام کی خدمت میں مشغول ہو گیا ایک روز حضرت امام حمام میں گئے میں بھی ساتھ گیا اور چند ڈول پانی کے حمام (غسل خانہ) میں ڈالے جب امام حمام سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا میں اس خوف سے کچھ نہ بولا کہ کہیں آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہوا ہو۔ آپ نے دوبارہ دریافت فرمایا تب بھی میں چپ رہا پھر آپ نے تیسری بار فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ خادم تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوعلی جو کچھ ابوالقاسم نے ستر سال میں پایا تھا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پالیا۔ پس ایک مدت تک امام کے پاس ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا۔ ایک روز مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی میں اس میں گم ہو گیا اور اس کے بعد آپ سے کیفیت عرض کی۔ آپ نے فرمایا اے ابوعلی میرا سلوک اس مقام سے زیادہ نہیں آگے کا حال میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو ایسا پیر چاہیے جو اس مقام

سے اوپر لے جائے وہ حالت مجھ پر بڑھتی گئی اور کمال کو پہنچتی گئی چونکہ میں شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پہلے سن چکا تھا طوس کی طرف سفر کیا اور آپ کی خدمت میں پہنچا دیکھا کہ آپ اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے دو رکعت تحیت المسجد ادا کی اور شیخ کے سامنے گیا شیخ اس وقت مراقبہ میں تھے آپ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ آؤ ابو علی کیا چاہتے ہو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا اور اپنے حالات بیان کئے شیخ نے فرمایا کہ تمہاری ابتدائی حالت تم کو مبارک ہو ابھی تم کسی درجہ کو نہیں پہنچے اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے مرتبہ کو پہنچو گے میں نے دل میں کہا کہ میرے بھی پیر ہیں اور میں شیخ کی خدمت میں مقیم ہو گیا آپ ایک مدت تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدے اور ریاضتیں کراتے رہے اس کے بعد ایک روز میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے نکاح کر لینے کے لیے ارشاد فرمایا اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا عقد کر دیا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے حضرت شیخ گرگانی سے اپنا ایک خواب بیان کیا انہیں اس قدر غصہ آیا کہ ایک ماہ تک مجھ سے بات نہ کی میری سمجھ میں نہ آ سکا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے آخر ایک دن خود ہی فرمانے لگے تو نے خواب بیان کرتے ہوئے یہ بات کی تھی کہ تم شیخ ہو اور تم ہی نے خواب میں مجھ سے ایک بات کہی اور کہ اس کے جواب میں میں نے کہا کہ کیوں یعنی کیوں کا لفظ تمہاری زبان سے نکلا درانحالیکہ تم مجھے شیخ بھی کہتے ہو۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر تمہارے باطن میں لفظ کیوں کی گنجائش نہ ہوتی (اور جو ہرگز نہیں ہونی چاہیے) تو لفظ کیوں خواب میں بھی تمہاری زبان پر نہ آ سکتا تھا مطلب یہ کہ مرید کو بیداری میں تو درکنار خواب میں بھی اپنے پیر کے سامنے کیوں اور کیسے نہیں کہنا چاہیے کہ مرید کا کام صرف تعمیل حکم ہے آپ کی ولادت ۴۳۴ھ میں ہوئی آپ کا وصال شریف ۵۱۱ھ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

علم باطنی میں آپ کی نسبت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ بغداد تشریف لے گئے اور علامہ ابواسحاق شیرازی سے علم فقہ حاصل کیا اور اپنے ساتھیوں پر فوقیت لے گئے بغداد اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا میں افادہ اور استفادہ فرمایا۔ علم حدیث کو اختیار فرمایا اور پند و نصیحت فرماتے رہے لوگوں نے آپ سے نفع حاصل کیا آپ کو فتاویٰ دینیہ اور احکام شرعیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی اور علوم و معارف میں قدم راسخ رکھتے تھے اور خطرات باطنی سے پوری واقفیت اور کرامات و خوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے۔ علماء اور فقہا کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے۔ اور آپ کے کلمات اور ارشاوات سے نفع حاصل کرتے تھے آذربائجان اور خراسان کے کثیر لوگوں نے آپ کی صحبت سے فیض حاصل کیا آپ ان مشائخ میں سے ہیں جن سے حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فیض صحبت حاصل کیا اور ان کی خدمت میں رہے۔ آپ نے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پند و وعظ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا۔ کہ میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کیونکر گفتگو کروں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آپ نے علوم فقہ اصول، فقہ اختلاف مذاہب نحو لغت تفسیر قرآن تمام علوم حاصل کیے ہیں آپ بے تامل ہدایت و ارشاد شروع کیجئے میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گا۔ آپ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے شہر مرو میں ایک مدت تک سکونت پذیر رہے اور پھر ہرات تشریف لے گئے اور کچھ دنوں وہاں اقامت گزیں رہے پھر وہاں سے مرو تشریف لانے کی نیت سے واپس ہوئے راستہ ہی میں آپ کی وفات ہوگئی آپ نے ساٹھ سال کی عمر تک اپنے علوم اور فیوضات سے بیشمار لوگوں کو فیض یاب کیا

آپ کو قبولیت عظیم حاصل تھی اور آپ اپنے وقت کے غوث تھے آپ ایک مدت تک کوہ آذر میں مقیم رہے اور سوائے نماز جمعہ کے کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں شیخ احمد غزالی کے پاس تھا وہ دستر خوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ دیر کے لیے شیخ پر غیبت طاری ہوئی پھر آپ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تشریف فرما ہوئے اور لقمہ میرے منہ میں رکھا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت تربیت پاتے ہیں۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۴۰ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال شریف ۵۳۵ھ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کا مزار شریف مرو میں ہے جس سے لوگ فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

علم باطنی میں آپ کی نسبت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ ان کے اکابر خلفائے کرام میں سب سے بلند مرتبہ والے اکابرین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے سردار ہیں طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے اور حقیقت میں برہان آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور مجتہد اور قطب زمانہ تھے آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ بادشاہ روم کی اولاد سے تھیں آپ کے والد ماجد عبدالجلیل اکابر اولیا میں سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے والد کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا اس کا نام عبدالخالق رکھنا اس کو میں اپنی فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور میں اپنی نسبت سے اس کو حصہ دوں گا۔ ایک روز حضرت خواجہ اپنے استاد مولانا صدر الدین علیہ الرحمۃ کے پاس تفسیر پڑھ رہے

تھے جب اس آیت پر پہنچے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ نے استاد سے پوچھا کہ وہ کون سا طریقہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں۔ کیونکہ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا مقام ذکر میں اعضا سے حرکت کرے تو ذاکر کے ذکر سے غیر شخص واقف ہو جاتا ہے اور ذکر خفیہ نہیں رہتا اور اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم اس حدیث کے الشیطان یجری فی عروق ابن آدم مجری الدم شیطان انسان کی رگوں میں خون بہنے کی جگہ میں جاری ہوتا ہے (وہ ذکر سے واقف ہو جاتا ہے) استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر خدا کو منظور ہے تو کوئی ولی اللہ آپ کو مل جائے گا۔ اس سے طریقہ ذکر آپ کو معلوم ہوگا۔ اس کے بعد خواجہ مسلسل اولیاء اللہ کی تلاش میں مصروف رہے ایک دفعہ جمعہ کے دن اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ آئے حضرت خواجہ ان کی تعظیم وتکریم بجالائے انہوں نے فرمایا کہ اے جوان میں تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں کیا تم نے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ نے عرض کیا کہ نہیں ایک مدت سے اسی تلاش میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا میں خضر ہوں اور تم کو اپنی فرزندی میں، میں نے قبول کیا ایک سبق بتاتا ہوں اس کی پابندی کرنا تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ حوض میں اترو اور پانی میں غوطہ لگاؤ اور دل سے کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور حضرت خضر علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ذکر میں مشغول ہو گئے تو بہت سے اسرار آپ پر کھلنے لگے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا تشریف لائے تو آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت فرمائی آپ ان کی صحبت میں پابندی سے حاضر ہوتے رہے اور بہت سے فوائد فیوضات و برکات حاصل کیے حضرت خواجہ کے پیر سبق حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور پیر خرقہ وخلافت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خوف خدا

ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے دوستوں نے عرض کیا کہ باوجود ان خوبیوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصیب فرمائی ہیں اتنا خوف اور گریہ زاری کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو جسم سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے میری یہ آہ وزاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے کوئی ایسا کام ہو گیا ہو جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہ الٰہی میں ناپسند ہو۔ خوف خدا سے آپ کا یہ حال رہتا تھا کہ جہاں آپ تشریف فرما ہوتے ایسے بیٹھتے کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے۔

ارشادات

آپ نے فرمایا کہ میں بیس سال کا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے سپرد فرمایا اور میری تربیت کے لیے وصیت فرمائی۔
ایک روز ایک درویش نے عرض کیا کہ حضرت تسلیم کیا شئے ہے آپ نے فرمایا تسلیم یہ ہے کہ مومن نے اپنے نفس اور مال کو میثاق الست میں خداوند تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور بہشت خرید لی پس آج بھی یہی تسلیم کرے کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ. بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ جان او رمال کی تسلیم اس طرح سے ہو کہ اپنی جان اور مال اللہ کی ملکیت جانے اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا امانت دار سمجھے جہاں تک ہو سکے جان و مال سے خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیکی کرے اور کسی پر احسان نہ رکھے دنیا کے مال ومتاع کو دل میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حکم میں سونپ دے۔
ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کیا ہے۔ فرمایا کہ دل کی فراغت یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے نہ یہ کہ دنیا کی مشغولی سے آزاد رہے حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ اپنے دل کو خالی کر پھر ہماری یاد میں مشغول ہو چونکہ اہل اللہ کی خرید وفروخت اور مخلوق سے بات چیت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ نہیں بنتی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کی تعریف کی ہے اور مردانگی کو انہی کے لیے ثابت فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کرسکتی ان کو ذکر الٰہی سے تجارت اور خرید وفروخت۔ فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو تو تمہارے لیے مبارک ہے۔ اگر تم سے یہ نہیں ہوسکتا تو تم اپنے جان و مال سے ایسے لوگوں کی خدمت کرو اور ان کے لیے اطمینان دل اور فراغت کے اسباب مہیا کرو تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوں اور تمہارے لیے بھی ان کے کارنیک میں حصہ ہو کیونکہ اس لقمہ کی قوت سے جو اطاعت و عبادت ان سے عمل میں آئے گی اس کا ثواب کھانا کھلانے والے کو بھی پہنچے گا اور ان کے درجات اور مقامات اور کمالات اس کھانا کھلانے والے کے بھی حصہ میں لکھے جائیں گے اور وہ شخص جو ان کی محبت اور امداد میں رہا ہو مطابق فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ دنیا میں محبت رکھتا تھا۔ ان میں بعض لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معیت کی خاصیت رکھتے ہیں کہ اس وقت ان کو تصرفات خداوندی عطا کیے جاتے ہیں۔ جذبة من جذبات الله توارى عمل الثقلين ایک ہی جذبہ جذبات حق میں سے کل جن وانس کے عمل پر غالب آجاتا ہے پس ان کی اس حالت میں اس شخص کو کہ جس نے ان کی کچھ جانی و مالی خدمت کی ہے کچھ نصیب ہو جائے تو وہ ایسی نعمت عظمیٰ ہوگی کہ مشرق ومغرب والے جمع ہوکر بھی اندازہ نہیں کرسکتے کہ یہ خدمت کرنے والا پل بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن پاک میں اسی طرف ارشاد فرماتے ہیں وَابْتَغِ فِيْمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ اور جو

تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنا لے اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر (اللہ کی مخلوق کے ساتھ) جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے۔ اہل اللہ کی خدمت میں صرف کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی میں ہی صرف کرنا ہے۔

حضرت خواجہ کی وصیتیں

حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند کو چند باتوں کی وصیت فرمائی جو کہ تمام طالبان حق کے لیے معرفت کا خزانہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے مداومت کرو اور اپنے حالات کا محاسبہ کرو۔ خدائے پاک سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حقوق ادا کرو اور ماں باپ کے بھی۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضائے حق تعالیٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کے احکام کو نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔ علم کی طلب سے ذرا بھی دور مت رہو۔ علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ اور عوام الناس سے دور رہو کیونکہ وہ راہ دین کے چور ہیں۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند رہو۔ ائمہ سلف کے مذہب پر قائم رہو۔ کیونکہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی سے خالی نہیں نوجوانوں، عورتوں، مالداروں اور اہل بدعت کی صحبت سے دور رہو کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے۔ دو روٹی مل جائیں تو ان پر قناعت کرو۔ فقراء کی صحبت اختیار کرو اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو روزی حلال کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے اور حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق تعالیٰ سے دور ہو جائے گی۔ دین پر قائم رہو تا کہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے حلال کمائی کا کپڑا پہنو تا کہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت عبادت کیا کرو۔ نماز با جماعت ادا کرو اگرچہ تم موذن و امام نہیں۔

ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھاؤ عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ گمنامی اختیار کرو کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو اور کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو چاہے نیک ہو یا بد۔ ہر حال میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو قہقہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ سردارِ دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت روؤ گے خدائے پاک کے عذابوں سے بے خوف مت رہو اور رحمت الٰہی سے ناامید نہ ہو اور خوف و رجا کی حالت میں زندگی گزارو کہ سالکوں کا حال یہ ہے کہ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی امید میں۔ موت کو بہت یاد کرو۔ طالب ریاست مت بنو جو شخص طالب ریاست ہوا اس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جا سکتا۔ اکثر روزہ دار رہو کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے۔ فقر میں پاکیزہ اور پرہیزگار رہو سبک بار اور دیانت دار اور راہ خدا میں تقویٰ فقر اور علم سے ثابت قدم رہو جان و مال سے فقرا کی خدمت کیا کرو اور ان کا دل راضی رکھو اور ان کی پیروی کرو ان کے راستہ کو یاد رکھو اور ان میں سے کسی کا انکار مت کرو سوائے ان چیزوں کے جو خلاف شرع ہوں۔ اگر فقرا کا انکار کرو گے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اپنے لیے کوئی چیز محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ رکھو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت دے۔ مقام توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے؛ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے پس یقین رکھو کہ رزق تقسیم کیا ہوا ہے۔ جواں مرد بنو جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس کو تم مخلوق خدا پر خرچ کرو بخل اور حسد سے دور رہو۔ کیونکہ بخیل اور حاسد کل بروز قیامت

دوزخ میں جائیں گے اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو کہ ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ اور ان سے صحبت مت رکھو۔ حق بات کہو۔ کسی سے نہ ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو کہ اس کو اصلاح پر لا سکو۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ ان چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکے زبان بند کرو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا اور پینا کم کرو۔ ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ بلا ضرورت باتیں نہ کرو۔ جب تک نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ اور پھر جلدی اٹھو۔ مجالس سماع میں مت بیٹھو کہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ سماع کا انکار بھی مت کرو کیونکہ بہت سے بزرگوں نے اسے سنا ہے۔ نماز روزہ میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ چاہیے کہ تمہارا دل ہمیشہ غمگین رہے اور تمہارا بدن نماز میں مصروف رہے اور تمہارے عمل میں خلوص ہو تمہاری دعا مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پرانا اور تمہارے دوست درویش ہوں۔ تمہارا گھر مسجد ہو۔ تمہارا مال فقہ کی کتابیں ہوں۔ تمہاری آرائش زہد ہو اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ۔ کسی شخص سے اس وقت تک بھائی بندی مت کرو۔ جب تک کہ یہ عادتیں اس میں نہ دیکھ لو اول یہ کہ وہ فقر کو تونگری پر ترجیح دے دوسرے یہ کہ علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے تیسرے یہ کہ راہ خدا کی ذلت کو عزت پر فوقیت دے۔ چوتھے یہ کہ علم باطنی اور ظاہری سے آراستہ ہو۔ پانچویں یہ کہ مرنے کے لیے تیار رہو۔ اے فرزند کہیں دنیا تجھ کو دھوکہ نہ دے دے کیونکہ ایک نہ ایک دن، دن ہو یا رات، دنیا سے سفر کرنا پڑے گا۔ تجھ کو چاہے کہ خلوت میں تنہا اور خوف اللہ تعالیٰ سے شکستہ دل رہو تا کہ کرامت میں مستغرق رہ سکو۔ دنیا میں زندگی مسافرانہ گزارو اور دنیا سے ایسے جاؤ کہ تم نہ جانو کہ قیامت میں تم کس جماعت میں محشور ہو گے۔

اے فرزندان نصیحتوں کو خوب یاد کرلو اور عمل کرلو جس طرح کہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے یاد کی ہیں اور عمل کیا۔ اگر تم یاد کرو گے اور عمل کرو گے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت میں نگہبانی فرمائے گا۔ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے

اگر یہ کسی سالک راہ خدا میں پیدا ہو جائیں تو اس کی بزرگی مسلم ہو جائے گی اور جو شخص اس کی پیروی کرے اپنے مقصود و مطلوب کو پہنچ جائے گا یہ بزرگی کا مرتبہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا۔ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ جو حضرت خواجہ کے فرزند ارجمند اور اکابر خلفاء میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مجھ کو یہ وصیتیں فرما رہے تھے تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

عالم دین پر عذاب

ایک درویش نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا کہ عالم کے لیے عذاب کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عالم جب طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور طلب آخرت سے باز رہ جاتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو دنیا میں عذاب فرماتا ہے یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اس کے دل سے اٹھا لی جاتی ہے کہ وہ کسی عبادت میں لذت نہیں پاتا اور عبادت کی ادائیگی میں سست ہو جاتا ہے اور نیک کاموں سے باز رہتا ہے پس اس وقت وہ عذاب آخرت میں مبتلا ہو جاتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ **ویل للجاهل مرة و للعالم سبعين مرة** فرمایا کہ جاہل کے لئے ایک بار افسوس ہے اور عالم کے لیے ستر بار۔

محبت مخلوق

حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر عبادت میں مشغول تھا ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی وہ اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستر سال کے قریب گزرے میں تیرے گھر میں ہوں تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا اور برہنہ بھی مگر میں نے صبر کیا اور گرمی و سردی میں جو کچھ محنت اور سختی مجھ پر گزری اس کو برداشت کیا جو کچھ تو نے دیا اس سے زیادہ میں نے نہ مانگا اور تیرے ننگ و ناموس کی حفاظت کی اور کسی بیگانے کے سامنے تیری شکایت لے کر نہ گئی اور یہ سب اس لیے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں اور اگر تو دوسری طرف دیکھے گا اور میرے

سامنے بیٹھے گا تو میں اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے دامن کو پکڑوں گی اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کریں گے ان کے دامن کو نہ چھوڑوں گی اس ضعیفہ کی اس بات نے مجھے بہت ہی ذوق بخشا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے عبدالخالق (رحمۃ اللہ علیہ) یہ عورت محبت مخلوق میں اتنی مضبوط نکلی کہ اتنی مصیبتوں کو برداشت کر چکی ہے اس کا واقعہ سالک طریقت کے لئے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے مل جائے تو یہ آیت مجھ کو ملی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتے اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخش دیں گے اس کے سوا جس کو چاہیں۔

شیطان کا دھوکہ

حضرت خواجہ قدس سرہ، کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت آ کر یہ کہہ رہی ہے کہ تو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے اور پھر اس کے لیے ایک اونٹ لائے اور وہ اس پر سوار ہوا اس سے کہا گیا کہ ہم تم کو بہشت میں لے جا رہے ہیں وہ شخص بہشت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک ایسی جگہ پہنچا جو نہایت خوش منظر اور دلکشا تھی سرسبز درخت اور حسین صورتیں خدمت کے لیے کمربستہ پاکیزہ ولطیف کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے اور پانی کی نہریں جاریں دیکھیں صبح تک وہیں رہا۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اس نے اپنے آپ کو عبادت خانہ میں پایا اسی طرح کئی بار اس نے یہ خواب دیکھا اس کے دماغ میں تکبر اور غرور پیدا ہو گیا حضرت خواجہ کی خدمت کی حضوری کو اس نے ترک کر دیا حضرت خواجہ نے فراست سے معلوم کر لیا کہ وہ نادان شیطان کی قید میں پھنس گیا ہے۔ آپ خود اس کے عبادت خانہ میں تشریف لے گئے دیکھا کہ بزرگی کے خیالات اس کے دماغ میں بس گئے ہیں اور اس نے اپنے معاملہ کو برباد کر دیا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اب تو کس مقام میں ہے اس نے سارے حالات بیان کیے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ پھر جب تمہیں یہ حالت پیش

آئے تو تین بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا اور ہرگز سستی نہ کرنا پس جو مقام تو نے دیکھا ہے اس کی حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی اس شخص کو جب پھر وہ واقعہ پیش آیا تو خواب میں حضرت خواجہ کے تصرف سے اس کو یاد آ گیا تو اس نے پڑھا تو اسی وقت وہ تمام جماعت اور باغات اور سب کچھ غائب ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو ایک گندگی کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا پایا اور مردوں کی ہڈیاں اس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں تب اس کو معلوم ہوا کہ یہ شیطان کا دھوکہ تھا اسی وقت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور توبہ کی۔

کرامت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہ اپنے احباب کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے اثناء راہ میں آپ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی اور پیاس نے غلبہ کیا راستہ میں ایک گہرا کنواں ملا اس پر ڈول اور رسی موجود نہ تھی آپ کے ہمراہی پانی سے مایوس ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں تم اتنے میں پانی پی لو اور طہارت کر آؤ اصحاب نے آپ کا یہ ارشاد سنا تو سمجھ گئے کہ اب ان شاء اللہ پانی مل جائے گا وہ دوبارہ کنوئیں پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے ارشاد مبارک کی برکت سے پانی کنویں کے منہ تک آ گیا ہے سب نے پانی پیا اور وضو کیا ایک ہمراہی نے پانی برتن میں بھر لیا اسی وقت پانی نیچے چلا گیا اس واقعہ کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا اگر تم لوگ خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے تو قیامت تک پانی نیچے نہ جاتا۔

کرامت

ایک مرتبہ عاشورہ کے دنوں میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کی خدمت میں حاضر تھی آپ علم و معرفت میں ارشادات فرما رہے تھے کہ ایک نوجوان زاہدوں کا لباس پہنے ہوئے خرقہ پہنے اور جائے نماز کاندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا آپ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور اس کو پہچان لیا اور اس

کے کام کو پورا کر دیا کچھ دیر کے بعد وہ جوان اٹھا اور اس نے کہا یا خواجہ حدیث شریف میں آیا ہے اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے فرمایئے اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو زنار کاٹ ڈال اور مسلمان ہو جا اس نے کہا کہ ہر گز میرے پاس زنار نہیں۔ آپ نے خادم کو حکم فرمایا خادم نے اس کے پاس جا کر خرقہ اس سے اتار لیا اور نیچے زنار تھا۔ جوان نے زنار کاٹ ڈالا اور اسی وقت حضرت خواجہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

کرامت

حضرت خواجہ قدس سرہ، کے علاقہ کے حکمران صدر سعید نے ایک شخص کو غجدوان بھیجا کہ اوقاف کو ضبط کرے اس سرکردہ نے صبح کی نماز حضرت خواجہ کی مسجد میں ادا کی اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا اس نے دیکھا کہ ایک درویش (حضرت خواجہ) محراب میں سر جھکائے بیٹھے ہیں اسی اثناء میں ایک مسافر آیا اور بلا سلام کیے آپ کے قریب بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلا گیا۔ اسی طرح پھر ایک مسافر آیا اور وہ بھی اسی طرح چلا گیا۔ پھر تیسرا شخص آیا وہ بھی بلا سلام کیے بیٹھ گیا حضرت خواجہ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور پوچھا کہ اب وہ چھت کیسی ہے مسافر نے جواب دیا کہ تعمیر ہو رہی ہے اور وہ مسافر سلام کر کے واپس مسجد سے نکلا تو وہ سرکردہ بیان کرتا ہے کہ میں بھی اس مسافر کے پیچھے باہر آیا اور اس سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہیں اور تم لوگ کون ہو تم میں سے ہر ایک آتا ہے اور بغیر سلام کیے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بلا سلام کیے اٹھ جاتا ہے اور تم نے بھی ایسا ہی کیا مگر تم سے ان کی ملاقات ہوئی ہے مجھے بتایئے کہ اس میں کیا راز ہے اس مسافر نے کہا کہ ان بزرگوں کا اسم گرامی حضرت خواجہ عبدالخالق ہے یہ ہمارے پیر ہیں اور ہم شام میں رہتے ہیں جب ہم پر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ کو دل سے سلام کرتے ہیں اور دل ہی سے آپ سے اپنی پریشانی کا ذکر قلبی

طریقہ سے آپ ہمیں سلام کا جواب اور ہماری مشکل کا حل ارشاد فرما دیتے ہیں تو پھر ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ سرکردہ نے کہا کہ چھت کے متعلق جو حضرت نے پوچھا وہ کیا بات ہے مسافر نے کہا کہ دمشق کی مسجد کی چھت مخدوش ہو گئی تھی اس کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا۔ پھر وہ چلا گیا سرکردہ نے یہ سارا واقعہ صدر سعید کی خدمت میں سنایا۔ صدر نے کہا کہ ہم پر افسوس ہے کہ ایسے اولیاء اللہ دنیا میں موجود ہیں اور ہم کو خبر نہیں ایک پروانہ لکھ کر اسی وقت سرکردہ کے حوالے کیا کہ اوقاف غجدوان کی تمام رقم وصول کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کی جائے محتسب نہایت فرحت اور خوشی سے پروانہ لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دیکھا اور پھر واپس اسی کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ صدر سے کہو کہ آپ کی حکومت تو ان حدود کے اندر اندر ہے اور مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشرق سے لے کر مغرب تک حکومت عطا فرمائی ہے مجھے آپ کے محاصل کا وصول کرنا نا مناسب ہے وہ سرکردہ صدر کے پاس واپس گیا اور پورا واقعہ بیان کیا صدر حضرت خواجہ کے نہایت نیازمندی کے ساتھ معتقد ہوئے اور خدام میں داخل ہوئے۔

وصال شریف

جب آپ کی عمر اخیر ہوئی احباب فرزند اور مرید آپ کے پاس جمع ہوئے آپ نے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ دوستو تم کو مبارک ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مجھ سے راضی ہیں اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے یہ سن کر سب رونے لگے اور دعاؤں کی درخواستیں کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ دوستو تم سب کو مبارک ہو کہ حق تعالیٰ نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں گے اور آخر دم تک اس پر قائم رہیں گے ان سب کو بخش دوں گا اور سب پر اپنی رحمت نازل کروں گا پس بہت کوشش کرو اور اس پر قائم رہو تا کہ اس طریقہ سے نہ گر جاؤ۔ اور وعدہ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ یہ ارشاد سن کر سب لوگ خوش ہوئے اور جذبہ پیدا ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً

مَرْضِیَّۃً اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو احباب نے دیکھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں یہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کا واقعہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ حضرت خواجہ کے اعظم خلفاء میں سے ہیں تا حیات (حضرت خواجہ) آپ خدمت شیخ میں مصروف رہے اور کمال کو پہنچے اور بعد وصال خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مسند شیخ پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے آپ علم و حلم زہد و تقویٰ ریاضت و عبادت و متابعت سنت نبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شان عالی رکھتے تھے آپ کا وصال شوال المکرّم ۶۱۶ھ میں ہوا آپ کا مدفن موضع ریوگر بفاصلہ اٹھارہ میل شہر بخارا سے ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ حضرت خواجہ کے تمام اصحاب اور خلفاء میں افضل و اکمل ہیں۔ عارف باللہ حضرت خواجہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت اخیر ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمود کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور ہدایات خلق اللہ کی اجازت فرمائی آپ کا مقام ولاوت موضع انجیر فغنہ ہے جو علاقہ بخارا میں وابکن کا ایک گاؤں ہے۔ آپ کا وصال شریف ۷۱۵ھ میں ہوا آپ کا مزار شریف وابکن میں ہے جو بخارا کا ایک قصبہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے جب حضرت خواجہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت خواجہ علی رامیتنی کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنے تمام متعلقین کو آپ کے سپرد فرمایا۔ آپ کی پیدائش مقام رامیتن میں ہوئی جو بخارا میں ایک بڑا قصبہ ہے اور بخارا سے صرف دو میل پر واقع ہے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے ہم صحبت تھے اور انہی کے ارشاد سے حضرت خواجہ محمود سے بیعت ہوئے آپ سے کسی نے سوال کیا ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نکلنا (خودی سے) اور ملنا (حق سے) آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت منصور علیہ الرحمۃ کے سولی پر چڑھاتے وقت کوئی ایک شخص بھی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے موجود ہوتا تو منصور ہرگز سولی پر نہ چڑھائے جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہم نشین رہو اگر خدا تعالیٰ کی ہم نشینی نہیں کر سکتے تو اس کے ہم نشین رہو جو خدا تعالیٰ کی ہم نشینی رکھتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہم نشین کا ہم نشین خدا تعالیٰ کا ہم نشین ہے فرمایا کہ دوستان حق کے سامنے تواضع اور نیازمندی بجالاؤ تاکہ وہ تمہارے لیے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھے گا تو نیک ہو جائے گا اور اگر بدوں کے پاس بیٹھے گا تو بد ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ایسے شخص کے پاس بیٹھے کہ اس کی صحبت میں خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائے تو تو یہ سمجھ لے کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہے۔ انسانی شکل کا شیطان جن شیطان سے بدتر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر گمراہ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یار نیک کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے کیونکہ کار نیک سے تم میں تکبر پیدا ہوگا۔ اور یار نیک تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے گا آپ نے فرمایا کہ خودی والے کے پاس مت بیٹھو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے لیے بعض دور والے نزدیک ہیں اور بعض نزدیک والے دور ہیں۔ دور والے جو نزدیک

ہیں وہ لوگ ہیں جو بظاہر بدن سے ہم سے دور ہیں اور دل و جان سے ہمارے ساتھ ہیں اور نزدیک والے دور وہ ہیں جو بظاہر ہر وقت ہماری صحبت میں ہیں مگر دل و جان سے ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ان کے دل کاروبار دنیا اور حرص و ہوا میں مبتلا ہیں گو وہ بظاہر ہمارے پاس ہیں۔ ہمارے لیے دوران نزدیک بہتر ہیں نزدیکان دور سے کیونکہ اعتبار دل و جان کی نزدیکی کا ہے۔ فرمایا:

گر در یمنی کہ با منی پیش منی

در پیش منی کہ منی) در یمنی

اگر ملک یمن میں ہیں آپ مگر ہمارے خیال میں ہیں تو گویا کہ آپ ہمارے پاس ہیں اور اگر آپ ہمارے پاس ہیں مگر ہمارے ہم خیال نہیں ہیں تو گویا آپ ملک یمن میں ہیں آپ نے فرمایا کہ فقیر کو حقیر نہیں جاننا چاہیے فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے کیونکہ فقیر کا ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے تابع ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا **الصدقه تقع فی کف الرحمن قبل ان تقع فی کف الفقیر**۔ صدقہ رحمان کے ہاتھ میں جاتا ہے فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ**۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ سے سوائے خدا کے کچھ اور نہ مانگے۔ کیونکہ جس نے خدا کو پالیا اس نے سب کچھ پالیا اور جس نے سب کچھ پایا اور خدا کو نہ پایا تو اس نے کچھ بھی نہ پایا۔ حدیث قدسی ہے **یا ابن ادم اذا و جدتنی و جدت کل شی و اذا فتنی فت کل شی** اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے جب تو نے مجھے پالیا ہر چیز تجھے مل گئی اور جب تو نے مجھے کھویا ہر شئے تجھ سے چھن گئی۔ ایک روز ایک شخص نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اکھیڑنا اور رملنا۔ یعنی غیر سے علیحدہ ہونا اور اللہ تعالیٰ سے ملنا آپ نے باشارہ غیبی حکم خداوندی سے بخارا سے خوارزم میں ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا جب آپ خوارزم شہر کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں رک گئے دو درویشوں کو بادشاہ خوارزم کے

پاس بھیجا اور فرمایا کہ شاہ خوارزم سے کہنا کہ یہ فقیر آپ کے دروازہ پر آیا ہوا ہے اور ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر آپ کی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو ورنہ واپس چلا جائے اور ان درویشوں سے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو بادشاہ کی مہر بھی اس اجازت نامہ پر لگوالانا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا بادشاہ سے کہہ دیا تو خوارزم شاہ اور اس کے ارکان دولت ہنسنے لگے اور کہا یہ درویش سادہ اور نادان ہے۔ پس مذاق اور دل لگی سے حضرت کی خواہش کے مطابق اجازت نامہ لکھ کر مہر شاہی اس پر ثبت کر کے درویشوں کے حوالے کر دیا اور وہ درویش اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہی اجازت نامہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر حضرت نے قدم مبارک شہر کے اندر داخل فرمایا اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے شغل میں مشغول ہوئے۔ آپ صبح کے وقت مزدوروں کی تلاش میں ان کی قیام گاہ پر جاتے اور روزانہ ایک دو مزدوروں کو گھر لے آتے اور ان سے فرماتے کہ اچھی طرح وضو کرو اور دوسرے وقت کی نماز تک ہمارے ساتھ رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور پھر اپنی مزدوری ہم سے لو اور چلے جاؤ لوگ نہایت خوشی سے آپ کی صحبت قبول کرتے اور جب ایک روز اس طریقہ سے گزر جاتا تو حضرت کی توجہ صحبت اور کمال تصرف و کرامت سے ایک ہی دن میں ان سے ایسے اوصاف پیدا ہو جاتے کہ پھر آپ کی جدائی کی برداشت ان میں نہ رہتی دوسرے روز وہ خود بخود ہی آ جاتے آپ دوسرے روز اور نئے مزدور لاتے اور اسی طرح تھوڑی مدت میں اس علاقہ میں اور اطراف کے اکثر لوگ حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے علما اور طالبوں کا اژدہام کثرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہونے لگا یہ خبر شاہ خوارزم کو پہنچی کہ ایک شخص اس شہر میں ایسا ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگ اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کی خدمت کے لیے ہر وقت مستعد رہتے ہیں خوارزم شاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے معتقدین کی کثرت اور اجتماع سے ملک میں کوئی خلل اور کوئی

فتنہ پیدا ہو بادشاہ اس وہم میں گرفتار ہو کر حضرت کو خوارزم سے نکال دینے کے در پے ہوا حضرت نے ان دونوں درویشوں کو بادشاہ کا اجازت نامہ دے کر خوارزم شاہ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ بادشاہ کو کہنا کہ ہم تمہاری اجازت سے اس شہر میں آئے تھے اگر تم اپنے عہد کو توڑتے ہو تو ہم ابھی یہاں سے چلے جائیں گے۔ اس واقعہ سے بادشاہ اور ارکان دولت نہایت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی دوراندیشی کے معتقد ہوئے اور حاضر ہو کر آپ کے مریدوں میں داخل ہوئے ایک مرتبہ ایک شخص حضرت کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے آپ نے فرمایا کہ بازار جاؤ اور وضو کے لیے ایک لوٹا خرید لاؤ اور ہمیں بطور تحفہ دے دو اس نے ایسا ہی کیا آپ نے فرمایا کہ جب اس لوٹے پر میری نظر پڑے گی تو تو بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔ آپ کا وصال شریف بروز دوشنبہ ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ میں ایک سو تیس برس کی عمر میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ آپ کا مزار شریف خوارزم میں ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور حضرت خواجہ کے اکمل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش اور جائے وصال قریہ سماس ہے جو علاقہ رامیتن میں ایک گاؤں ہے اور رامیتن سے ایک کوس دور اور بخارا سے تین کوس پر واقع ہے۔ جب حضرت خواجہ عزیزاں کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اصحاب میں سے منتخب فرما کر اپنی خلافت اور نیابت سے مشرف فرمایا اور اپنے تمام احباب کو حضرت بابا کی پیروی اور صحبت کا حکم فرمایا حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند قبول ہیں حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ شاہ نقشبند

کی ولادت سے پہلے جب قصر ہندواں سے گزرتے تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے اور بہت جلد یہ علاقہ قصر عارفاں بن جائے گا۔ جب وقت ولادت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو اور زیادہ ہوگئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد خدا پیدا ہوگیا ہے جب آپ نے یہ الفاظ مبارک فرمائے اس وقت حضرت شاہ نقشبند کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے کہ اسی ثناء میں آپ کے جد امجد آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا قدس سرہ کی خدمت مبارک میں لے کر حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد مبارک فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہمیں آتی تھی اور عنقریب یہ لڑکا مقتدائے زمانہ ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے خلیفہ کامل و اکمل حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤ الدین کی تربیت کرنے میں اگر تم نے کوئی کمی کی تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت ادب سے عرض کیا کہ اگر میں ان کی تربیت میں کمی کروں گا تو میں مرد نہیں ہوں۔ حضرت شاہ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کی خدمت مبارک میں بھیجا تاکہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچے جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سماس پہنچا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا اسی وقت میری زبان سے نکلا اے خدا اپنی بلاؤں کے اٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما اور اپنی محبت کی محنت کی برداشت مجھ کو دے جب میں حضرت بابا قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے خدا جو کچھ آپ کی مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اور مہربانی سے توفیق عطا فرما اور فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اس کو

برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اس کی مصلحت کو بھی اس پر ظاہر فرماتا ہے اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا نہ چاہیے کہ گستاخی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ جب حضرت بابا دعوت کو قبول فرما کر میرے ساتھ تشریف لانے کے لیے چلے تو پہلے اپنے گھر سے کھانا طلب فرما کر تناول فرمایا اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی اور فرمایا کہ اسے حفاظت سے رکھنا آپ روانہ ہوئے اور میں نہایت نیازمندی سے آپ کے ہمراہ چلتا رہا اثناء راہ میں میرے باطن میں کوئی کمی یا خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کر۔ اس سے پہلے ہمیشہ جب آپ باغ جوی مولیاں میں جاتے تو ایک عقیدت مند کے مکان پر ٹھہرا کرتے اس بار بھی اپنی سابقہ عادت کے مطابق راستہ میں جب وہاں پہنچے تو اس مخلص کے ہاں تشریف فرما ہوئے اس نے نہایت ہی خوشی کے ساتھ نیازمندی کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے دیکھا کہ اس کی گھر والی بڑھیا بے قرار ہے کبھی باہر جاتی ہے اور کبھی اندر آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح صحیح حال بیان کرو۔ اس نے عرض کیا کہ دودھ تو موجود ہے ہر چند جستجو کر رہی ہوں مگر روٹی دستیاب نہیں ہوئی تاکہ روٹی اور دودھ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی دو کہ اس نیازمند کا دل مطمئن ہو اے فرزند تو نے دیکھا کہ یہ روٹی کام آئی۔ راستہ میں اسی طرح اور بھی بہت سی کرامتیں مشاہدہ میں آئیں اور مجھ کو حضرت سے اعتقاد کامل ہو گیا۔ حضرت کا وصال شریف ۷۵۵ھ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ٥

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ حضرت خواجہ کے اجل خلفاء میں سے ہے۔ آپ صحیح النسب سیّد ہیں۔ آپ کی پیدائش اور وصال کی جگہ سوخار ہے آپ کوزہ گری کا کام کرتے تھے بخارا کی زبان میں کوزہ

بنانے والے کو کلال کہتے ہیں حضرت ابتداء جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔آپ کے اردگرد معرکہ اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا ایک روز اثنائے کشتی ایک شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ سیّد زادہ کشتی کیوں لڑتا ہے یہ تو اہل بدعت کا طریقہ ہے۔اس کو وہیں اکھاڑا میں نیند آ گئی کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کیچڑ اور مٹی میں پھنس گیا اور بے حد پریشان ہے اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ حضرت سیّد امیر کلال تشریف لائے اور انہوں نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر آسانی کے ساتھ اس کیچڑ میں سے نکال دیا۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو آپ نے اس کو فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کے لیے کرتے ہیں۔اسی طرح ایک دن آپ اکھاڑہ میں کشتی لڑ رہے تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ وہاں سے گزر رہے تھے کہ اکھاڑا کی طرف تشریف لے آئے اور بڑی توجہ کے ساتھ کشتی دیکھنے لگے حضرت کے بعض اصحاب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اہل بدعت کے اس معرکہ کی طرف حضرت کیوں متوجہ ہوئے ہیں حضرت نے فوراً ان کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد مبارک فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہنچیں گے اس پر ہماری نظر ہے فرمایا کہ فقیر چاہتا ہے کہ اس کو خود شکار کروں اسی اثناء میں کہ حضرت خواجہ حضرت سیّد امیر کی طرف متوجہ تھے کہ حضرت امیر کی نظر حضرت خواجہ کے روئے مبارک پر پڑی تو حضرت امیر حضرت خواجہ کے تصرف سے کشتی چھوڑ کر فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ وہاں سے واپس اپنے گھر کی طرف تشریف لائے تو حضرت سیّد امیر کلال حضرت خواجہ کے پیچھے پیچھے حضرت خواجہ کے گھر حاضر ہو گئے تو حضرت خواجہ نے حضرت امیر کو خلوت خاص میں لے جا کر طریقہ عالیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔اس واقعہ کے بعد حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہ کبھی بھی کشتی کے دنگل اور بازاروں کی سیر کو نہیں گئے اور بیس سال تک متواتر حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر رہے ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کو قریہ سوخار سے حضرت خواجہ کی خدمت عالی میں سماس تشریف لے جاتے تھے اور حضرت خواجہ کی

خدمت عالی سے مشرف ہوتے اور واپس آ جاتے ان دونوں گاؤں کا فاصلہ پانچ کوس ہے۔ آپ اس آنے جانے میں حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ میں اس طرح مشغول رہتے کہ کوئی شخص مطلع نہ ہو سکے یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ کی تربیت میں تکمیل اور ارشاد کی دولت کو حاصل کر لیا آپ کا وصال شریف ۷۷۲ھ بروز جمعرات ۸ جمادی الاول بوقت نماز فجر ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ مزار شریف قصبہ سوخار میں ہے۔

خواجہ خواجگان پیر پیراں حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی ظاہراً حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ مگر حقیقتاً آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش و وصال قصر عارفاں ہے جو بخارا سے ایک کوس کے فاصلہ پر گاؤں ہے آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۲ھ میں ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ظہور کی بشارت آپ کی پیدائش سے پہلی دی تھی اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور آپ کی تربیت کے لیے حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ معاملات میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عزیمت پر عمل کرنے کے لیے مامور تھے اس لیے آپ نے ذکر خفی اختیار فرمایا اگرچہ بزرگان سلسلہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرتے رہے لیکن جونہی مریدان حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ذکر جہری کرتے

جناب خواجہ حلقہ ذکر سے اٹھ جاتے آپ کا یہ طرز عمل حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو ناگوار گزرتا چنانچہ آپ کی خدمت میں شکایت کی آپ نے خاموشی اختیار فرمائی بلکہ حضرت خواجہ کی طرف توجہ اور التفات دن بدن بڑھتی جاتی تھی اور حضرت خواجہ بھی حضرت امیر کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ ادب کا اٹھا نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ سر تسلیم حضرت امیر کے آستانہ ارادت پر رکھتے تھے۔ایک روز حضرت امیر قدس سرہ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے مجمع کثیر اور جم غفیر جو کہ تقریباً پانچ سو آدمی مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کے لئے قریہ سوخار میں جمع ہوئے تھے۔ارشاد فرمایا کہ اے دوستو میرے فرزند بہاؤ الدین کے بارے میں تم بدگمانی کرتے ہو۔تم نے اس کو پہچانا نہیں ہمیشہ خدائے پاک کی نظر خاص اس کے شامل حال ہے اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہ وتعالیٰ کی نظر کے تابع ہے اور ان کے حال پر میرا زیادہ نظر کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے پھر آپ نے حضرت خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے میرے فرزند بہاو الدین تمہارے لیے جو وصیت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کی ہے تم بھی میرے فرزند بہاؤ الدین کی ویسی ہی تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا میں نے اس وصیت پر پوری پوری تعمیل کی پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے اپنے پستان کو خشک کر لیا اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر نکل گیا ہے مگر تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند پرواز واقع ہوا ہے اب تم کو اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے ترک و تاجک سے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو۔آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھی کہ حکیم عطا قدس سرہ جو اکابر اولیائے ترک میں سے تھے مجھ کو ایک درویش کے سپرد کر رہے ہیں جب میں بیدا رہوا تو اس درویش کی صورت میرے ذہن میں محفوظ تھی میری دادی ایک صالحہ بی بی تھیں میں نے ان سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ اے فرزند تجھ کو مشائخ

ترک سے کچھ فیض پہنچے گا۔ چنانچہ میں ہمیشہ اس بزرگ کا جویاں رہتا تھا یہاں تک
کہ ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوگئی میں نے ان کو پہچانا ان کا نام
خلیل تھا۔ مگر اس ملاقات میں ان کی صحبت میسر نہ ہوسکی۔ جب میں مکان پر پہنچا تو
ایک قاصد آیا اور کہا کہ خلیل تم کو بلا رہے ہیں۔ مجھے بہت ہی خوشی ہوئی فوراً کچھ تحفہ
اپنے ساتھ لے کر نہایت شوق اور عقیدت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا
کہ اپنا خواب بیان کروں انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ہمارے
سامنے ظاہر ہے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کی اس بات سے میں بہت
متاثر ہوا اور ان کی صحبت کا اشتیاق مجھ کو بڑھ گیا ان کی صحبت میں عجیب حالات ظاہر
ہوئے اتفاقاً اسی زمانہ میں ان کو سفر درپیش ہوا اور وہ تشریف لے گئے پھر ایک مدت
کے بعد مجھ کو خبر ہوئی کہ درویش خلیل کو مملکت ماوراء النہر کی بادشاہی ملی ہے چند روز
گزرنے پائے کہ مجھ کو ایک مقدمہ کے رفع کرنے کی ضرورت سے ان کی سلطنت
میں جانے کا سلسلہ ہوا اس مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے مجھ کو اپنی خدمت
اور صحبت کی عزت بخشی سلطنت کے زمانہ میں ان سے بڑے بڑے حالات مشاہدہ
ہوئے میرے حال پر انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی آداب خدمت مجھ کو سکھائے
ان آداب کا حصول اس راہ کی سیر وسلوک میں مجھ کو بڑا کارآمد ہوا چھ برس تک میں
اس طریقہ سے ان کی خدمت میں رہا کہ دربار میں ان کے ساتھ سلطنت کے آداب
بجالاتا اور خلوت میں ان کا محرم خاص رہتا تھا اپنے خاصان مملکت کے سامنے اکثر
فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رضائے خدا کے لیے خدمت کرتا ہے وہ مخلوق میں بزرگ
مرتبہ کو پہنچتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اس کلام سے ان کا کیا مقصد تھا اور کیا مراد تھی اور
فرمایا کہ ابتدائے احوال وغلبات اور جذبات و بے قراری کے زمانہ میں راتوں کو
اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا ایک رات تین متبرک مزاروں پر
پہنچا جس مزار پر میں جاتا اس پر ایک چراغ روشن نظر آتا چراغ دان تیل اور بتی سے
بھرا ہوتا مگر بتی کو تھوڑی سی حرکت دینا پڑتی تا کہ تیل سے باہر آجائے اور روشنی از سر

نو تازہ ہو جائے شروع رات میں حضرت عبدالواسع قدس سرہ کے مزار پر پہنچا وہاں
سے اشارہ ہوا کہ مزار حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ پر جانا چاہیے جب میں
وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں دو تلواریں میری کمر سے باندھی گئیں اور ایک گھوڑے پر
مجھ کو بٹھایا گیا اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزادجن قدس سرہ کے مزار کی طرف پھیر کر
مجھ کو روانہ کر دیا گیا آخر رات میں ان بزرگ کے مزار پر پہنچا وہاں بھی ایسا ہی
چراغ نظر آیا میں نے اس کی بتی بھی اونچی کی اور قبلہ رد ہو کر بیٹھا اور بے خبر ہو گیا اس
بے خودی میں میں نے دیکھا کہ جانب قبلہ کی دیوار شق ہو گئی اور ایک بڑا تخت نظر آیا
جس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے ایک سبز پردہ ان کے سامنے کھنچا ہوا تھا اور اس
تخت کے گرداگرد ایک جماعت حاضر تھی اس جماعت میں سے میں نے حضرت
بابائے سماسی قدس سرہ کو پہچانا تو میں نے جان لیا کہ یہ سب لوگ انتقال کیے ہوئے
ہیں مگر مجھ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کون بزرگ لوگ ہیں اور یہ جماعت کن لوگوں کی ہے
ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ ہیں اور
یہ جماعت آپ کے خلفاء کی ہے اور ان کے نام مجھ کو شمار کرائے اور ایک کی طرف
ان میں سے اشارہ کیا کہ یہ خواجہ محمد صدیق ہیں اور یہ خواجہ اولیاء کبیر ہیں اور یہ خواجہ
عارف ریوگری ہیں اور یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں اور یہ حضرت خواجہ رامیتنی ہیں ۔
جب حضرت خواجہ محمد بابا سماسی تک پہنچا تو کہا کہ تم نے ان کو حالت زندگی میں دیکھا
ہے یہ تمہارے پیر ہیں اور انہوں نے تجھ کو اپنی ٹوپی بھی عطا کی تھی میں نے کہا میں ان
کو پہچانتا ہوں اور ٹوپی کے واقعہ کو مدت ہوئی میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے انہوں
نے کہا وہ تمہارے گھر میں موجود ہے اور تم کو یہ خصوصیت دی گئی ہے کہ جو بلا کہ دنیا
میں کسی پر نازل ہو تمہاری برکت سے دفع ہو جائے گی ۔ پھر اس جماعت نے مجھ سے
کہا کہ کان لگاؤ اور اچھی طرح سنو کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کچھ تم
سے ارشاد فرمائیں گے جو سلوک طریق حق تعالیٰ میں تمہارے لیے نہایت ہی ضروری
ہیں میں نے کہا کہ میں حضرت خواجہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں پس وہ سبز پردہ میرے

سامنے سے اٹھالیا گیا میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا حضرت خواجہ نے دو ارشادات ایسے فرمائے جو ہر ایک مرتبہ سلوک ابتداء اوسط اور انتہا کے لیے نہایت ہی کار آمد ہیں۔ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ چراغ دان جو تیل سے بھرا ہوا تم نے دیکھا تھا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ میں اس طریقہ کے حصول کی قابلیت اور استعداد موجود ہے لیکن استعداد کی بتی کو حرکت دو تا کہ چراغ روشن ہو اور اسرار ظاہر ہوں اور قابلیت کے مطابق عمل کرو کہ مقصود حاصل ہو۔ دوسرا ارشاد یہ تھا کہ جس میں آپ نے مبالغہ سے یہ تاکید فرمائی کہ کسی بھی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر نہ رکھنا چاہیے اور عزیمت وسنت پر عمل رخصت اور بدعت سے دور رہنا اور احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے اور اسوۃ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے اور اسوہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متلاشی رہنا لازم ہے اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد خلفاء حضرت عبدالخالق قدس سرہ نے مجھے فرمایا کہ اس حال کی سچائی اور گفتگو کی حقیقت پر شاہد یہ امر ہے کہ آپ مولانا شمس الدین کے پاس جایئے اور ان سے فرمایئے کہ فلاں ترک نے سقا پر دعویٰ کیا ہے اور حق اس ترک کی طرف ہے مگر آپ سقا کی طرف داری کر رہے ہیں اگر سقا ترک کے دعویٰ کے حق ہونے سے انکار کرے تو آپ سقا سے فرمایئے کہ اے سقا تشنہ وہ اس کلام سے سمجھ جائے گا اور دوسرا شاہد یہ ہے کہ سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اور جب وہ حاملہ ہوگئی تو حمل کو ساقط کر دیا اور بچہ کو فلاں موضع میں دفن کر دیا اس پیغام کے پہنچانے کے بعد دوسرے دن صبح کے وقت تین مویشی لے کر ریگستان مروہ کی راہ سے شہر نسف کی طرف جایئے جب آپ پشتہ سے پار ہو جائیں تو ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہو گی اور وہ ایک گرم روٹی آپ کو دے گا آپ اس سے لے لیں اور کوئی بات اس سے نہ کریں ایک اور قافلہ ملے گا اس میں سے ایک سوار سے آپ کی ملاقات ہوگی

آپ اس کو نصیحت کرنا وہ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرے گا اور حضرت کی کلاہ مبارک جو آپ کے پاس ہے اس کو سیّد امیر کلال کی خدمت میں لے جانا۔ پھر اس جماعت نے مجھ کو حرکت دی اور میں ہوش میں آ گیا میں اسی وقت عجلت کے ساتھ گھر گیا اور گھر والوں سے ٹوپی کا قصہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک مدت سے وہ کلاہ فلاں مقام پر پڑی ہوئی ہے۔ جب کلاہ مبارک پر میری نظر پڑی تو میرا حال متغیر ہوا اور میں بہت دیر تک روتا رہا پھر صبح کی نماز مولانا شمس الدین قدس سرہ کی مسجد میں ادا کر کے مولانا سے سارا واقعہ بیان کیا وہ بہت حیران ہوئے سقا ان کے پاس موجود تھا وہ ترک کے دعویٰ کی حقانیت سے منکر ہوا میں نے سقا سے کہا کہ میرا ایک گواہ یہ ہے کہ تو سقائے تشنہ ہے۔ پھر میں نے سقا کے زنا اور حمل اور بچے کو دفن کرنے کا واقعہ موقعہ سے عرض کیا مولانا اور حاضرین مسجد اس مقام پر گئے اور جستجو کی تو بچہ اس مقام سے برآمد ہوا۔ سقا اپنے قصور پر نادم ہوا اور معافی مانگی۔ دوسرے دن اشراق کے وقت میں نے تین مویشی لیے اور میں ریگ مروہ کے راستہ نسف کی طرف چلا میری روانگی کی خبر پا کر مولانا نے مجھے طلب کیا اور بہت توجہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ تجھ میں طلب کا درد پیدا ہوا ہے اور اس درد کی دوا میرے پاس ہے تم یہیں ٹھہر جاؤ تا کہ میں تمہاری تربیت کروں مولانا کے اس ارشاد کے جواب میں میری زبان سے یہ نکلا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ پستان تربیت میرے منہ میں رکھیں اور میں اس کے سر کاٹوں یہ سن کر مولانا خاموش ہو رہے اور مجھ کو جانے کی اجازت دے دی۔

شرابی کی توبہ

میں نے اپنی کمر مضبوط باندھی اور اس کے بعد میں روانہ ہو گیا پشتہ کے پار ہونے کے بعد ایک پیر مرد سے ملاقات ہوئی اس نے ایک گرم روٹی مجھے دی میں نے وہ لے لی اور کوئی بات ان سے نہ کی۔ وہاں سے روانہ ہوا تو راستہ میں ایک قافلہ ملا

قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا ابنکت سے انہوں نے پوچھا وہاں سے کب روانہ ہوئے میں نے کہا طلوع آفتاب کے وقت جب میں ان سے ملا چاشت کا وقت تھا وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کل شام کے نکلے ہوئے ہیں جب میں ان کے پاس سے آگے بڑھا تو ان میں سے ایک سوار میرے پاس آیا اور اس نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کون ہیں مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر تجھے توبہ کرنی چاہیے۔ یہ سنتے ہی وہ فوراً گھوڑے سے اترا اور التجا کر کے اس نے توبہ کی وہ سوار اپنے ساتھ بہت سی شراب لیے ہوئے تھا سب شراب پھینک دی۔

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری

میں وہاں سے حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا کلاہ شریف آپ کی خدمت میں پیش کی حضرت امیر قدس سرہ نے بہت کچھ توجہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ یہ ٹوپی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کلاہ کو دو پردوں میں محفوظ رکھو۔ میں نے قبول کیا اور کلاہ مبارک لے لی۔

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فرمایا کہ منازل اور مقامات طے کرنے کے زمانہ میں منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا سا حال مجھ میں دو مرتبہ پیدا ہوا اور قریب تھا کہ میری زبان سے صدا نکلے جو حضرت منصور کی زبان سے نکلی تھی وہاں تو ایک ہی دار تھی اور میں دو مرتبہ اپنے آپ کو اس دار تک لے گیا اور اپنے آپ کو کہا کہ تیری جگہ اس دار پر ہے۔ لیکن فضل الٰہی سے یہ منزل طے ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر روئے زمین پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کے خلفاء میں سے ایک بھی موجود ہوتا تو منصور ہرگز دار پر نہ چڑھتے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

آپ نے فرمایا کہ اس ذوق وشوق کے غلبہ کے زمانے میں ایک روز بخارا سے نسف کی طرف جارہا تھا کہ صحبت حضرت امیر کلال قدس سرہ سے مستفیض ہوسکوں جب میں جغراتی کے مسافر خانہ کے قریب پہنچا تو حضرت خضر علیہ السلام ایک سوار کی صورت میں گلہ بانوں کی طرح ایک لکڑی ہاتھ میں لیے نمدہ کی ٹوپی پہنے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور وہ لکڑی مجھے ماری ترکی زبان میں کہا کہ تو نے گھوڑوں کو دیکھا ہے میں خاموش رہا حالانکہ کئی مرتبہ انہوں نے میرا سامنا کیا اور یوں پیش آئے میں نے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں آپ خضر ہیں۔ پھر وہ سرائے قراول تک میرے پیچھے پیچھے آئے اور مجھ سے فرمایا آیئے تھوڑی دیر ہم اور آپ ہم صحبت رہیں میں نے ان کے کہنے پر کوئی توجہ نہ دی جب میں حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہ کی خدمت مبارک میں پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی اشارہ فرمایا کہ تم راستہ میں خضر علیہ السلام کی طرف ملتفت نہیں ہوئے میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں آپ کی جناب کی طرف متوجہ تھا اس لیے ان کی طرف توجہ نہ دے سکا۔

قریب راستہ

آپ نے فرمایا کہ اگرچہ نماز روزہ ریاضت ومجاہدے حضرت حق تعالیٰ و تقدس تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں لیکن ہمارے نزدیک اپنے اختیار کو ترک کرنے اور اپنے اعمال کو قصور وار دیکھنے کے بغیر معاملہ درست نہیں ہوتا۔

امت مرحومہ

آپ نے فرمایا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا نصیب امتی من نار جهنم کنصیب ابراهیم من نار نمرود میری امت کے حصہ میں نار جہنم ایسی ہوگی جیسے ابراہیم علیہ السلام کے حصہ میں نار نمرود

ولایت

آپ نے فرمایا کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے تاکہ اس نعمت کا شکرادا کر سکے۔ ولی محفوظ ہوتا ہے۔ عنایت الٰہی ولی کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفات سے اس کو محفوظ رکھتی ہے۔ خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیے۔ معاملہ استقامت پر ہے۔ اولیائے کرام نے فرمایا ہے: **کن طالب الا ستقامة لا طالب الکرامة فان ربک یطلب منک الاستقامة و نفسک یطلب منک الکرامة** استقامت کا طلب گار بن، کرامت کا طلبگار نہ بن کیونکہ تیرا رب تجھے استقامت کا حکم دیتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے اور فرمایا کہ بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں چلا جائے اور درخت کے ہر پتہ سے آواز نکلے کہ اے خدا کے ولی تو پھر بھی ظاہر و باطن سے اس کی طرف توجہ نہ ہوگی بلکہ ہر لحظہ اس کی کوشش ہوگی کہ بندگی اور تضرع و نیازمندی کی صفت میں زیادتی کرنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم میں یہ انتہائی کمال تھا کہ جس قدر انعام واکرام خداوندی آپ پر زیادہ ہوتا اسی قدر آپ کی بندگی نیازمندی ومسکنت زیادہ ہوتی تھی چنانچہ اسی سبب سے آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

طریقہ نقشبندیہ

آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۂ وثقیٰ ہے سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی بدرجۂ کمال اقتدا کرنا اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کرنا اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ آخر تک اسی فضل حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت سے فتوحات ہیں مگر اتباع کی رعایت بہت ہی بزرگی والا کام ہے۔ فرمایا کہ ہمارے طریقہ سے جو روگردانی کرے اس کے دین کی خرابی کا اندیشہ

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت یعنی ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت سے حاصل ہوتی ہے اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں ہے اور فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا چاہیے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔ پیر کو چاہیے کہ طالب کے گذشتہ اور آئندہ کے حالات سے باخبر رہے تاکہ اس کے مطابق تربیت کر سکے۔ شرائط طلب میں سے یہ امر بھی ہے کہ جب کبھی جن دوستان حق سبحانہ کی مصاحبت کا اتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اس وقت صحبت کو زمانہ گذشتہ سے موازنہ کرے۔ اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے تو بقول اس مقولہ کے اچھی بات کو اختیار کر لو اور اس کی صحبت کو اپنے اوپر فرض عین سمجھے۔

مراقبہ، مشاہدہ اور محاسبہ

خدا تعالیٰ کی معرفت کے راستے جن سے عارفوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے دوسرے اس سے محروم ہیں اس کے تین طریقے ہیں۔ مراقبہ یہ ہے کہ نسیان رویۃ المخلوق بدوام النظر الی الخالق خالق کی طرف ہروقت دیکھتے رہنے کی وجہ سے مخلوق کی دید کو بالکل بھول جانا۔ مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے جس کو کماحقہٗ کم لوگوں نے حاصل کیا ہے اور میں نے اس کے حصول کے طریقہ کو معلوم کر لیا ہے اور وہ نفس کی مخالفت اور سنت کی متابعت ہے۔

مشاہدہ واردات غیبی کے معائنہ کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہے چونکہ جلدی گزر جاتی ہیں اور قرار نہیں پکڑتیں اس لئے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ صفت جو ہمارا حال بن جاتی ہیں ہم اس کو قبض اور بسط سے پہچان لیتے ہیں یعنی حالت قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حالت بسط میں صفت جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور محاسبہ یہ ہے کہ جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب

کرتے ہیں کہ کس طرح گزر رہا ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ نقصان کی چیز ہے تو ہم اس سے بازگشت کرتے ہیں اور از سرِ نو عمل اختیار کرتے ہیں۔ اگر دیکھتے ہیں کہ بہتر چیز ہے تو مشکور ہو کر ہم اس حال میں ٹھہر جاتے ہیں اور اُس عمل میں کوشش کرتے ہیں۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ کی توجہ

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی توجہ سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ ہم پہلے ہی قدم میں مراقبہ کی سعادت سے مشرف ہو جاتے تھے اور جب حضرت خواجہ قدس سرہ کی توجہ اور زیادہ ہوتی تو مقام فنا تک واصل ہوتے اور اپنے سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو جاتے۔ اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے کہ ہم صرف حصول دولت کا واسطہ ہیں ہم سے علیحدہ ہو کر مقصود حقیقی سے جا ملو۔ اصحاب تکمیل وارشاد کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستہ کے طالبوں کو طریقت کے گہوارہ میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں یہاں تک کہ وصل الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس بعد ان کو دودھ سے روکتے ہیں اور محرم بارگاہ احدیت بناتے ہیں تاکہ بلا واسطہ پیر کے براہ راست حضرت عزت وجلت قدرۃ سے فیض حاصل کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ عبادت میں اپنی ہستی کی طلب ہے اور عبودیت میں اپنی ہستی کا کھونا ہے۔ جب تک سالک میں کچھ بھی ہستی باقی ہے کوئی عمل نتیجہ بخش نہیں ہو سکتا۔

خدا تعالیٰ کی پہچان

آپ نے فرمایا من عرف اللہ لا یخفی علیہ شئی جس نے خدا تعالیٰ کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی یعنی عارف جب اشیاء کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ چالیس سال سے ہم آئینہ داری کر رہے ہیں ہمارے وجود کے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔ یعنی اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ کے نور

فراست سے دیکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ کی سیر

حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ کی سیر تمام آسمانوں اور زمینوں کے طبقات میں جاری ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اس گروہ کی نظر میں روئے زمین مثل دستر خوان کے پیش نظر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بصورت ناخن ہے لہٰذا کوئی شئے زمین کی ان کی نظروں سے غائب نہیں ہے فرمایا کہ اس ارشاد فرمانے کے وقت حضرت خواجہ عزیزاں قدس سرہ دستر خوان پر تھے۔

شرک

آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو سلامتی حق سبحانہ وتعالیٰ میں سونپ دے اس کی التجا غیر خدائے پاک سے شرک ہے۔ یہ شرک عوام سے معاف کیا جاتا ہے لیکن خواص سے معاف نہیں کیا جاتا۔

فیض صحبت

آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ تعلقات خلق کا بار صرف اس لیے اٹھاتے ہیں کہ خلق اللہ کے اخلاق مہذب ہو جائیں یا کسی ولی کی ان کو صحبت نصیب ہو جائے کیونکہ کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کے حال پر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت نہ ہو خواہ اس سے وہ ولی آگاہ ہو یا نہ ہو۔ جو شخص کسی ولی اللہ سے ملتا ہے اس نظر الٰہی کا فیض اس کو پہنچتا ہے۔

شمع کی مانند بن

آپ نے فرمایا کہ شمع کی مانند بن مگر شمع کی طرح مت رہو یعنی شمع دوسروں کو تو روشنی دیتی ہے مگر خود تاریک رہتی ہے تم ایسا مت رہو بلکہ خود بھی روشن رہو اور دوسروں کو بھی روشن کرو۔

ذکر خفی کی حقیقت اور خصوصیت طریقہ نقشبندیہ

آپ نے فرمایا کہ جب میں کعبہ شریف کے سفر سے واپس آیا تو ملک طوس میں پہنچا۔ خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ معہ اپنے مریدوں اور معتقدین کے بخارا سے ہمارے استقبال کے لیے آئے تھے اس وقت شاہ معزالدین حسین والی ہرات کا ایک خط ایک قاصد کے ذریعہ سے ہمیں پہنچا۔ خط کا مضمون یہ تھا میں شرف ملاقات سے مشرف ہونا چاہتا ہوں اور میرا حاضر ہونا مشکل ہے پس بحکم اس آیت شریفہ کے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ سائل کومت جھڑکو اور بمقتضا اس کے اذا رایت لی طالب فکن له خادما۔ جب تو میرے کسی طالب کو دیکھے تو اس کا خادم بن جا۔ ہم ہرات کی طرف متوجہ ہوئے جب ہم بادشاہ کے پاس پہنچے تو فقرا کی مراسم تعظیم کے بعد صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کو درویشی بطور سجادگی کے آپ کے بزرگوں سے پہنچی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکر جہر کرتے ہیں میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا درویشی تو ان ہی کاموں کو کہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے آپ ان میں سے کچھ بھی نہیں کرتے۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ کا جذبہ عنایت بے غایت جب مجھے پہنچا تو اس نے بلا یافت کے مجھے قبول فرمالیا۔ میں باشارہ الٰہی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اس طریقہ کے بزرگوں سے فیض پایا ان کے طریقہ میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا ان کے طریقہ میں کیا ہوتا ہے میں کہا وہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ رہتے ہیں اور باطن میں خدا کے ساتھ رہتے ہیں اس نے کہا کیا ایسا ہوسکتا ہے میں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مردان خدا وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی۔ میں نے کہا خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ارشاد ہے کہ خلوت در انجمن اور سفر

وطن اور ہوش دردم اور نظر برقدم پھر میں نے کہا وہ حضور اور ذوق جو ذکر بلند اور سماع میں پیدا ہوتا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہتا مگر وقوف قلبی کی مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ گرمی مجوالا از آتش درونی۔ گرمی اندرونی آگ کے سوا اور کسی چیز سے مت حاصل کرو۔ ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی ہی سے میسر ہو سکتی ہے اور وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ خود دل بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابر طریقت کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو اس کا علم باقی رہے کہ وہ ذکر کر رہا ہے (یعنی محویت نہ ہو) تو جان لے تو کہ ابھی وہ غافل ہے آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًاوَّ خِيْفَةً ذکر کرتو پروردگار کا دل میں زاری اور خوف کے ساتھ۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **لا تظهر ذكرك لنفسك فتطلب له عوضا** تو ذکر کو اپنے نفس پر مت ظاہر کر ورنہ وہ اس کا معاوضہ طلب کرے گا۔

چار نسبتیں

آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی تصوف میں چار نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے علم اور حکمت کو زیادہ کرے۔ دوسرے شیخ جنید بغدادی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے۔ تیسرے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے جو حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ہے۔ چوتھے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے اسی لیے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وقوف قلبی اور وقوف عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہ کریں کیونکہ یہ مخلوق کے واقف ہونے کا ذریعہ ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو گردن جھکائے بیٹھا تھا فرمایا **یا ابا العنق ارفع عنقك** اے ابا العنق اپنی گردن کو اٹھاؤ۔ فرمایا ذکر میں اس طرح

مشغول ہو کہ کوئی شخص اہل مجلس سے اس کے حال سے واقف نہ ہو سکے۔ فرمایا الذکر ارتفاع الغفلة فاذا رفعت الغفلة فانت ذاکروان کنت ساکتا ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں جب غفلت دور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تب بھی تو ذاکر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے۔ کھانے، پینے، کہنے، سننے، چلنے، پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے، قرآن پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے، وعظ کہنے وغیرہ میں چاہے کہ پلک جھپکنے میں بھی خدا تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی خدا تعالیٰ سے غافل نہ ہو شاید کہ وہ نظر لطف فرمائیں اور تجھ کو خبر نہ ہو۔

اکابر طریقت قدس اللہ اسرارہم نے ارشاد فرمایا من غمض عینیه عن اللّٰه تعالیٰ طرفة عین لا یصل الیه طول عمره.

جو شخص بقدر پلک جھپکنے کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے غافل رہا وہ عمر بھر میں بھی اس نقصان کو پورا نہ کر سکے گا۔ فرمایا کہ باطن کو نگاہ رکھنا بہت مشکل ہے مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے خاص بندوں کی تربیت سے جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

فرمایا:

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

خدا اور خاصان خدا کی عنایت کے بغیر فرشتہ خصلت آدمی کے بھی نامہ اعمال کی سیاہی دور نہیں ہو سکتی ایسے پیر بھائیوں جو ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں اصول صحبت کے پابند ہوں تو ان کی صحبت میں مقصود جلد حاصل ہو جاتا ہے

اور پیر کامل و مکمل کی ایک توجہ کی برکت سے اتنی صفائی باطن کی حاصل ہوتی ہے جو ریاضات کثیرہ سے پیدا نہیں ہوسکتی۔

عارف رومی فرماتے ہیں:

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زند بر چلہ سخرہ کند بر دہہ

شمس الدین کی ایک نظر شہر تبریز میں وہ کام کر گئی کہ اوروں کی چلہ کشیوں سے بہت آگے بڑھ گئی۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ساتھ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ہمسفر تھے جب بلند جگہ پر پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلند آواز سے تکبیر وتہلیل کہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا **ایھا الناس ارتعوا علی انفسکم انکم لا تدعون غائبا ولا اصماانکم لتدعون سمیعا قریبا** اے لوگو، ڈرو اپنی جانوں پر کیونکہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ تم ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والا ہے اور قریب ہے۔ فرمایا کہ مشائخ کا اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل اور اولیٰ ہے اور فرمایا کہ فرشتے بلند آواز سے ذکر نہیں کرتے۔ ذکر خفی ذکر جہر سے ستر (۷۰) درجہ افضل ہے۔

شفاعت

آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ہمارے سامنے جوتے بھی رکھے ہوں تو اس کی بھی ہم شفاعت کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے خستہ آدمی کے اصلی حالت پر لانے کی کوشش کرو اس کے بعد دل شکستہ کی اصلاح پر توجہ دو۔

غرور

آپ نے فرمایا کہ اس راستہ میں مغرور کا کام نکلنا نہایت مشکل ہے۔

فرمایا:

گرچہ حجاب تو بردن از حد است
ہیچ حجابے است چو پندار نیست

اگر چہ خدا کے اور تیرے درمیان بہت کچھ حجاب ہیں لیکن کوئی حجاب تیری خود پسندی سے بڑھ کر نہیں ہے۔

حال

آپ نے فرمایا کہ فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ کہے درد و حال سے کہے اگر بغیر حال کے کہے گا تو وہ حال کی سعادت سے محروم رہے گا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص دوڑا اس نے خدا کو پالیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائے گا جو اس کی راہ میں دوڑتا رہے گا۔ دوڑتے رہنا کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اس کی راہ کی طرف کوشش کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کو رازوں کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم الٰہی کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے بھید سے واقفیت رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے اخفاء الاسرار من الابرار اسرار کو چھپانا ابرار کا طریقہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی دعا کی برکت سے مسخ صورت یعنی صورت کا بگڑ جانا تو اس امت سے اٹھالیا گیا ہے مگر مسخ باطن یعنی دل کی خرابی باقی رہ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہم سے کبھی خلق کے دلی حالات اعمال واحوال کا اظہار ہو جاتا ہے ہمارا اس میں دخل نہیں یا تو الہام سے اس کی ہم کو خبر ہو جاتی ہے یا کسی اور ذریعہ سے ہم تک پہنچاتے ہیں۔

نیت

آپ نے فرمایا کہ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے اس لیے کہ نیت بخشش الٰہی ہے اس کا کسب سے کچھ تعلق نہیں۔ بزرگان دین میں سے ایک بزرگ

نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور فرمایا کہ لم یحضر فی النیۃ میری نیت حاضر نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حق کو باطل سے جدا کرنے کی نیت سے منطق پڑھنا جائز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی قابلیت کا جوہر بری صحبتوں کی وجہ سے خراب ہو جائے تو اس کے کام کی درستی دشوار ہے سوائے اہل تدبیر کی صحبت کے اور وہ سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ غیاب الزیارۃ مع حضور القلب خیر من دوامھا بلا حضور زیارت سے غائب رہنا حضوری دل کے ساتھ بہتر ہے بلا حضوری سامنے رہنے سے۔

رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا زر غبا تزدد حبا ایک دن چھوڑ کر ملا کرو اس سے محبت زیادہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ستون حنانہ کے پیچھے سے ہو کر پھر آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی جدائی کی طاقت میں نہیں رکھتا۔ اگرچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی محبت کے کمال کا اظہار کیا لیکن اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ارشاد مبارک کی تعمیل کرتے تو اور زیادہ بہتر ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر طالب کو مرشد کے کام میں مشکل پیدا ہو جائے تو چاہیے کہ طاقت کے مطابق صبر کرے اور کارخانہ اعتقاد کو برہم نہ کرے۔ ممکن ہے کہ اس پر راز ظاہر کر دیا جائے اور اگر طالب مبتدی ہو اور صبر کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کر لے کیونکہ اس کے لیے پوچھ لینا روا ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو وہ اس کے حل کرنے کے لیے لب کشائی نہ کرے کہ اس کے لیے سوال جائز نہیں ہے۔

کرامت

حضرت خواجہ قدس سرہ سے کرامت طلب کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری یہ کرامت کچھ کم کہ ہے باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چل سکتا ہوں۔

حضرت خواجہ قدس سرہ نہر کے اس کنارے پر جو مزار شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ کے برابر ہے درویشوں کے ساتھ تشریف فرما تھے اور صحبت گرم تھی اتنے میں ایک شخص کی زبان سے یہ نکلا کہ پہلے بزرگوں کو کرامت و تصرفات حاصل تھے اس زمانہ میں کوئی ایسا بزرگ نہیں ہے جس سے اس قسم کے امور سرزد ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں کہ اگر اس نہر کو اشارہ کریں کہ الٹی بہے تو اسی وقت الٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ نہر کا پانی الٹا بہنے لگا۔ ایک جماعت کثیر نے اس واقعہ کو دیکھا۔ جب حضرت خواجہ کا وقت اخیر ہوا تو آپ کاروان سرائے میں تشریف لے گئے اور مرض کے زمانہ میں اس سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کے حال پر مہربانی توجہ اور الطاف خاص فرمائے۔ آخر وقت دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔ بہت دیر تک دعا فرماتے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرہ پر رکھے تو آپ کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تہتر (۷۳) سال کی تھی ۳ ربیع الاول بروز پیر ۷۹۱ ہجری میں وصال فرمایا۔ مزار شریف بخارا میں ہے۔

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ حضرت خواجہ کے داماد بھی ہیں۔ بچپن سے ہی آپ کی طبع مبارک فقر کی طرف مائل تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد طالب مال وراثت نہ ہوئے بلکہ مشغول علم ہوئے۔ ابھی بچہ ہی تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی والدہ سے فرمایا کہ جب علاؤالدین بالغ ہو تو مجھ کو خبر کرنا چنانچہ جب آپ بالغ ہوئے تو ایک روز حضرت خواجہ نقشبند خود قصر عارفاں سے تشریف لائے اور مدرسہ

میں جہاں حضرت خواجہ علاؤ الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پڑھتے تھے دیکھا کہ ایک حجرہ میں پھٹے ہوئے بوریہ پر اینٹ سرہانے رکھے ہوئے مطالعہ کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ کی صورت دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی جگہ پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھالیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میری بیٹی آج بالغ ہوئی ہے اگر تم قبول کرو تو تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ میری عین سعادت ہے مگر میرے پاس کچھ سامان نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میری بیٹی کی قسمت میں رزق مقرر ہے وہ خزانہ غیب سے ملتا رہے گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ حضرت خواجہ نے اپنی بیٹی جنابہ صبیہ معصومہ کا نکاح حضرت علاؤ الدین سے کر دیا۔ بعد نکاح حضرت خواجہ علاؤ الدین نے حضرت خواجہ کی صحبت اختیار کی۔ حضرت خواجہ کی بھی ان پر نظر خاص تھی اپنے قریب ان کو بٹھاتے اور جلد از جلد ان کی طرف توجہ فرماتے تھے چنانچہ عرصہ قلیل میں ان کو کمال و تکمیل میں پہنچا کر اپنی حیات ہی میں تمام مریدوں کو ان کے حوالہ کر دیا۔ حضرت اکثر فرمایا کرتے کہ علاؤ الدین نے مجھ کو سبک بار کر دیا ہے بعد وصال حضرت خواجہ تمام مریدوں نے حضرت خواجہ علاؤ الدین سے تجدید بیعت کی حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے بھی جن کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا تھا کہ جو مجھ کو دیکھنا چاہیے وہ محمد پارسا کو دیکھے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین سے تجدید بیعت کی۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین صاحب طریقہ خاص تھے۔ ان کے طریقہ کو علائیہ کہتے ہیں ان کے مناقب و ماثر از حد ہیں۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجاورت خلق سے مجاورت حق تعالیٰ بہتر ہے فرمایا کہ مقصود زیارت مزارات اکابر قدس اللہ اسرارہم سے یہ ہونا چاہیے کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف اور ان کی روح کو وسیلہ سمجھے اور یہی حال خلق کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی طرف ہو لیکن درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے واسطے ہو۔ فرمایا طریقہ مراقبہ۔ نفی واثبات سے اعلیٰ واولیٰ ہے کہ طریقہ مراقبہ سے مقام نورانیت وتصرف

ملک وملکوت میں پہنچ سکتا ہے اور اشراق خواطر حاصل ہوتا ہے اور باطن طلاب کو منور کر سکتا ہے۔ دوام جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خاموشی ان تین صفات سے خالی نہیں ہونی چاہیے۔ نگاہداشت خطرات، توجہ ذکر دل، مشاہدۂ احوال کہ دل پر گزرتا ہو۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی دوام صحبت سے عقل معاد کو ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا صحبت سنت موکدہ ہے ہر روز یا ایک روز ناغہ کر کے ہونا چاہیے اور اگر مسافت دور ہو تو ہر ماہ یا تیسرے ماہ اپنے احوال کی اطلاع اپنے مرشد کو بذریعہ مکتوب وغیرہ کے ضرور دیتا رہے۔ جب حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وصال ہوا تو فرمایا کہ کوئی آرزو دل میں سوائے اس کے نہیں رہی کہ دوست آئیں اور مجھ کو نہ پائیں اور شکستہ دل ہو کر واپس جائیں۔ فرمایا کہ رسم عادت کو چھوڑو کہ جو کچھ رسم ہے عادت خلق ہے سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر ہمیشہ مضبوطی سے عمل کرو اسی اثناء میں کلمہ توحید پڑھا اور وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

تاریخ وصال ۲۰ رجب ۸۰۲ ہجری ہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت کے ایک مخلص نے خواب دیکھا کہ بڑی شاندار بارگاہ ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اس بارگاہ عالی کے قریب ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی بارگاہ ہے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ اس بارگاہ کی زیارت کے لیے داخل ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد نہایت بشاشت کے ساتھ واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ دیا گیا ہے کہ جس شخص کی قبر تمہاری قبر سے سو کوس کے فاصلہ پر ہوگی حکم الٰہی سے تم اس کی شفاعت کرو گے اور خواجہ علاؤ الدین کو ان کی قبر سے چالیس فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ دیا گیا ہے میرے ادنیٰ دوستوں اور طریقہ کی پیروی کرنے والوں کو ان کی قبر سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا درجہ دیا گیا۔ پس تم ان کی ہدایتوں کی پیروی کرو۔ آپ کا مزار شریف نو چغانیاں میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ.

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ پہلے خواجہ خواجگان شاہ نقشبند حضرت سیّد محمد بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کی صحبت میں رہے۔ خرقہ و خلافت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمائی آپ چرخ کے رہنے والے ہیں۔ جو غزنی میں ایک گاؤں ہے۔ آپ نے اپنی کتاب مناقب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب خدائے پاک کی عنایت بے غایت سے طلب کی خواہش اس فقیر کے دل میں پیدا ہوئی تو فیض لا متناہی کی کشش اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ میں بخارا میں آپ کی صحبت میں رہتا اور آپ کی خدمت کرتا حضرت خواجہ بھی مجھ پر خصوصی نظر کرم فرماتے یہاں تک کہ ہدایت خداوندی سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں۔ اشادات غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں نے کلام الٰہی سے تفاول کیا تو یہ آیت نکلی اُولٰٓـئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے پس تم ان کی ہدایتوں کی پیروی کرو۔ ایک روز مقام فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا مزار حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دم میرا دل حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا میرا باطن بے چین ہو گیا پس میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا حضرت خواجہ کی قیام گاہ قصر عارفاں پہنچا تو حضرت خواجہ کو راستہ میں کھڑے پایا حضرت نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور نماز مغرب کے بعد شرف صحبت بخشا حضرت خواجہ کی ہیبت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ کلام کرنے کی طاقت نہ رہی اثناء کلام حضرت خواجہ نے فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے۔ العلم علمان علم القلب فذالک العلم

النافع علم الانبیاء والمرسلین وعلم اللسان فذالک حجة الله علی ابن آدم ۔علم دو طرح کا ہے پہلا علم قلب اور یہ علم نفع دیتا ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے اور دوسرا علم زبان یہ اللہ کی حجت ہے آدم علیہ السلام کی اولاد پر۔ فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ علم باطنی کا حصہ تم کو ملے گا پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔اذا جالستم اهل الصدق فاجلسوهم بالصدق فانهم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم و ینظرون الی هممکم تم جب اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو سچائی کے ساتھ بیٹھو کیونکہ وہ قلب کے جاسوس ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں اس کے بعد ایک مدت تک حضرت خواجہ کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ حضرت خواجہ نے فقیر کو بخارا سے رخصت ہونے کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے تمہیں ملا ہے بندگان خدائے بزرگ و برتر تک پہنچانا تاکہ سعادت کا سبب ہو رخصت کے وقت تین بار حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تجھ کو ہم خدا کی سپرد کرتے ہیں اور اس سپرد کرنے میں بہت سی امیدیں ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے ان الله اذا استودع له شئی حفظه جب کوئی شخص کسی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سپرد کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے میں بخارا سے نکل کر شہر کش میں پہنچا اور کچھ دن وہاں قیام کیا۔اس قیام کے دوران خبر ملی کہ حضرت خواجہ انتقال فرما چکے ہیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ میرے دل پر اس واقعہ کا بہت رنج و صدمہ ہوا اور یہ خوف عظیم غالب ہوا کہ مبادا دنیا کی طرف میری طبیعت مائل نہ ہو جائے اور طلب خداوندی باقی نہ رہے میں نے خواب میں حضرت خواجہ کو دیکھا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاءِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نہیں ہیں مگر ایک رسول ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں بالفرض اگر وہ

وصال فرما جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔
اس واقعہ کے بعد خیال ہوا کہ اس زمانہ کے دوسرے درویشوں کے گروہ میں شامل
ہو جاؤں پھر دوسری مرتبہ خواب میں حضرت خواجہ کی زیارت ہوئی فرمایا قال زید
ابن الحارثہ الدین واحد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دین ایک
ہے۔ اس ارشاد سے میں سمجھا کہ دوسرے درویشوں میں شامل ہونے کی اجازت
نہیں ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت زید بن
حارثہ رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے منہ بولے صاحبزادے تھے۔ اسی طرح حضرات
خواجگان قدس اللہ اسرارہم بھی طالبوں کو فرزندی میں قبول کرتے ہیں اس لیے ان
کے اصحاب بھی دوسروں سے ممتاز ہیں۔ تیسری بار پھر حضرت خواجہ کی زیارت ہوئی
میں نے عرض کیا کہ قیامت میں آپ کو کس چیز سے پاؤں گا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا
کہ شریعت پر عمل سے کرنے اس بشارۃ میں اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے۔ جو کہ
آپ عالم حیات میں فرمایا کرتے تھے ہم نے جو کچھ پایا فضل الٰہی سے آیات قرآنی و
احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر عمل کرنے کی برکت
سے اور عمل سے نتیجہ طلب کرنے تقویٰ اور حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھنے شریعت
اور طریقۂ اہل سنت و جماعت پر چلنے اور بدعت سے پرہیز کرنے سے پایا۔ فرمایا کہ
جب حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ نے فقیر کو بخارا سے سفر کرنے کی اجازت فرمائی خواجہ
علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی طلب پر ان کے پاس بھیجا تھا ان کی متابعت کے لیے
اشارۃً حکم دیا تھا۔ پس جب میں بخارا سے کش پہنچا اور کش سے ولایت بدخشان کو گیا
تا کہ وہاں سے چرخ جا کر حصول علوم میں مشغول ہو جاؤں تو عنایت حق سبحانہ وتعالیٰ
سے حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے تشریف لائے اور قاصد کے
ہاتھ ایک خط فقیر کے پاس بھیجا اور اس اشارہ متابعت کو یاد دلایا چنانچہ میں آپ کی
خدمت عالی میں حاضر ہوا آپ کی نظر الطاف فقیر کے حال پر سب اصحاب سے زیادہ

تھی میں نے آپ کی صحبت میں ایک مدت صرف کی جب حضرت کا وصال ہو گیا تو میں نے چاہا کہ حضرت خواجہ کے اس ارشاد کی تعمیل کروں کہ جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے تو اس کو بندگان خدا کو پہنچانا اور بقدر امکان اس کی کوشش کرنا فقیر اپنے آپ کو اس خدمت کا اہل نہیں سمجھتا تھا مگر فقیر کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کا اشارہ خالی از حکمت نہیں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تفسیر اور دیگر عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ۸۳۸ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ ‌o آپ کا مزار شریف ہلتغور میں ہے۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی کافی عرصہ رہے آپ اپنے وقت میں صاحب آیات عظمیٰ اور کرامات کبریٰ اور اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے آپ کے زمانہ میں طالبان خدا کا سفر اس بارگاہ ولایت وارشاد مآب کی طرف ہوتا تھا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو عبیداللہ قدس سرہ کی طرح جانا چاہیے کہ چراغ مہیا اور فتیلہ تیار کیے ہوئے صرف آگ کا محتاج ہو جس وقت حضرت مولانا نے حضرت خواجہ احرار کو وقوف عددی کی تعلیم دی تو فرمایا کہ جو کچھ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے ہم کو پہنچا ہے وہ یہی ہے اور اگر تم طریقہ جذبہ سے طالبوں کی تعلیم کرنا چاہو تو تم کو اختیار ہے مولانا کے بعض مریدوں کے دل میں اس ارشاد سے کچھ خیال پیدا ہوا حضرت مولانا نے فوراً ارشاد فرمایا کہ خواجہ عبیداللہ میں قوت تصرف جیسی کہ ویسی موجود تھی صرف اجازت کی ضرورت تھی۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مولانا سے

اجازت طلب کی تو آپ نے حضرت خواجگان قدس اللہ اسرار ہم کا طریقہ پورا پورا بیان فرمایا جب رابطہ کے طریقہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اس طریقہ کے بیان کرنے میں وہشت مت کرو اور مستعد لوگوں کو پہنچاؤ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے ایک شخص کو فرمایا کہ اگر حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کی صحبت میں تجھ کو نسبت حاصل ہو گئی ہو اور پھر تو کسی اور عزیز کی محفل میں جائے اور اس سے بھی وہی نسبت حاصل کرے تو کیا کرے گا کیا خواجہ بہاؤ الدین کو چھوڑ دے گا پھر آپ نے خود ہی اس سوال کا جواب دیا کہ جہاں سے بھی تو اس نسبت کو پائے خواجہ بہاؤ الدین سے ہی اس نسبت کا پانا تسلیم کرنا اس حال کے متعلق آپ نے فرمایا کہ شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہ کا ایک مرید شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ میں آیا اسے سخت بھوک لگی ہوئی تھی اس نے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا یا شیخ قطب الدین حیدر خدا کے لیے کچھ دو۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین قدس سرہ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس درویش کو کھانا کھلاؤ درویش نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا شکر ہے اللہ کا اے قطب الدین حیدر آپ ہمیں کسی جگہ بھی بھوکا نہیں چھوڑتے۔ خادم نے یہ واقعہ شیخ الشیوخ سے بیان کیا اور کہا کہ درویش عجیب شخص ہے کھانا آپ کا کھاتا ہے اور شکر قطب الدین حیدر کا کرتا ہے حضرت شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ اس سے مریدی سیکھنا چاہیے کہ اس کو کوئی فائدہ کہیں سے پہنچے خواہ ظاہری ہو یا باطنی وہ اس کو اپنے پیر کی برکت سے جانتا ہے (آپ نے) حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا کہ مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر سے اس کی حاجتیں سوختہ ہو جائیں اور اس کی کوئی آرزو باقی نہ رہے اور دل کے آئینہ کی بصیرت میں اپنے پیر کے جمال کو دیکھ کر اپنی توجہ تمام قبلوں سے پھیر لیتا ہے اور اس کا قبلہ جمال پیر ہو جاتا ہے اور پیر کی اطاعت میں آزادی سے فارغ ہو کر نیاز اور تواضع کا سر سوائے پیر کے آستانہ کے اور کہیں نہیں ڈالتا بلکہ نیستی کا خط اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہے اور وجود غیر کے شعور

کے تفرقہ سے بھی رہائی پالیتا ہے فرمایا کہ اگر کوئی اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے اس کو چاہیے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس ومحتاج ظاہر کرے تاکہ ان کو اس پر رحم آئے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی درویش کی تصویر کسی دیوار پر کھینچ دی جائے تو اس دیوار کے پاس سے ادب کے ساتھ گزرے (اس سے مراد یہ نہیں کہ تصویر بنانا جائز ہے یہ ایک فرضی بات بتائی ہے اور اس میں ادب کا سبق دیا گیا ہے) فرمایا کہ بلند ہمت وہ شخص ہے کہ اپنی قوت ادراکیہ کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف مشغول کرے اور موقع کو ہاتھ سے نہ کھودے اور اپنے اللہ کے ساتھ ہر سانس میں مشغول رہے اگر وہ جانتا ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے کام میں لگائے جو خدائے پاک کے ساتھ مشغولی کا سبب ہو۔

بہترین عمل

آپ نے فرمایا کہ بعض اکابرین قدس اللہ اسرارہم نے بیان کیا ہے کہ نماز عصر کے بعد ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں بہترین عمل محاسبہ ہے کہ اس کے دن کا پورا وقت عبادت میں گزرا ہے یا معصیت میں اگر عبادت میں گزرا ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو استغفار کرے ایک جماعت نے کہا کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اس کی تاثیر سے وہ غیر حق سبحانہ سے ہٹ جائے اور حق سبحانہ کی طرف مائل ہو جائے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ بہترین عمل وہی ہے کہ اس میں مشغولیت کی وجہ سے غیر حق سے ملول ہو (یعنی رنجیدہ ہو) اور حق سبحانہ کی طرف مائل ہو۔

تاثیر جمادات

آپ نے فرمایا کہ جمادات کی تاثیر لوگوں کے اخلاق و اعمال میں ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہے چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ اس بارہ میں عجیب تحقیقات رکھتے ہیں کہ جمادات کی یہ تاثیر یہاں تک ہے کہ اگر کوئی شخص افضل

عبادات یعنی نماز کو ایسی جگہ ادا کرے جو کسی جماعت کے اعمال واخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہو تو اس نماز کا جمال اور اثر اتنا نہیں ہوسکتا جتنا کہ ایسی جگہ پر ادا کرنے سے ہوگا کہ وہ جگہ ارباب جمعیت کی برکات سے متاثر ہو اسی لیے دو رکعت نماز حرم شریف میں پڑھنا اور جگہوں کی دو لاکھ رکعت کے برابر ہے۔

وجد وحال

آپ نے فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اتنی کوشش کرو کہ مرضی حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اور کچھ تم میں باقی نہ رہے جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ اس حال میں اگر تم سے احوال ومواجید وکرامات صادر نہ ہوں تو بھی کوئی غم کی بات نہیں ہے۔

پیر کامل

آپ فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو جو چیزیں ناپسند تھیں وہ اس میں بھی نہ ہوں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے جو چیزیں ثابت نہ ہوں وہ اس میں بھی موجود نہ ہوں اس کی تمام خواہشیں اور خود اس کی ذات ایسا آئینہ ہو جائے جس میں سوائے اخلاق واوصاف نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اور کچھ نہ ہو۔ اس مقام میں اوصاف نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے موصوف ہونے کی وجہ سے تصرف حق سبحانہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے طالبوں کے باطن میں تصرف کرتا ہے اور اپنی مرضی سے بالکل خالی ہو کر مرضی حق پر پورے طور سے کھڑا رہتا ہے۔

مرید صادق

آپ نے فرمایا کہ سیّد الطائفہ قدس سرہ نے کہا کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس برس تک کوئی برائی اس کے بائیں پہلو والے فرشتے نے نہ لکھی ہو فرمایا کہ اس کا یہ

مطلب نہیں کہ مرید معصوم ہو جائے اور اس مدت میں اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ فرشتے اس کا گناہ لکھنے پائیں وہ اس کی مکافات میں مشغول ہو جائے اور کسی طریقہ سے اس گناہ کو اپنے اوپر سے دور کر دے۔

خاموشی

آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہ کی خدمت میں گیا مولانا اس وقت مباحثہ علمی میں ایک جماعت علماء کے ساتھ مشغول تھے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سکوت اور خاموشی بہتر ہے یا یہ بات چیت پھر آپ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر یہ شخص اپنی ہستی کی قید سے چھوٹ گیا ہے تو جو کچھ کرے گناہ نہیں اور اگر ہستی میں گرفتار ہے تو جو کچھ کرے وہ حماقت ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مولانا خاموش علیہ الرحمۃ سے اس سے بہتر کبھی کوئی کلام نہیں سنا تھا۔

شریعت، طریقت اور حقیقت

آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت و طریقت اور حقیقت کو ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جھوٹ کہنا امر ممنوع ہے اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو کوشش اور مجاہدہ سے جو کہ استقامت کا طریقہ ہے زبان سے دور کرے اس طرح کہ اس کے اختیار سے اور بے اختیاری سے اس کی زبان پر جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ باوجود اس کے ممکن ہے کہ اس کے باطن میں جھوٹ کی خواہش باقی رہے پس اگر اس کو بھی کوشش اور مجاہدہ سے دفع کرے اس طرح کہ اس کا باطن کذب کی خواہش سے پاک ہو جائے تو یہ طریقت ہے اور اگر ایسا ہو جائے کہ اس کے اختیار یا بلا اختیار کے اس کے دل اور زبان سے جھوٹ سرزد نہ ہو سکے تو یہ حقیقت ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ مولانا علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد کو بارہا نقل فرما کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

مردان غیب

آپ نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں مردان غیب اولیاء اللہ میں ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے ہوں اور رخصت سے پرہیز کرتے ہوں۔ ان کی جماعت رخصت والوں سے علیحدہ رہتی ہے رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ عزیمت پر عمل کا ہے۔

درویشی اور فنائے مطلق

آپ نے فرمایا کہ فنائے مطلق کے معنی یہ ہیں کہ سالک اپنے افعال اور اوصاف کی نسبت کو بطریق ذوق اپنے آپ سے نفی کرے اور ان کو فاعل حقیقی جل ذکرہ کے لیے ثابت کرے حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے اس قول کا کہ نفی اثبات سے جنگ نہیں رکھتی ہے مطلب یہی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں وہ بطور عاریت ہے اور مجھ کو اس کے عاریتاً ہونے کا علم نہیں ہے اس لیے میں اس کو اپنی ملکیت جان کر اس سے اپنا تعلق رکھتا ہوں اتنے میں مجھ کو اس کے عاریتاً ہونے کا علم ہوا اس کپڑے سے میرا تعلق فوراً منقطع ہو گیا حالانکہ وہ میرا لباس ہے اسی طرح تمام صفات کو اسی کپڑے پر قیاس کرنا چاہیے تاکہ دل کا تعلق ماسوائے حق تعالیٰ سے منقطع اور آزاد ہو جائے درویشی یہی ہے مگر لوگوں نے اس کو بہت لمبا چوڑا سمجھ رکھا ہے۔

وصل

آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں وصل یہ ہے کہ دل خدائے پاک کے ساتھ بہ سبیل ذوق جمع ہو جائے اور جب یہ حالت ہمیشگی اختیار کر لے تو اس کو دوام وصل کہتے ہیں انتہا یہی ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ کے اس ارشاد کا کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں، مطلب یہی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم واسطہ سے زیادہ نہیں ہیں اس لیے ہم سے منقطع ہو جانا چاہیے اور مقصود حقیقی سے ملنا چاہیے یہی وصل ہے۔

ابرار اور واصل

آپ نے فرمایا کہ اگر ذکر کا ملکہ ایسا ہو جائے کہ ہمیشہ دل حاضر رہے اور وہ اس حضور سے وابستہ ہو جائے تو اس کا شمار ابرار میں ہو گا اور حاضر مع اللہ کہہ سکتے ہیں۔مگر واصل مع اللہ نہیں کہہ سکتے واصل اس وقت ہو گا۔ جب کہ اس حضور کی نسبت بھی اس سے منتفی ہو جائے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کو بذات خود اپنے سامنے سمجھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ جب تو اللہ کی عبادت کرے تو ایسے ہو کہ گویا تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

انتہائی مرتبہ

فرمایا کہ انتہائی مرتبہ جہاں تک اولیاء اللہ کی رسائی ہوتی ہے کہ شاہد حقیقی میں نہایت استغراق کی وجہ سے مشاہدہ ان سے غائب ہو جائے۔

تجلی

آپ نے فرمایا کہ تجلی سے مراد کشف ہے اور یہ دو طرح کا ہوتا ہے پہلا کشف عیانی یعنی چشم ظاہری سے یہ کشف آخرت میں ہو گا۔ دوسرا کشف یہ کہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے کیونکہ محبت کی خاصیت یہ ہے کہ غائب کو محسوس کی طرح بنا دیتی ہے۔ یہ تجلی ارباب کمال کے قدم کی دنیا میں انتہا ہے یعنی اس سے آگے انہیں رسائی نہیں ہو سکتی۔

ہمت

آپ نے فرمایا کہ ہمت سے مراد دل کا اطمینان ہے کسی ایک امر پر اس طرح کہ اس کے خلاف کچھ دل میں نہ گذرے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کافر شخص بھی ہمیشہ اپنے دل کو کسی امر پر اور اپنی ہمت کو کسی چیز پر مقرر کرے تو وہ کام ضرور پورا ہو جاتا ہے اس کے لئے ایمان اور عمل صالح کی بھی کچھ شرط نہیں ہے فرمایا کہ ارباب تجربہ کو چاہیے

کہ کبھی کبھی اپنے مریدوں کی ہمتوں کا امتحان لیتے رہیں اور معلوم کریں کہ ان کی مناسبت حضرات اسماء کے کس مرتبہ تک پہنچی ہے اور ان کی ہمت کی تاثیر کیسی ہے۔

ہمت کی تاثیر

آپ نے فرمایا کہ ابتدائے جوانی میں ہم حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے ساتھ ہرات میں تھے ایک دفعہ ہم دونوں تفریح کے لیے جارہے تھے ہمارا گزر کشتی گیروں کے اکھاڑا میں سے ہوا وہاں ہم نے اپنی ہمتوں کو لگایا تو وہی شخص غالب ہوا پھر دوسرے شخص کے لیے خیال کیا گیا تو دوسرا غالب آیا پھر پہلے کے لیے خیال کیا گیا تو وہ غالب ہوا اسی طرح چند مرتبہ بطور امتحان کیا گیا اس سے مقصود یہ معلوم کرنا تھا کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ تک پہنچتی ہے تا کہ اس پر اعتماد ہو سکے۔

مظالم سے رہائی اور ترویج شریعت

دو درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں ملاقات کے شوق میں بڑی دور سے خانقاہ میں آئے خادموں سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ کہاں ہیں خدام نے کہا کہ بادشاہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر وہ اپنے آنے پر پشیمان اور وقت کے ضائع ہونے سے پریشان ہوئے اور کہا کہ عجیب شیخ ہیں کہ سلاطین کے دربار میں جاتے ہیں حالانکہ **بئس الفقیر علی باب الامیر** بہت برا ہے وہ فقیر جو امیروں کے دروازہ پر جائے۔ اتفاقاً دو چور بادشاہی قید خانہ سے بھاگ گئے سپاہی ان کی تلاش کرتے ہوئے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے ان درویشوں کو پکڑ کر دربار بادشاہ میں لے گئے اور کہا کہ یہ وہی چور ہیں جو جیل سے بھاگ گئے تھے اب ان کے بارے میں جو حکم ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ شریعت کے مطابق ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ اس وقت سلطان کے پاس تشریف فرما تھے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ دونوں درویش ہیں اور ہماری ملاقات کے لیے دور دراز سے آئے ہیں جب ہمیں نہ پایا تو پریشان حال اور شکستہ دل ہوئے اس کے بعد

حضرت خواجہ اٹھے اور دونوں درویشوں کو ہمراہ لے کر اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم دربار شاہی میں اسی لیے گئے تھے کہ ہاتھ کاٹے جانے سے تمہیں بچائیں اور فرمایا کہ امیروں کے دروازے پر وہ درویش برا ہے جو طمع کی وجہ سے دولت مندوں کے پاس جاتا ہو وہ درویش ہرگز برا نہیں جو مسلمانوں کی حاجتیں اور ظالموں کے شر کو رفع کرنے اور شریعت پاک رواج دینے کے لیے جاتا ہو۔ اس واقعہ سے انہوں نے اپنی بدگمانی سے توبہ کی اور حضرت کے مخلصین میں داخل ہوئے۔

کرامت

ایک عالم حضرت خواجہ قدس سرہ کے فضائل و کمالات کا شہرہ سن کر حضرت کی ملاقات کے ارادہ سے سمرقند روانہ ہوا جب شہر میں داخل ہوا شہر کے راستہ میں اونٹوں کی قطار پر غلہ کی بھری ہوئی بوریاں دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ اتنا بہت سا غلہ کس کا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا ہے عالم کے دل میں خیال آیا کہ فقیری کو اس دنیا کے مال سے کیا نسبت۔ یہاں سے واپس ہو جانا چاہیے۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ اتنی مسافت طے کر کے آیا ہوں ایک بار تو خود ان سے مل لوں آپ کی خانقاہ میں آکر بیٹھ گیا حضرت خواجہ اس وقت زنانہ مکان میں تھے۔ اسی اثناء میں بیٹھے بیٹھے اس کو غنودگی آ گئی اس میں اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ایک قرض دار اس کے پیچھے پڑا ہے اور اپنے ساتھ اس کو دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے اتنے میں حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ تشریف لائے اور قرض دار سے دریافت فرمایا کہ اس کے ذمہ تیرا کتنا قرضہ ہے اس نے مقدار بتلائی آپ نے اس سے فرمایا کہ اتنا مال مجھ سے لے لو اور اس بیچارے کو چھوڑ دو پھر آپ نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا اور اس کو چھڑا لیا اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی اور آپ اندر سے تشریف لے آئے مسکرا کر فرمایا کہ اتنی دولت ہم نے اس لیے جمع کی ہے کہ تم اور تمہارے جیسے لوگوں کو قرضداروں سے چھڑائیں (یہ عالم مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تھے)

واقعہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے جذبہ میں مجھے ارشاد خداوندی ہوا کہ اس راستہ کو کس طرح طے کرے گا۔ میں نے کہا اس طرح سے کہ جو میں کہوں اور جو میں چاہوں وہ ہو جایا کرے۔ اس کا جواب مجھ کو یہ ملا کہ جو ہم کریں اور چاہیں گے وہ ہوگا میں نے عرض کیا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں۔ پندرہ دن رات تک مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا گیا میرا حال خراب اور میں بہت پریشان اور ناامیدی کی حد تک پہنچ گیا تو بارگاہ رب العزت سے خطاب مستطاب پہنچا کہ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا تو میں نے اس طریقہ کو اختیار کیا جو خدا تک پہنچانے والا ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کا وصال شریف ۲۳ ربیع الاول ۸۹۵ھ شنبہ کی رات میں ہوا۔ محلّہ کفشیر میں مدفون ہوئے۔

بعد از وصال حضرت قدس سرہ کا سانس شریف جب منقطع ہوا یہ مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تھا کثرت سے شمع روشن کیے گئے جس سے مکان روشن ہو گیا اسی حال میں دیکھا کہ حضرت کے دونوں ابروؤں کے درمیان سے ایک نور چمک دار بجلی کی طرح پھیلا اس کی شعاعیں تمام مکان پر پڑیں جس سے تمام شمعوں کی روشنی ماند پڑ گئی جو لوگ اس وقت موجود تھے انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ ان کے اعظم واکرم خلیفہ ہیں۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں اور آپ کا حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا

اس طرح ہے کہ جب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ کے ارشاد کا شہرہ حضرت مولانا کے کان مبارک میں پہنچا تو آپ حصار سے سمرقند تشریف لائے سمرقند پہنچنے کے بعد محلّہ وانسر میں اترے جو دل پسند اور بہت سرسبز مقام ہے۔ ارادہ فرمایا کہ لباس تبدیل کر کے محلّہ کنسر جہاں۔ جہاں حضرت خواجہ قدس سرہ کا مکان تھا جائیں۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد زاہد جو کہ کمالات و مقامات عالیہ سے موصوف ہیں ہماری ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مولانا کے استقبال کے لیے جائیں، دوپہر اور سخت گرمی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو تیار کر کے لاؤ آپ اس پر سوار ہو گئے تو تمام مریدین آپ کے ساتھ روانہ ہوئے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں اس لیے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا کہ جس طرف چاہے چلے جب حضرت خواجہ محلّہ وانسر میں پہنچے جہاں مولانا ٹھہرے ہوئے تھے اونٹ خود بخود رک گیا حضرت خواجہ اونٹ سے اترے مولانا کو حضرت خواجہ قدس سرہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑے ہوئے تشریف لائے حضرت خواجہ کا استقبال کیا اور حضرت کے پاؤں کو بوسہ دیا حضرت خواجہ مولانا کے ساتھ اسی مقام پر خلوت میں ٹھہرے مولانا نے اپنے حالات کو حضرت خواجہ کی خدمت عالی میں عرض کیا اور بیعت کی خواہش عرض کی حضرت خواجہ نے حضرت مولانا کو بیعت فرمایا اور جو کچھ بتلانا تھا بتلا دیا طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت مولانا کو عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو مرتبہ و کمال و تکمیل تک پہنچا کر خلافت عالی سے مشرف فرمایا اور رخصت کی اجازت دے دی۔ اس وقت حضرت خواجہ کے بعض اصحاب جو موجود تھے بہت حیران و پریشان ہوئے کہ حضرت خواجہ نے پہلی صحبت میں ہی حضرت مولانا کو خلافت عطا فرمائی کیونکہ وہ لوگ عرصہ سے خدمت میں تھے۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ نے ان کو فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ و تیل اور بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے ہم نے اس کو روشن کر کے رخصت کر دیا۔ حضرت

مولانا کا وصال شریف ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوا۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o
آپ کا مزار شریف موضع وخش میں ہے۔

حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی اپنے ماموں حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت مولانا کے وصال شریف کے بعد آپ ان کے مستقل نائب ہوئے آپ بڑے پرہیزگار اور متقی تھے عزیمت اور احتیاط پر عمل فرماتے تھے آپ کی نسبت انتہائی صحیح اور محفوظ تھی اپنے وقت کے مرجع طالبان تھے کرامات ظاہر اور تصرفات روشن رکھتے تھے طریق گمنامی حالات کے چھپانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اپنے حالات کو خفیہ رکھنے کی خاطر بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیا کرتے تھے اس طائفہ عالیہ کے بزرگوں نے علم ظاہری کے پڑھنے پڑھانے کے مشغلہ کو باطن کی پوشیدگی کے لیے بہترین پردہ قرار دیا ہے آپ اپنے آپ کو اُسی پردہ میں چھپائے رہتے تھے کہ کسی کو آپ کے حال اور کمال سے آگاہی نہ ہونے پائے۔ حضرت مولانا خواجہ املنگی فرزند ارجمند حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپ کے روبرو ایک درویش نے شیخ نور الدین خوانی قدس سرہ جو شیخ حاجی میتو شانی قدس سرہ کے اکمل خلیفہ تھے کہ کمالات کا ذکر کیا انہوں نے میری طرف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند یہ شیخ بہت بزرگ معلوم ہوتے ہیں ان حدود سے گذر ہوگا تو میں بھی ان کی صحبت شریف میں پہنچوں گا۔ چنانچہ آپ کے اس ارشاد سے چند روز بعد حضرت شیخ نور الدین امکنہ تشریف لائے ہمارے والد علیہ الرحمۃ نے جب شیخ کے آنے کی خبر سنی تو فرمایا کہ آج دہی اور ملائی زیادہ تیار کرو کل انشاء اللہ ہم شیخ کی ملاقات کے لیے جائیں گے دوسرے روز آپ صبح کے وقت انہیں کپڑوں کے ساتھ جو آپ کے بدن پر تھے

اٹھے اور ان کے لئے تیار کی ہوئی چیزوں کو ساتھ لے کر شیخ کی ملاقات کے لیے روانہ ہوئے میں بھی ساتھ تھا جب ہم وہاں پہنچے تو اس وقت جناب شیخ ٹوپی اور کرتہ پہنے بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے میرے والد ماجد کو دیکھتے ہی وہ اٹھے اور سخت معانقہ فرمایا اور بڑی دیر تک بغل گیر رہے پھر اپنی دستار وجبہ منگوا کر پہنا اور ادب کے ساتھ دونوں مراقب ہو کر بیٹھ گئے میرے والد ماجد ان کے مراقب رہنے تک بیٹھے رہے پھر والد صاحب نے جانے کی اجازت چاہی شیخ نے چند قدم چل کر والد صاحب کو رخصت کیا اس کے بعد شیخ پھر مراقب رہے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ طالبان طریقت کی ان بزرگوں کے پاس بڑی آمد و رفت ہوگی لوگوں نے کہا یہ تو کوئی شیخ نہیں ہے بلکہ ایک ملاں ہیں اور بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے ہیں یہ سن کر شیخ نے فرمایا سبحان اللہ یہاں کے لوگ عجیب نابینا ہیں اور مردہ دل ہیں ایسے کامل و مکمل ولی سے فائدہ و فیض حاصل نہیں کرتے۔ جب شیخ کا یہ کلام لوگوں میں پہنچا تو ہر طرف سے طالبان طریقت حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کمالات کی تحصیل کرنے لگے مگر آپ ہمیشہ اپنی گوشہ نشینی اور پوشیدگی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے اور مخلوق خدا کی زیادہ آمد و رفت سے دل تنگ ہوتے تھے۔

کرامت

شیخ حسین خوارزمی قدس سرہ اپنے زمانہ کے مقتدا تھے جہاں کہیں وہ تشریف لے جاتے وہاں کے مشائخ کی ان کے تصرفات کے سامنے کوئی ہستی نہ رہتی تھی جو درویش آپ سے ملاقات کرتا آپ اس کی نسبت سلب کر لیتے۔ جب حضرت مولانا درویش محمد کے علاقہ سے ان کا گذر ہوا تو وہاں کے مشائخ ان کی ملاقات کے لیے گئے حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہم کو بھی شیخ حسین کی ملاقات کے لیے جانا چاہیے یہ فرما کر حضرت مولانا نے شیخ حسین کی نسبت اپنے باطن میں سلب فرمائی ادھر شیخ حسین قدس سرہ اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر حیران و پریشان ہوئے بے چین و

بے ہمت ہو گئے جب حضرت مولانا شیخ کی ملاقات کے لیے سوار ہوئے تو اس وقت حضرت شیخ نے اپنی نسبت کی بو پائی جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کی بو پائی تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیض مصر سے روانہ ہوا تھا۔ شیخ اونٹ پر سوار ہو کر اپنی نسبت کی طرف روانہ ہوئے جس قدر شیخ حضرت مولانا کے قریب ہوتے جاتے تھے اسی قدر اپنی نسبت کو زیادہ محسوس کرتے تھے جب اثنائے راہ میں باہم ملاقات ہوئی تو وہ خوشبو ختم ہو گئی اس وقت شیخ کو معلوم ہوا کہ میری نسبت کو حضرت مولانا نے اپنے تصرف سے سلب کیا تھا۔ پس شیخ نے نہایت عاجزی وانکساری اور مسکینی سے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ اس ملک کا تعلق جناب سے ہے اب میں واپس جاتا ہوں حضرت مولانا کو شیخ کے اس عجز وانکسار اور گریہ زاری پر رحم آیا اور اسی وقت شیخ کی نسبت کو واپس کر دیا چنانچہ شیخ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا اور اس نسبت کی واپسی کو غنیمت سمجھ کر اسی سواری پر اپنے وطن کو واپس چلے گئے اور اپنی قیام گاہ پر بھی نہ گئے۔

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد قدس سرہ کا ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ بروز پنج شنبہ کو وصال شریف ہوا آپ کا مزار شریف قریہ استفرار میں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے انہیں سے اس راستہ کے کمالات آپ نے حاصل فرمائے اور مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے اور تیس برس تک اپنے والد ماجد قدس سرہ کے مسند مشیخت پر جلوہ افروز رہے آنے جانے والے مہمانوں اور طالبان حق کی خدمت آپ خود بنفس نفیس کیا کرتے تھے حالانکہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ مبارک کانپتے تھے خود

مہمانوں کے پاس دستر خوان بچھاتے تھے اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ مہمانوں کی سواری گھوڑے سامان اور نوکروں چاکروں کی بھی خود ہی خبر گیری فرماتے آپ حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ کے اصل طریقہ کی پابندی کرتے تھے اور بدعات سے سخت متنفر تھے آپ کے وقت میں طالبان طریقت علماء فضلاء امراو فقراء برکات وفیض حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں جوق در جوق دوڑے چلے آتے تھے۔آپ کے خوارق کرامات بے شمار ہیں۔ طالبان حق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ دلوں کے خطرات پر آگاہی دلوں کے انجلا اور طالبوں کے باطن میں تصرف کرنے میں آپ بڑا کمال رکھتے تھے۔ ظاہری طور پر بھی شان عظیم اور دولت آپ کو حاصل تھی۔ملوک وسلاطین آپ کے آستانہ کی خاک کو سرمہ چشم بناتے تھے اور آپ کے حکم کے مطیع و فرماں بردار رہتے تھے۔

کرامت

عبداللہ خان والی توران کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ قائم ہے اور اس میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تشریف فرما ہیں ۔ ایک بزرگ خیمہ کے دروازہ پر عصا لیے ہوئے کھڑے ہوئے مخلوق کی عرضیں حضور علیہ السلام کے حضور میں پیش کر رہے ہیں اور ان کے جوابات آپ سے لاکر لوگوں کو دیتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ایک تلوار ان کے ہاتھ بھیجی اور انہوں نے وہ میری کمر کے ساتھ باندھ دی۔ میرے حال پر بڑی مہربانی اور شفقت فرمائی اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے ان بزرگ کے حلیہ کو ذہن میں محفوظ رکھا اور ان بزرگ کی تلاش میں مصروف رہا حتیٰ الوسع میں اپنے مقربوں اور درباریوں سے ان بزرگ کا حلیہ بیان کر کے ان کے متعلق دریافت کرتا رہا مگر کچھ پتہ نہ چلتا۔ یہاں تک کہ ایک روز ایک درباری نے بتایا کہ اس حلیہ کے بزرگ جن کو آپ بیان کرتے ہیں

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس اللہ سرہ ہیں ۔ میں یہ خبر سن کر بہت خوش ہوا ۔ آپ کا اسم گرامی مقام عادات واطوار تفصیل کے ساتھ بار بار سنتا ۔ پھر میں حضرت قدس اللہ سرہ کی خدمت مبارک میں ان کے ملک جا کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کا حلیہ بعینہ وہی ہے جو خواب میں دیکھا تھا میں نے نہایت عاجزی وانکساری کا اظہار کیا اور نذرانہ پیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ شربِ فقر نامرادی اور قناعت میں ہے ۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ. اطاعت کیجئے اللہ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی اور حاکموں کی میری درخواست للہ قبول فرمادیں ۔ یہ سن کر آپ نے ہدیہ قبول فرمایا اس کے بعد میں روزانہ صبح حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا رہا اور فیض یاب ہوا ۔

تصرف

سنا گیا ہے کہ پیر محمد خان بادشاہ ملک ماوراء النہر نے پچاس ہزار سواروں کے ساتھ باقی محمد خان پر جس کے پاس کل چار ہزار پیادے اور سوار تھے حملہ کیا ۔ باقی محمد خان حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور مدد کے لیے عرض کی ۔ آپ خود پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو نصیحت فرمائی کہ تو اس ارادہ سے باز آ ۔ مسلمانوں کو آپس میں جنگ کرنا جائز نہیں ۔ چونکہ کثرت فوج اور مال کثیر کا غرور اس کے دماغ میں تھا اس نے حضرت کے فرمان کو قبول نہ کیا ۔ آپ غضبناک حالت میں واپس تشریف لے آئے اور آتے ہی باقی محمد خان سے فرمایا کہ اے فرزند فوج کی کمی کا خیال نہ کر بہادر شیر کی طرح دشمن کی فوج پر حملہ کرو ۔ ملک ماوراء النہر کی سلطنت تجھ کو مبارک ہو ۔ دست شفقت اس کی پشت پر رکھا ۔ باقی محمد خاں آپ سے دعا لے کر روانہ ہوا اور اسی وقت حضرت مولانا درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ شہر کے کنارے ایک پرانی مسجد میں تشریف لے جا کر روبقبلہ مراقب اور متوجہ

ہو کر بیٹھ گئے ۔ وقفہ وقفہ سے دریافت فرماتے کہ کیا خبر ہے کہ اسی اثناء میں یہ خبر ملی کہ باقی محمد خان نے فتح پائی اور پیر محمد خان مارا گیا ۔ اس وقت آپ مراقبہ سے اٹھے اور اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے گئے ۔

تین طالب علم

تین طالب علم اپنے دلوں میں مختلف ارادے لیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ ایک نے نیت کی کہ آپ فلاں کھانا کھلائیں تو صاحب کرامت ہیں ۔ دوسرے نے کہا کہ فلاں میوہ عنایت فرماویں تو آپ صاحب عظمت ہیں تیسرے نے کہا اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں ۔ تو صاحب کرامت ہیں ۔ مولانا نے پہلے دونوں طالب علموں کو ان کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا فرمایا اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں نے جو کچھ حالات و کمالات حاصل کیے ہیں وہ صاحب شریعت علیہ السلام کی اتباع سے پائے ہیں ۔ لہٰذا درویشوں سے کوئی کام خلاف شرع نہیں ہوتا ۔ اس کے بعد تینوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ امر مباح کی نیت سے بھی اس جماعت کے پاس نہیں آنا چاہیے بسا اوقات درویش ان کاموں کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتے اور آنے والے بد اعتقادی کا شکار ہو جاتے ہیں اور فقراء کی صحبت کی برکات سے محروم کر دیئے جاتے ہیں ۔ جماعت فقراء کے نزدیک کرامات کا کوئی اعتبار نہیں ہے ان لوگوں کے پاس محض اللہ کے لیے آنا چاہیے تا کہ ان سے فیض باطنی کا کچھ حصہ نصیب ہو سکے ۔ آپ کی عمر شریف نوے برس کے قریب ہوئی ۔ آپ نے ۱۰۰۸ھ میں وصال فرمایا ۔ آپ کا مزار شریف قریہ امکنہ میں ہے ۔
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت مولانا خواجگی املنگی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اس کے باوجود آپ اویسی المشرب بھی تھے اور آپ کی تربیت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے بھی تھی اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کی روح مبارک سے بھی آپ نے تربیت پائی۔ آپ کی ولادت بمقام کابل ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ بچپن سے ہی اہل اللہ کے ساتھ محبت تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک بزرگ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھ پر ایک تجلی پڑی جس سے میں بے اختیار ہوگیا اور اسی حالت میں حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ذکر کی تلقین اور القائے جذبات سے سرفراز فرمایا اس کے بعد میں اہل اللہ کی تلاش میں مصروف ہوگیا اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کی۔

والدہ کی دعا

آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں نے اتنی ریاضتیں نہیں کیں جس قدر بعض اولیاء اللہ نے کیں لیکن اس نعمت عظمیٰ کے نصیب ہونے میں وہ انتظار اور بے قراری و بے تابی برداشت کی جو بہت سی ریاضتوں اور سختیوں کو شامل تھی اس زمانہ میں میری والدہ محترمہ میری بے قراری، بیداری کی کثرت، اور ناتوانی و کمزوری کے غلبہ کو دیکھ کر بہت ہی شکستہ دل اور رنجیدہ ہوتی تھیں اور نہایت ہی گریہ وزاری کے ساتھ از روئے عجز و نیاز بارگاہ بے نیاز میں عرض کرتی تھیں کہ خداوندا میرے اس فرزند کی مراد کو پورا کر دے۔ ورنہ مجھے زندہ نہ رکھ کیونکہ میں اس کی ناکامی اور بے آرامی کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتی۔ اکثر اوقات رات اور سحر کے درمیان آپ ایسی ہی دعائیں بارگاہ خداوندی میں کیا کرتی تھیں پس آپ ہی کی دعاؤں اور مناجات سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ مراتب مجھے نصیب فرمائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ہماری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے (آمین)

حضرت مولانا خواجگی املنکی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضری

آپ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں مولانا خواجہ املنکی کے پاس جاؤ اور ایک واقعہ میں حضرت خواجہ املنکی قدس سرہ ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ ہماری آنکھیں تمہارے انتظار میں لگی ہوئی ہیں اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ نے یہ شعر پڑھا۔

من گزشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ زکمیں
عالم آشوب نگاہے سر راہ ہم بگرفت

ترجمہ: میں غم کی انتہا کو پہنچ گیا تھا کہ محبوب نے چھپ کر مجھ پر نظر کرم فرمائی اور میں راہ میں بیٹھ گیا۔

آپ نے حضرت مولانا خواجگی املنکی قدس اللہ سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے کے لیے سفر کیا جب امکنہ ایک منزل پر رہ گیا تو حضرت مولانا خواجہ املنکی قدس اللہ سرہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ حضرت خواجہ محمد باقی ہمارے پاس آرہے ہیں تو مولانا آپ کے استقبال کے لیے آئے راستہ میں ملاقات ہوئی ۔مولانا نے آپ پر بہت ہی شفقت اور مہربانی فرمائی اور آپ کو اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خواجہ کے لیے سردی کا انتظام کرو حضرت خواجہ نے عرض کیا کہ میں سردی کا انتظام اپنے ساتھ رکھتا ہوں حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ تم ہر چیز رکھتے ہو یہاں تک کہ چراغ مہیا کر کے تیل اور بتی تیار کر کے لائے ہو بلکہ روشن کر کے۔حضرت مولانا نے آپ کو تین رات دن تک اپنے پاس رکھا اور اس مدت میں آپ بالکل خلوت میں مشغول رہے جو احوال و مقامات حضرت خواجہ کو حاصل تھے ان کو آپ نے سنا اور بہت پسند فرمایا اور دوسرے فوائد سے نوازا اس کے بعد خلافت سے مشرف فرمایا اور ہندوستان جانے کا حکم فرمایا حضرت خواجہ نے انکسار اور تواضع سے عذر کیا

حضرت مولانا نے فرمایا استخارہ کرو۔ استخارہ میں بھی اسی ملک کی ہدایت وارشاد کی آپ کو بشارت ملی۔

معاہدہ

جب حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت مولانا خواجگی املنگی قدس سرہ سے رخصت ہو کر پہلی منزل پر اترے تو حضرت مولانا آپ کی تلاش میں اس منزل پر تشریف لائے اور حضرت خواجہ سے فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں درجہ قرب عطا فرمادیں تو میری شفاعت کرنا حضرت خواجہ نے تواضع سے عرض کیا کہ یہ خواہش تو اس فقیر کی تھی حضرت مولانا نے فرمایا کہ اچھا دونوں طرف سے یہی معاہدہ ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ دونوں طرف سے یہ معاہدہ قرار پایا پھر حضرت مولانا نے حضرت خواجہ کو رخصت فرمایا اور خود واپس امکنہ تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا املنگی قدس سرہ کے بعض پرانے مریدوں کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کو صرف تین دن میں خلافت دے کر ہندوستان جانے کا حکم فرمایا گیا ہے تو غیرت سے جلنے لگے۔ حضرت مولانا کو جب اس کی خبر ملی تو فرمایا اے دوستو تم نہیں جانتے ہو کہ یہ جوان اپنا کام پورا کر کے ہمارے پاس آیا ہے اس نے ہمارے پاس صرف اپنے حالات کی تصحیح کی ہے پس جو شخص ایسا تیار ہو کر آئے گا اسی طرح جلدی سے رخصت کر دیا جائے گا۔ اس جوان سے ملک ہندوستان میں پوری رونق ظاہر ہوگی اور بلند ہمت طالب (اس سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تھے) اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ وکمال وتکمیل کو پہنچیں گے۔

حضرت خواجہ کی ہندوستان تشریف آوری

حضرت خواجہ قدس سرہ ہندوستان تشریف لائے تو ایک سال تک لاہور میں مقیم رہے (تقسیم ۱۹۴۷ء سے پہلے پاکستان اور انڈیا کو ہندوستان کہا جاتا تھا اور دونوں جگہ برطانیہ کی حکومت تھی) اکثر علماء وفضلاء آپ کی صحبت سے بہرہ ور ہوئے

اور اس کے بعد اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی بشارت اور حکم کے مطابق دہلی تشریف لائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شہر کو آفتوں سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ مقام مزارات بابرکات اولیاء اللہ کا مرکز ہے آپ یہاں قلعہ فیروزی میں تشریف لائے جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے پانچ وقت نماز با جماعت کے لئے آپ مسجد فیروزی میں تشریف لاتے اس زمانہ میں اکثر اوقات نماز عشاء کے بعد آپ مراقب ہوتے اور ایک ہی مراقبہ میں صبح کر دیتے فراغت نماز کے بعد جب آپ قیام گاہ پر تشریف لاتے تو اپنے مکان کے دروازہ پر تھوری دیر ٹھہر جاتے آپ کے تمام اصحاب دست بستہ سر جھکائے حلقہ کر کے نہایت ادب اور تواضع سے آپ کے حضور کھڑے رہتے اور کسی کو یہ ہمت نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے اور آپ بھی کسی کی طرف نظر نہ کرتے اور بصورت مراقبہ یا نظر برقدم کھڑے رہتے اگر اتفاقاً آپ کی نظر کسی پر یا کسی کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو وہ فوراً بے ہوش اور بے خبر ہو جاتا اور بے اختیار نعرے مارنے لگتا اور بعض لوگ تو مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے جس سے ایک شور پیدا ہو جاتا جس سے ارد گرد کے لوگ تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے اور وہ بھی صوفیوں کو دیکھ کر بے اختیار ذاکر ہو جاتے ان واقعات کی شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی تو جہاں جہاں بھی طالب صادق تھے وہ اس آفتاب عالم تاب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ دہلی اور اطراف واکناف کے مشائخ وقت باوجود خلافت ومشیخت کے اور سجادہ نشینی کے جاہ وحشمت ترک کر کے نیازمندی کے ساتھ آپ کے حضور حاضر ہونے لگے۔

آپ کا طریقہ

آپ کا طریقہ شریفہ گمنامی، گوشہ نشینی، حالات کو چھپانا، عجز وانکساری تھا۔ ضرورت کے سوا آپ گفتگو نہ فرماتے اور باوجود اس کے آنے جانے والوں کے ساتھ نہایت اخلاق اور شفقت ومہربانی سے ملاقات فرماتے مسلمانوں کی حاجتیں

پوری کرنے میں پوری کوشش فرماتے سادات اور علمائے کرام کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے اگر کوئی طالب طلب حق کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو عذر فرماتے اور انکساری سے اپنے آپ کو اس کے لائق نہ ہونا ظاہر فرماتے طالبان صادق آپ کے اس انکسار کو کسر نفسی علو منزلت اور بلندی مرتبہ کی دلیل سمجھتے تھے۔ جب آپ طالبوں کی طلب کی مضبوطی کو دیکھتے تو ان کو اپنے آغوش عنایت اور سایہ تربیت میں لے لیتے جس شخص کو آپ قبول فرما لیتے اسے توبہ کے لیے حکم دیتے اگر اس کے عشق و محبت میں ترقی دیکھتے تو اس کو اپنی صورت کو دل میں بطور رابطہ اور نگہداشت رکھنے کے لیے ارشاد فرماتے اور اس راستہ کی بہت سی فراخی عنایت فرماتے اکثر طالبوں کو آپ ذکر قلبی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اور بعض کو اسم ذات اللہ اللہ کا ذکر جاری کراتے۔ بہت سے طالب صرف آپ کے دیدار سے ہی آپ کی نسبت حاصل کر لیتے جس طالب کو آپ ذکر تعلیم فرماتے اس پر ہمت اور توجہ فرماتے تو اسی وقت اس کا دل ذاکر ہو جاتا۔ بعض پر اسی وقت عالم مثال یا عالم ارواح یا عالم معانی منکشف ہو جاتا بعض لوگ آپ کی توجہ سے مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے اور بعض بے خود ہو جاتے پھر آپ کی توجہ سے ہوش اور افاقہ ہوتا آپ کی یہ عنایتیں عام ہوتیں۔

مخلوق خدا پر رحم

آپ کے لاہور کے قیام میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا چند روز تک آپ نے کچھ نہ کھایا جب آپ کے پاس کھانا لایا جاتا تو آپ فرماتے یہ بات انصاف سے دور ہے کہ لوگ بھوکے مریں اور میں کھانا کھاؤں آپ اپنا کھانا لوگوں میں تقسیم فرما دیتے اور خود روحانی غذا پر بمو جب حدیث شریف **ابیت عند ربی هو یطعمنی و یسقینی** فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے میں اپنے خدا کے پاس رات کو رہتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اس طرح وقت گزارتے تھے۔

جانوروں پر شفقت

ایک مرتبہ سردی کے موسم میں آپ تہجد کے لیے اٹھے ایک بلی آ کر آپ کے بستر میں سو گئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے اور اس بلی کو نہ اٹھایا۔

طریقہ تبلیغ

اگر آپ کسی سے خلاف شریعت کام دیکھتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صراحت اور سختی سے نہ فرماتے بلکہ اشارۃً یا کسی واقعہ یا مثال سے سمجھاتے آپ اکثر اوقات فرماتے کہ جو شخص اس صحبت میں آتا ہے خود بخود ناجائز کاموں کو چھوڑ کر نیک کاموں کی طرف آ جائے گا۔ آپ کی مجلس بہشت کا نمونہ تھی کسی کو امر و نہی اور غیبت و اعتراض کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی مگر کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا تو آپ اس کو روکنے کے لیے فوراً اس کی تعریف شروع کر دیتے۔

زہد و استغناء

اسباب دنیا سے آپ کا زہد و استغنا اس درجہ کا تھا کہ آپ کی مجلس میں کوئی دنیاوی ذکر نہ ہونے پاتا اور دنیا کے کاموں کی کبھی کوئی تدبیر آپ اپنے لیے اور اپنے درویشوں کے لیے ہرگز نہ کرتے تھے درویشوں اور اپنے لوگوں کے لیے سوائے مسکینی اور فقر و فاقہ اور زہد و قناعت کے اور کچھ نہیں چاہتے تھے۔ بعض دولت منداور مالدار عقیدت مند لوگ عرض کرتے کہ ہم فقرائے خانقاہ کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ کے ساتھ جو لوگ نسبت معنوی کو درست کر چکے تھے ان کے لئے اس بات پر راضی ہونا ناممکن تھا آپ فرماتے کہ ان کو چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہماری طرح توکل و قناعت اور زہد و ریاضت میں مشغول رہیں ان کے علاوہ کم نسبت والوں کے لیے وظائف مقرر کرنا جائز رکھتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے کہ جس شخص کو ہمارے ذریعہ سے مالی امداد پہنچے تو اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمیں اس کے ساتھ دینی محبت میں کمی ہے آپ کے زہد کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ آپ نے سفر حجاز کا پختہ

ارادہ فرمایا۔ خانخاناں نے (جو ایک امیر معظم اور خاناں محترم سے تھا) اس خبر کو سن کر ایک لاکھ روپیہ آپ کے لیے اور آپ کے درویشوں کے لیے بھیجا اور عرض کیا اس قلیل مقدار کو قبول کر کے مجھ پر احسان فرمائیں۔

آپ نے قبول نہ فرمایا اور واپس کر دیا اور فرمایا حج کرنا ہمارے لیے اتنا ضروری نہیں کہ مسلمانوں کی اتنی رقم ہم اپنے آپ پر خرچ کریں آپ کے لباس اور طعام اور اقامت میں اس قدر سادگی تھی کہ اگر غیر مرغوب اور طبیعت کے ناموافق کھانے کتنے ہی دنوں تک مسلسل آپ کے پاس لائے جاتے تو بھی آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ اس کے سوا کچھ اور لاؤ۔ اسی طرح اگر بہت دنوں تک کپڑے آپ کے جسم مبارک پر رہتے اور میلے ہو جاتے ہرگز دوسرے کپڑے لانے کے لیے نہ کہتے۔ ایسے ہی آپ کی قیام گاہ کتنی ہی تنگ و تاریک اور شکستہ ہو جاتی اس کی تعمیر و توسیع کا خیال نہ فرماتے کیونکہ آپ کو دنیا سے بالکل محبت نہ تھی اور آپ دریائے تسلیم و رضا میں مستغرق رہتے تھے۔

باوجود ان تمام باتوں کے اور ضعف بدن کے جو آپ کو اکثر رہتا تھا۔ ہمیشہ آپ باوضو اور کثرت عبادت میں پوری طرح سے مشغول رہتے۔ عمر کے آخری حصہ میں نماز عشاء کے بعد اپنے حجرہ میں تشریف لے جا کر تھوڑی دیر مراقب رہتے جب ضعف اعضاء کا آپ پر غلبہ ہوتا تھکان ہو جاتی تو مراقبہ سے اٹھ کر نیا وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے جب اعضاء درد کرنے لگتے تو پھر از سر نو وضو فرماتے اور دو رکعت نماز ادا فرما کر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اور پوری پوری رات اسی طرح ختم کر کے صبح کر دیتے تھے۔

کھانے میں احتیاط

لقمہ طعام میں آپ کی احتیاط اس درجہ تھی کہ پاک جگہ سے قرض حسنہ لیتے اور اس میں سے آپ اور آپ کے درویشوں کے لیے کھانا پکتا۔ نذرانہ اور ہدیہ کو

بموجب حدیث شریف نحن لا نرد الهدیة (ہم ہدیہ واپس نہیں کرتے) اکثر رد نہیں فرماتے تھے اور اس سے قرضہ ادا کرتے اور تاکید فرماتے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو اور کھانے پکاتے وقت میں حضور اور جمعیت میں مشغول رہے اور اس وقت کلام دنیاوی میں مصروف نہ ہو آپ فرماتے تھے کہ جو لقمہ بے حضوری اور بے احتیاطی سے پکایا جائے اس کے کھانے سے دھواں اُٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کے وسیلے ہیں ایسے دل والے کے سامنے نہیں ہوتیں اور مریدوں کو اس کی احتیاط کی بہت ترغیب دیتے تھے۔

آپ کی والدہ کھانا خود پکاتیں

آپ کی والدہ ماجدہ نہایت عارفہ اور پاک دامن عورتوں میں سے تھیں۔ چونکہ حضرت خواجہ کی اس احتیاط سے واقف تھیں اس لیے بہت سی خادمہ عورتوں کی موجودگی میں آپ خود تنور میں روٹیاں لگاتی تھیں اور خود ہی نکالتی تھیں اور سالن بھی خود ہی پکاتی تھیں۔

اصطلاحات نقشبندیہ

۱۔ یادکرد

فرمایا کہ یادکرد کا مطلب ذکر خدا کرنا حضوری دل کے ساتھ۔ شیخ نے مرید کو جو ذکر تلقین فرمایا ہو اسم ذات یا نفی اثبات لسانی ہو یا قلبی ہر وقت اس میں مشغول رہے۔

۲۔ بازگشت

اس سے مراد یہ ہے کہ ذاکر ذکر کرتے ہوئے جس طرح زبان دل سے اللہ اللہ یا لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے اسی طرح اس کے بعد باطن میں خشوع وخضوع کے ساتھ کہے خداوندا مقصود من توئی و رضائے تو ترک کردم دنیا و آخرت برائے تو۔ محبت و معرفت خود دہ۔ شروع میں اگر سالک خود کو اس قول میں صادق نہ بھی جانتا ہو تب بھی

کہے کیونکہ اس سے تضرع وزاری اور ندامت وخجالت کے احساس میں اضافہ ہوگا۔ پھر رفتہ رفتہ اس قول میں صداقت کے آثار انشاء اللہ آشکارا ہو جائیں گے۔

۳۔ نگہداشت

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر کی حالت میں خطرات ووساوس سے دل کی حفاظت کرتا رہے اور خیالات پریشان سے دل کو متاثر نہ ہونے دے روزانہ ایک گھنٹہ دو گھنٹہ یا اس سے زائد وقت تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی خیال نہ آئے اور اس کی مشق یہاں تک کرے کہ ماسواء اللہ سبحانہ وتعالیٰ بالکل فراموش ہو جائے۔

۴۔ یادداشت

اس سے مراد یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ذوق وجدانی کے طور پر دائمی حضور وآگاہی حاصل ہو جائے اسی کو حضور بے غیبت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت خاصہ نقشبندیہ بھی اسی کو کہا جاتا ہے۔

۵۔ ہوش دردم

ہوشیار ہونا سالک کا ہر سانس میں کہ بیدار ہے یا غافل کوئی سانس ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو۔

۶۔ نظر برقدم

سالک کو چاہیے راہ چلنے میں نظر اپنے قدم گاہ سے تجاوز نہ کرے اور ہر وقت نشست نظر کو روبرو رکھے دائیں بائیں نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم ہے اور مانع حصول مقصود ہے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک کی رفتار سیر وسلوک میں اتنی تیز ہونی چاہیے کہ جس مقام پر نظر پہنچے فی الفور قدم بھی وہاں پہنچ جائے۔

۷۔ سفر دروطن

ناپسندیدہ صفات بشریہ سے پاکیزہ صفات ملکوتیہ کی طرف بڑھتے ہوئے

مقامات عشرہ۔(۱) توبہ (۲) انابت (۳) صبر (۴) شکر (۵) قناعت (۶) ورع (۷) تقویٰ (۸) تسلیم (۹) توکل اور (۱۰) رضا پر فائز ہو جانا۔

۸۔ خلوت در انجمن

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے۔آپ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن پر یعنی ظاہر میں خلق کے ساتھ رہنا اور باطن میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ زندگی کا اس انداز پر گزارنا کہ خلق خدا کے ساتھ روابط سالک کو مطلوب حقیقی سے باز نہ رکھ سکیں۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور اشیاء کی خرید وفروخت ذکر الٰہی پابندی صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرسکتی (حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے مندرجہ بالا آٹھ اصطلاحی کلمات ہیں جو طریقہ نقشبندیہ میں سنگ میل کا درجہ رکھتے ہیں)

وقوف عددی

ذکر میں سانس چھوڑتے وقت عدد طاق کا لحاظ رکھنا۔

وقوف قلبی

اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا۔

توبہ

آپ نے فرمایا کہ توبہ گناہ سے باز آنے کو کہتے ہیں چونکہ ہر ایک گناہ حجاب ہے اس لیے خلق سے قلبی جدائی میں توبہ کمال ہے جس کی وجہ سے خدا سے ملنا لازمی ہے۔

زہد

زہد یہ ہے کہ آدمی نفس کے رغبت والے کاموں سے باز آجائے چونکہ رغبت صرف متاع دنیا کے ساتھ وابستہ نہیں ہے اس لیے کمال زہد نامرادی میں ہے کیونکہ

یہ حالت مراد حقیقی سے ملی ہوئی ہے۔فرمایا کہ چو پیوند ہا بگسلی واصلی۔ اگر دنیا سے تعلق توڑلو گے خدا تعالیٰ سے واصل ہو جاؤ گے۔

توکل

خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور کمال توکل یہ ہے کہ اسباب کے وجود پر بھی نظر نہ رہے۔

قناعت

فضول چیزوں سے کنارہ کش ہو جائے صرف ضروریات زندگی پر اکتفا کرے کھانے، پینے، پہننے اور رہنے کی چیزوں میں اسراف سے بچنے کو قناعت کہتے ہیں اس کا کمال یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہستی پر اکتفا کریں اور اس کی خالص محبت سے آرام پائیں۔

عزلت

گوشہ نشینی مخلوق کے میل جول سے کنارہ کشی کو کہتے ہیں اس کا کمال یہ ہے کہ خلق کو دیکھنے سے چھٹکارہ ہو جائے۔

ذکر

خدائے ذوالجلال کے سوا ہر چیز کی یاد سے دل کے خالی ہو جانے او رماسوا کو بھول جانے کو ذکر کہتے ہیں اور ذکر کا کمال یہ ہے کہ اپنی یاد بھی باقی نہ رہے اور ھو الذکر و المذکور (وہی ذکر ہے اور وہی مذکور ہے) کا راز اس پر ظاہر ہو جائے۔

توجہ

تمام خواہشات سے نکل جانے اور پورے طور پر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں۔

صبر

نفس کی لذتوں کو ترک کرنے اور اپنی پیاری اور محبوب اشیاء سے باز رہنے کو صبر کہتے ہیں۔

مراقبہ

اپنے فعل وقدرت اور اپنے اوصاف واحوال سے جدا ہو کر فیضان الٰہی کے منتظر رہنے اور حق جل ذکرہ کے دریائے محبت میں ڈوب جانے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

رضا

اپنے نفس کی رضا سے باز آجائے اور رضائے الٰہی میں داخل ہو کر احکام ازلیہ کو تسلیم کرنے اور سر ذات عبدیہ کے تفویض کرنے کو کہتے ہیں۔

سالک ناقص

پس جو شخص معصیت میں پھنس گیا یا دنیا کی رغبت میں گرفتار ہے یا سبب کی طرف دیکھ رہا ہے یا بقدر ضروری معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا خلق سے میل جول رکھتا ہے یا اس کے اوقات یاد الٰہی سے معمور نہیں ہیں۔ یا خدا سے غیر خدا کو چاہتا ہے۔ یا نفس کے ساتھ مقام مجاہدہ میں نہیں ہے۔ یا اپنی ذات اور افعال پر نظر رکھتا ہے یا اپنی طاقت پر تکیہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو احکام ازلیہ کے حوالے نہیں کرتا تو وہ شخص یقیناً سلوک میں ناقص ہے فرمایا کہ پوشیدہ نہ رہے کہ بعض منتہی درویش جو اپنی خواہشات اور اپنے آپ سے اور تھوڑے پر اکتفا نہیں کرتے اور مخلوق کے اختلاط سے پرہیز نہیں کرتے اور مجاہدہ میں مشغول نہیں ہیں اس کی کوئی خاص اندرونی وجہ اور نیت ہوتی ہے۔ جس کو وہی جانتے ہیں۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ہر شخص کے لیے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے۔ خاندان نقشبندیہ کے اکابر قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں کہ جس کو اس راستہ کا درد دامن گیر ہو جائے چاہیے کہ وہ توبۃ النصوح کے بعد بقدر

طاقت زہد وتوکل قناعت وعزلت اور صبر سے مقامات مذکورہ پورے کر کے ذکر الٰہی میں اپنے اوقات کو مصروف رکھے اس کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ ذکر اور توجہ کا اہتمام کرے جس کو بازگشت کہتے ہیں۔ اکابر طریقہ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کا ذکر جذبہ کی طرف کھینچتا ہے اور جذبہ کی مدد سے تمام مقامات سہولت اور آسانی سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن استقامت ضروری ہے اور حقیقت توجہ اور مراقبہ سے جو یادداشت کی وجہوں میں سے ایک وجہ ہے سالک میں رضا کی صفت نسبت جذبہ کی تقویت اور اس کے کمال سے باآسانی ظاہر ہو جاتی ہے۔

کرامت

ایک مرتبہ آپ کے ہمسایہ پر نائب حاکم نے بہت ظلم کیا اور چاہا کہ اس کو گھر سے نکال دے یہ خبر حضرت خواجہ کو پہنچی آپ نے اس کو سمجھایا کہ اسی محلہ میں فقیر رہتا ہے تو اس سے درگزر کر یہ میرا ہمسایہ ہے مگر وہ نہ مانا آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں تیری نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی اور غصہ کے ساتھ وہاں سے تشریف لے آئے دو تین دن گزرے تھے کہ اس حاکم پر چوری کا الزام لگا اور اس کو معہ خویشاں قتل کر دیا گیا۔ آپ کے تصرفات بہت قوی تھے۔ ایک عورت بانجھ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہوتی اور میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہے اس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرما رہے تھے تھوڑی سی کھا کر باقی اس کو دے دی اور فرمایا کہ بالفعل مادۃ الحیاۃ حاضر ہے اس عورت نے وہ معجون حضرت کے دست مبارک سے لیکر کھائی اور اس کا مرض جاتا رہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو اولاد عطا فرمائی اور اس کے خاوند نے دوسرے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

وصال شریف

جب آپ کا سن شریف چالیس سال کا ہوا تو جس کسی کی وفات کی خبر سنتے آہ

سرد بھر کر فرماتے کہ خوب چھوٹا انہی دنوں آپ نے اپنی بیوی صاحبہ کو فرمایا کہ جب میری عمر چالیس سال کی ہوگی تو مجھ کو ایک عظیم واقعہ پیش آئے گا۔ پھر ایک روز فرمایا کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ پیراہن پہنو اس کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا اگر زندہ رہیں گے تو پہنیں گے۔ ورنہ پیراہن کفن ہی پیراہن ہے۔ ایک روز فرمایا کہ خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ جس کام کے لیے تم کو لائے تھے وہ پورا ہوگیا۔ ایک روز فرمایا کہ چند دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں کسی کا انتقال ہوگا۔ آپ کو ایام مرض میں ایک روز استغراق اس قدر رہا کہ حاضرین یہ سمجھے کہ نزع کی حالت ہے جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے اور ایسے حال سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ دوشنبہ ۲۵ جمادی الاول ۱۰۱۲ھ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۴ شوال المکرّم بروز جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱ھ بمقام سرہند شریف ہوئی۔ آپ کا نسب مبارک امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد محترم نے فرمایا کہ آپ کی ولادت سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ درندے بندر و ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ کہ اسی اثناء میں میرے سینہ سے ایک نور نکلا ہے اور اس نور میں ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے تمام ظالم و زندیق اور ملحدوں کو

بکری کی طرح ذبح کرتے ہیں اور کوئی شخص با آواز بلند کہتا ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا فرمادیجئے حق آیا اور باطل گیا بیشک باطل جانے والا ہے۔

اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے چاہی انہوں نے بعد توجہ ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں لڑکا عطا فرمائیں گے اس کے ذریعہ سے ظلمت والحاد اور بدعت اللہ سبحانہ وتعالیٰ ختم کرینگے۔

ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ ایسے علیل ہوگئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے آپ کے والد محترم نے دم کرانے کی غرض سے آپ کو شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اس کو دیر تک چوستے رہے حضرت شاہ صاحب نے آپ کے والد بزرگوار کو تسلی دی اور فرمایا کہ فکر نہ کرو اس بچے کی عمر دراز ہوگی اور یہ بہت عالم و عارف ہوگا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایام رضاعت کا ہے مگر حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ابھی تک یاد ہے۔ جب آپ چار پانچ سال کے ہوئے تو آپ کو مدرسہ میں داخل کرایا گیا بہت ہی قلیل مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔ بعد ازاں اپنے والد ماجد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے زیادہ حصہ علم آپ نے والد بزرگوار سے ہی پڑھا اور کچھ کتابیں سیالکوٹ جاکر حضرت مولانا کمال کشمیری کہ اجل علماء میں سے تھے ان سے پڑھیں ان کے علاوہ اور بھی علماء سے تعلیم حاصل کی سترہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوکر آپ درس و تدریس میں مشغول ہوئے طلباء کو بہت ہی محنت سے پڑھاتے تھے اسی اثناء میں ایک مرتبہ آپ کا آگرہ (کہ اس زمانہ میں دارالخلافہ تھا) جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سفر میں ابوالفضل سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی آپ اس کی بداعتقادی سے ناراض ہوگئے۔ وہاں سے واپس آکر آپ نے اپنے والد ماجد کی صحبت اختیار فرمائی سلوک طے کرنے کے بعد ان سے اجازت سلسلہ شریفہ چشتیہ

حاصل کی۔ مگر پابندی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بہت
مضبوطی سے اختیار فرمائی سماع وغیرہ سے پرہیز رکھا۔ اس زمانہ میں آپ سخت بیمار
ہو گئے آپ کی بیوی صاحبہ نے دو رکعت نماز قضائے حاجت پڑھ کر آپ کی صحت
کے واسطے نہایت ہی گریہ وزاری سے دعا مانگی اس حالت میں ان کو غنودگی ہوئی ایسا
معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم فکر نہ کرو ہم کو اس شخص سے بہت سے کام لینے ہیں
جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں سے ابھی ایک بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد پھر
آپ کو خدا تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ آپ کو ہمیشہ شوق طواف بیت اللہ وزیارت
روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے بے آرام کیے رہتا تھا
لیکن بوجہ خدمت والد بزرگوار کہ وہ بوڑھے تھے ان کی خدمت سے علیحدگی پسند نہ
فرماتے تھے۔ آخر کار بمشیت خداندی ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد بزرگوار وصال
فرما گئے۔ آپ ۱۰۰۸ھ میں بارادہ حج بیت اللہ شریف گھر سے روانہ ہوئے جب
دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیری نے جو کہ حضرت کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت
خواجہ محمد باقی باللہ کی تعریف فرمائی اور ان سے ملنے کی ترغیب دی چونکہ آپ کو بھی
نسبت عالیہ نقشبندیہ کا بہت ہی شوق تھا آپ فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں عالی
میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے بہت ہی خوشی سے ملاقات فرمائی اور
ارادہ وقصد دریافت فرمایا حضرت نے اپنا عزم ظاہر فرمایا اگرچہ حضرت خواجہ نہایت
دیر آشنا تھے مگر یہاں اپنی عادت مبارک کے برخلاف فرمایا کہ اگرچہ عزم بہت
مبارک ہے لیکن اگر چند روز ہفتہ یا مہینہ اس جگہ فقیر کے پاس قیام فرمائیں تو کیا
حرج ہے حضرت نے حسب الارشاد ایک ہفتہ رہنا اختیار فرمایا ابھی صرف دو یوم ہی
گزرے تھے کہ آپ کو شوق اخذ طریقہ نقشبندیہ غالب ہوا چنانچہ حضرت خواجہ قدس
اللہ سرہ سے عرض کیا حضرت خواجہ نے فی الفور بلا استخارہ داخل طریق فرمایا اور
خلوت میں لے جا کر توجہ فرمائی۔ چنانچہ اسی وقت آپ کا قلب مبارک ذاکر ہو گیا
اور ذکر کی حلاوت ولذت پیدا ہوئی۔ پھر وہ حالات وکیفیات پیش آئے کہ دیکھنے

اور سننے میں نہیں آ سکتے عرصہ قلیل دو ماہ و چند روز میں تمام سلوک نقشبندیہ بالتفصیل آپ نے طے فرمایا۔ انہیں ایام میں ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی علو استعداد دیکھ کر آپ کو خلوت میں طلب فرمایا اور اپنے حالات بیان کئے کہ جب مجھ کو حضرت خواجہ امکنگی قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ وہاں تم سے یہ سلسلہ جاری ہوگا میں نے اپنے میں اس کی قابلیت نہ پا کر عذر کیا تو انہوں نے استخارہ کا حکم فرمایا استخارہ میں مَیں نے دیکھا کہ ایک درخت کی شاخ پر ایک طوطی بیٹھی ہے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ میں آ کر بیٹھ جائے تو مجھ کو سفر ہندوستان میں کشائش ہوگی چنانچہ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گئی میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی صبح کو اٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت خواجہ امکنگی قدس اللہ سرہٗ کے حضور عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے ہندوستان میں تم سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا کہ جہان اس سے روشن ہوگا اور فرمایا کہ تم بھی اس سے بہرہ یاب ہوگے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب میں سرہند پہنچا تو واقعہ میں معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم قطب پڑوس میں آ کر ٹھہرے ہو اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا صبح اٹھ کر اس جگہ کے درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ملنے گیا لیکن کسی میں وہ قابلیت نہ پائی میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے باشندوں میں سے کسی میں قابلیت ہوگی کہ بعد ازاں ظہور میں آئے گی۔ چنانچہ جب تم کو دیکھا تو وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی موجود تھی نیز ایک روز دیکھا کہ میں نے ایک بہت بڑا چراغ جلایا ہے اور لحظہ بہ لحظہ اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور لوگ اس چراغ سے بہت کثرت سے چراغ روشن کر رہے ہیں اور جب سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو وہاں کے دشت و صحرا کو مشعلوں سے بھرا پایا اور اس بات کو بھی میں تمہارے ہی معاملہ میں اشارہ سمجھا غرضیکہ حضرت خواجہ نے آپ کو بشارت حصول دولت کمال و تکمیل عطا فرما کر سرہند کو رخصت فرمایا کچھ مدت حضرت سرہند شریف رہ کر پھر حضرت خواجہ قدس اللہ اسرارھم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اب کی مرتبہ حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت ارشاد عطا فرمائی اور خاص خاص اصحاب تربیت کے واسطے حضرت کے سپرد کیے اور خلعت خلافت عطا فرما کر رخصت فرمایا حضرت سرہند شریف پہنچ کر تربیت وتہذیب طالباں میں مشغول ہوئے اور اثر عظیم ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی و ساعت میں ہو جاتا تھا اور خلقت پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع ہو گئی کہ اسی اثناء میں حضرت خواجہ کا خط شوق ملاقات میں پہنچا حضرت اس کو پڑھتے ہی دہلی روانہ ہو گئے آپ کی تشریف آوری کی خبر جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو پہنچی تو حضرت خواجہ کابلی دروازہ تک پاپیادہ مع خدام استقبال کے لئے تشریف لائے اور حضرت کو باعزاز تمام لے کر گئے اور اپنے سامنے سرحلقہ بنا کر اپنے اصحاب کو تاکید فرمائی کہ ان کے سامنے نہ کوئی میری طرف متوجہ ہو اور نہ کوئی میری تعظیم کرے بلکہ سب ان کی طرف متوجہ رہیں اس فرمان کی تعمیل میں بعض کو متامل پایا تو فرمایا کہ یاد رکھو میاں شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں اور خود بھی مثل دیگر مریدوں کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے اور جب حلقہ یا مجلس سے اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے تو حضرت کی طرف پشت نہ کرتے بلکہ چند قدم برجعت قہقری تشریف لے جاتے اور اسی طرح تحریر میں بھی بہت نیازمندی ظاہر فرماتے لیکن حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے باوجود اس قدر احترام کے حضرت کے بھی ادب واعتقاد اور احترام شیخ کی کچھ انتہا نہ تھی حضرت خواجہ حسام الدین نقل فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہ کا حضرت پر نہایت ہی التفات تھا اور توقیر واحترام میں نہایت مبالغہ فرمایا کرتے تھے ایک روز کسی ضرورت سے مجھ کو حضرت کے بلانے کو بھیجا جیسے ہی میں نے جا کر کہا کہ آپ کو حضرت خواجہ بلا رہے ہیں سن کر چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور تمام بدن میں اضطراب اور رعشہ کی سی صورت پیدا ہو گئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ سنا کرتے تھے کہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ آج دیکھ بھی لیا۔ حضرت نے خود رسالہ مبدء المعاد میں اپنا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ہم چار آدمی جملہ مریدوں میں ممتاز طور پر حضرت خواجہ قدس

اللہ سرہٗ کی خدمت عالی میں رہا کرتے تھے ہر شخص کا حضرت خواجہ سے علاقہ واعتقاد علیحدہ تھا میرا تو یہ عقیدہ تھا کہ ایسی صحبت اور ایسی تربیت بعد زمانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ہرگز پیدا نہیں ہوئی اور ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر کیا کرتا تھا کہ اگر حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا لیکن الحمد للہ۔ اللہ کریم کا بے شمار شکر ہے کہ یہ صحبت مجھ کو نصیب ہوئی۔ جب حضرت دہلی سے واپس سرہند تشریف لائے تو حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ اکثر مکاتیب میں اپنے اصحاب کا حال ومقام حضرت سے دریافت کیا کرتے تھے اور ان کے واسطے دعا وتوجہ کی خواستگاری کرتے تھے اور ان مکاتیب میں عزیز متوقف کے اشارہ سے بھی کسی کا حال دریافت فرماتے اور اس کے واسطے بھی توجہ وہمت کی طلب فرماتے اول اول تو حضرت نے اس خیال سے کہ مبادا امتحان ہو تواضع وانکساری کرکے معذرت کی مگر جب حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کا الحاح حد سے گذر گیا تو اس ڈر سے کہ کہیں حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کے فرمان میں ترک ادب نہ ہو جائے تواضع واحترام سے تعمیل حکم کی۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ صاحب زبدۃ المقامات وخلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ تاج الدین سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ، نے فرمایا کہ عزیز متوقف سے خود حضرت خواجہ مراد ہیں اور حضرت خواجہ نے اپنے واسطے حضرت سے توجہ ودعا ترقی مقام چاہی تھی اور یہ بھی انہوں نے ہی لکھا ہے کہ آخر وقت میں حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کے اثر صحبت سے معلوم ہوا کہ توحید کا کوچہ تنگ تھا اور اس سے آگے شاہ راہ وسیع ہے غرضیکہ جو معاملہ ان پیر اور ان مرید کے درمیان گذرا وہ دیکھتے تو کہاں سنا بھی نہیں۔ بلکہ کتابوں میں بھی نہیں پڑھا۔ حضرت خواجہ نے ایک روز فرمایا کہ میاں احمد مکمل مرادوں اور محبوبوں سے ہیں۔ ایک روز فرمایا کہ ان کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے۔ ایک روز فرمایا کہ بعد صحابہ وکمال تابعین ومجتہدین ان کی مانند گنتی ہی کے اخص وخواص

گذرے ہیں فرمایا کہ میں نے اس تین چار سال میں پیری نہیں کی بلکہ کھیل کیا ہے مگر الحمدللہ کہ میرا کھیل اور دوکانداری رائیگاں نہیں گئی کہ ایسا شخص ظاہر ہوا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کی سرگرمی تربیت طالبان اسی وقت تک رہی جب تک کہ میرا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا اور جب میرے کام سے فارغ ہو گئے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا اپنے آپ کو مشیخت سے علیحدہ کرلیا اور طالبان کو میرے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ یہ تخم بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند میں بویا۔ تیسری بار حضرت جب سرہند سے دہلی حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ضعف بدن بہت معلوم ہوتا ہے امید حیات کم ہے اور اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبداللہ کو کہ اس وقت شیر خوار تھے طلب فرما کر اپنے سامنے توجہ کروائی بلکہ ان کی والدہ کو بھی غائبانہ توجہ کرائی اس کے بعد جب حضرت وطن سرہند واپس تشریف لے گئے پھر حضرت قدس اللہ سرہٗ سے ملاقات نہ ہوئی۔ سرہند پہنچ کر چند روز وہاں حضرت نے اقامت فرمائی پھر لاہور تشریف لے گئے لاہور کے تمام اصاغر و اکابر علماء و فضلاء داخل طریقہ ہوئے اور صحبت و حلقہ سر گرم ہوا۔

نقل ہے کہ یہاں کے ایک عالم نے حضرت سے خلوت میں سوال کیا کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں مسئلہ وحدت الوجود کی نسبت کہ چنداں شرع سے موافقت نہیں رکھتا مع ہذا بعض اکمل اولیاء کا مشرب تھا کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے ان کے کان میں چند باتیں کہیں کہ جس کو سن کر وہ رونے لگے اور چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا اور با انکسار تمام حضرت کے زانوں پر ہاتھ لگا کر رخصت ہو گئے۔

یہ نہ معلوم ہو سکا کہ حضرت نے ان کو کیا فرمایا۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خبر وصال شریف حضرت کو لاہور میں پہنچی اور آپ اس سخت صدمہ کی حالت میں فوراً دہلی تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر صاحبزادگان و پیر بھائیوں سے تعزیت کی حضرت خواجہ کے اصحاب نے آپ کا تشریف لے جانا نعمت سمجھا اور حاضر

حلقہ و مجلس ہوا کرتے تھے ۔ حضرت بحکم وصیت پیر بزرگوار و التماس یاران دل فگاران اُن کے احوال پر دل و جان سے متوجہ ہوتے گویا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں جو طراوت و تازگی تھی حضرت کی توجہات کی برکت سے از سر نو شروع ہوگئی مگر عین سرگرمی افادہ و افاضہ میں بعض حاسدوں نے حضرت خواجہ کے حضرت سے استفادہ کو طرح طرح کے رنگ میں مخلصوں کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کی جو کہ باعث کشیدگی طرفین ہوا اول اول حضرت نے پند و نصائح فرمائے مگر جب اس سے کام نہ چلا تو پھر بعض کی نسبت صلب فرمائی ادھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ناواقف حال مریدوں نے حضرت خواجہ کے مزار پر حضرت کے خلاف ختم پڑھے اور دعائیں کیں لیکن کسی سے کچھ نہ ہوا۔ حضرت وطن سرہند شریف واپس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد باشارہ غیبی سب نے عفو تقصیر چاہی او رحضرت نے براہ کرم معاف کر دیا اور بعد ازیں ماہ جماوی الاخریٰ میں ماہ انتقال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ دہلی تشریف لائے اور کچھ دنوں قیام فرما کر واپس سرہند تشریف لے گئے۔

آپ کے فضائل وخصائص

حضرت کے اس قدر فضائل و خصائص ہیں کہ جن کی تفصیل مشکل ہے۔ من جملہ ازیں ایک یہ ہے کہ آپ کا خمیر طینت اس مٹی سے بنا کہ جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی تخلیق و تکمیل سے باقی رہی تھی چنانچہ اس بات کا اظہار حضرت نے مکتوب نمبر ۱۰۰ جلد سوئم میں کیا ہے اور یہ بات کچھ عقلاً و نقلاً بعید بھی نہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور اتارتے ہیں ہم معین اندازے سے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو بھی فرمایا ہے کہ تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں طیران کرتا ہے پس ممکن ہے کہ جس خاک کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے واسطے تیار کیا ہو اور وہ انوار و برکات والی خاک کے بقیہ حصہ سے اپنے کسی ولی کی خمیر طینت بھی کر دی ہو۔

منصب قیومت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو منصب قیومت عطا فرمایا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بعد نمازِ ظہر مراقب بیٹھا ہوا تھا اور حافظ قرآن پڑھتا تھا کہ ناگاہ میں نے اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی کو پایا، ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومت تمام ممکنات ہے کہ بوراثت وطبعیت خاتم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم عطا ہوا ہے کہ اتنے میں سیّد المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور مبارک باد منصب قیومت دی اور قیوم کی مفصل کیفیت حضرت کے مکتوبات شریف، مکتوب ۹۷-۸۰ جلد سوئم میں درج ہے۔

بشارت شفاعت

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت کو بشارت دی کہ قیامت کو ہزارہا آدمی آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔

بشارت وسیلہ

ایک روز آپ کو حلقہ ومراقبہ میں دید قصور غالب ہوئی کہ اسی اثناء میں کہا گیا

غفرت لک ولمن توسل بک بواسطة و بغیر واسطة الی یوم القیامة

بخشش فرمائی تیری اور اس شخص کی جس نے تیرا وسیلہ اختیار کیا کسی واسطہ سے یا بغیر واسطہ کے قیامت تک اور فرمایا کہ جو کوئی میرے طریق میں کسی واسطہ سے یا بغیر واسطہ کے مرد وعورت قیامت تک داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو مجھے دکھادیا اور ان کے نام ونسب مولد ومسکن بتلایا گیا اگر چاہوں تو تمام بیان کردوں اور فرمایا کہ مجھے بشارت دی گئی کہ جس مسلمان کے جنازہ پر تم نماز پڑھو گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں گے اور فرمایا کہ ایک بار غایت انکساری سے یہ خیال آیا کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں معلوم نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی ومقبول ہیں یا نہیں پھر اسی وقت القاء خداوندی ہوا کہ جو کچھ لکھا بلکہ جو گفتگو فرمائی تمام مقبول ہے بلکہ تمہارا کہنا اور لکھنا ہمارا کہنا ہے اور فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر اس طرح ظاہر فرمایا کہ میری تمام مرقومات (یعنی کتابیں اور تحریریں) حضرت امام مہدی آخری الزمان رضی اللہ عنہ کی نظر سے گزریں گی اور ان کی مقبول ہوں گی اور فرمایا کہ مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو معاملات وکمالات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر افاضہ فرمائے ہیں وہ تا امام مہدی علیہ الرضوان اور کسی پر نہ ہوں گے۔

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو طریقہ جدیدہ عطا فرمایا۔ آپ سے پہلے سیر سالکین صرف ولایت ملاء اعلیٰ صغریٰ یعنی قلب پر منحصر تھی اور شاذ ونادر کسی کو ولایت کبریٰ میں ہو جاتی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ پر ولایت کبریٰ ولایت ملاء اعلیٰ وکمالات نبوت ورسالت والوالعزم وحقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی وحقیقت محمدی وحقیقت احمدی وحب صرف ولاتعین ونیز حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن وحقیقت صلوٰۃ ومعبودیت صرفہ منکشف فرمائیں اور ان مقامات کی تفصیل حضرت نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد سعید وخواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو سیر کرائی اور ان سے ان کے صاحبزادوں وخلفاء کو سیر ہوئی اور اب بفضلہ تعالیٰ آج

تک اس طریقہ میں ان مقامات کی سیر کہ جس کو سلوک مجددی کہتے ہیں جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اس طریقہ عالیہ کی نسبت حاصل کریں گے اور یہ نسبت ان پر کامل ظہور کرے گی اور فرمایا کہ سوائے نبوت جو کمالات بشر میں ممکن ہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے۔ غرضیکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ پر بے شمار مہربانیاں فرمائیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو علم سموات سکھانے آیا ہوں اور فرمایا کہ علم لدنی مجھ کو حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے ملا ہے۔

زیارت کعبہ

ایک مرتبہ حضرت کو زیارت بیت اللہ کا شوق زائد از حد غالب ہوا اسی بے قراری میں دیکھا کہ تمام عالم جن وانس نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ حضرت کی طرف کرتے ہیں حضرت اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے اور متوجہ کشف اسرار کے ہوئے معلوم ہوا کہ (انوار) کعبہ مکرمہ آپ کی ملاقات کے واسطے آیا ہے اور آپ کا احاطہ کیا ہے اسی وجہ سے جو لوگ کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ آپ کی طرف معلوم ہوتے ہیں اسی اثناء میں القا ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق رہتا ہے اس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔

نسبت نقشبندیہ

ایک روز حضرت حلقہ میں مع یاراں مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہما تشریف لائے اور ایک خرقہ آپ کے دوش مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت نے جو آنکھ کھول کر دیکھا کہ شاہ سکندر ہیں جلدی سے اٹھے اور بتواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر نے فرمایا کہ میرے جد امجد نے اپنے وصال کے قریب یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آتا ہے میرے سپرد کیا تھا اور فرمایا کہ اس کو امانتاً اپنے پاس رکھو جس کو میں کہوں گا اس کے حوالہ کرنا اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد نے تمہارے حوالہ کرنے کے واسطے واقعہ میں کہا لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاک تھا مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید کی۔ چارو نا چار لے آیا ہوں چنانچہ حضرت وہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے وہاں آپ کے دل میں خطرہ گزرا کہ مشائخ کے بھی عجیب معمول ہیں کہ جس کو جامہ پہنا دیا وہی خلیفہ بن گیا ورنہ یہ چاہیے کہ پہلے خلوت معنوی پہنائیں بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں۔ بمجرد اس خیال کے دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ مع تمامی خلفاء تا حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور اپنی نسبت خاصہ کے انوارات سے مالا مال کر دیا۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال گزرا کہ میں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں اور یہاں یہ معاملہ گزرا کہ اسی اثناء میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے لے کر تا حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہم الرحمۃ سب تشریف لائے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر بیٹھے اکابرین نقشبندیہ نے فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچے۔ اکابرین قادریہ نے فرمایا کہ انہوں نے اول چاشنی ہمارے خوان سے کھائی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت کے ایام شیر خواری میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ تشریف لائے تھے اور حضرت اس وقت علیل تھے اور شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے دہن شریف میں دے دی تھی اور آپ نے اس کو خوب چوسا تھا اور اب خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے۔ اسی بحث میں حضرات چشتیہ و کبریہ و سہروردیہ بھی تشریف لائے اور کہا کہ ہم بھی ان کے دعوے دار ہیں (کیونکہ ان کے خاندان کی حضرت کو اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بیعت حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ خلافت ملی تھی) حضرت نے فرمایا کہ اس وقت اس قدر ارواح اولیاء عظام جمع ہوئیں کہ تمام مکان گلی و کوچہ دشت و صحرا بھر گیا اور اس بحث میں صبح سے ظہر کا وقت آ گیا کہ اسی

اثناء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تشریف فرما ہوئے اور بکمال کرم ونوازش سب کی تسلی ودلاسا فرما کرارشاد مبارک فرمایا کہ چونکہ شیخ احمد کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اس واسطے اس کی ترویج کریں اور دیگر باقی سلاسل کی نسبت بھی القا کریں کہ ان کا حق بھی ثابت ہے اور اسی پر دعائے خیر فرمائی گئی اور سب حضرات تشریف لے گئے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فرمایا کہ طریقہ قادریہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کے بعد کم لوگ مانند حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نظر آتے ہیں۔

مسجد وخانقاہ مجددیہ

ایک دن آپ نے مسجد وخانقاہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ شریعت یہاں آ کر اتری ہے جیسے کاروان آ کر ٹھہرتا ہے۔

خناس

آپ نے فرمایا کہ ایک دن حلقہ میں حافظ قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ دفعتہً بعض وساوس دربارہ قرآن شریف میرے دل میں آنے لگے میرے دل میں خیال آیا کہ نفس مطمئنہ ہو گیا ولایت متحقق فنا وبقا حاصل ہو گئی پھر یہ خطرات کہاں سے پیدا ہوئے چنانچہ اس راز کے کشف کے واسطے متوجہ ہوا بعد توجہ بسیار والتجا بیشمار کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرغ عظیم الخلقت میرے سینہ سے نکل کر باہر چلا گیا غور کیا تو معلوم ہوا کہ سینہ میں بھی خناس تھا کہ جو وسوسہ ڈالتا تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو اسی خناس کی شر سے پناہ مانگنے کے واسطے فرمایا گیا تھا۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ترجمہ: ''آپ کہیے کہ میں آدمیوں کے مالک آدمیوں کے بادشاہ آدمیوں کے معبود کی پناہ

لیتا ہوں وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وسوسہ ڈالنے والا جن ہو یا آدمی ہو'' اور القا ہوا کہ اصل دین میں جو خطرہ گزرتا ہے اس کا منشا یہی خناس ہے کہ سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے اور ہر وقت نیش زنی کرتا رہتا ہے پھر القاء ہوا کہ ہم نے خناس کے آشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کر دیا آپ نے فرمایا کہ بعد خروج اس خناس کے عجیب شرح صدر حاصل ہوا۔

ہندوستان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

آپ نے فرمایا کہ مجھ کو مکشوف ہوا کہ ہندوستان میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں لیکن کسی کا ایک تابع ہوا کسی کے دو غرضیکہ تین سے زیادہ کسی کے نہیں پائے جاتے اگر چاہوں تو ان کا مکان و جگہ بعثت بتا دوں بلکہ ان کی قبور بھی کہ ان کے انوار نظر آتے ہیں۔

مذہب حنفیہ

آپ نے فرمایا کہ بلا شائبہ تکلف و تعصب کہتا ہوں کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں مثل دریائے عظیم کے معلوم ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب مثل حوض کے ہیں۔

زیارت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک صفہ بلند پر جمیع انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر مجلس ہیں چنانچہ میں بھی اس صفہ پر پہنچا مگر وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کہ اسی اثنا میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو۔ یہ سن کر سب نے تھوڑی تھوڑی حرکت کی اور میرے بیٹھنے کی جگہ با فراغت نکل آئی اور میں اس جگہ بیٹھ گیا۔

اجازت نامہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے حضور میں حاضر ہوں کہ حضور نے ایک اجازت نامہ جیسا کہ مشائخ اپنے خلفاء کولکھ دیا کرتے ہیں مجھ کو مرحمت فرمایا۔ لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ میں ابھی کچھ کسر ہے کہ اتنے میں ایک شخص آ کر مجھ سے وہ اجازت نامہ بحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم لے گیا اور اس پر کچھ لکھوا کر اور حضرت محبوب رب العالمین کی مہر سے مزین کروا کر مجھ کو لا کر دیا ہے اس کے متن میں الطاف عظیمہ دنیا کے متعلق لکھے ہیں اور اس کی پشت پر لکھا ہے کہ تم کو اجازت نامہ آخرت عطا ہوا ہے اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا ہے کاغذات اجازت نامہ بہت طولانی ہے اور اس پر بہت سی سطریں لکھی ہوئی ہیں اور فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے پاس اس طرح بیٹھا ہوں جیسا کہ بیٹا اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہو کہ اسی عرصہ میں وہ اجازت نامہ لپیٹا ہوا ہاتھ میں لئے ہوئے حرم شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ داخل ہوا کہ دیکھتا ہوں کہ ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے سامنے فرمانے لگیں کہ میں تیرے انتظار میں تھی تو یہ کام کر۔ فرمایا کہ مجھ کو یہ حضوری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم وام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی غیر نہیں معلوم ہوتی تھی (بلکہ جس طرح بیٹا اپنے ماں باپ کے پاس ہوتا ہے اس طرح تھا)۔

خلعت قیومیت

آپ نے فرمایا کہ ایک دن بعد نماز فجر میں نے دیکھا کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے جدا ہو گیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ یہ خلعت زائلہ

کسی کو دیں گے یا نہیں اور یہ آرزو ہوئی کہ فرزندی محمد معصوم کو عطا کریں بعد لمحہ کے دیکھا کہ محمد معصوم کو عطا ہوا ہے اور یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے کہ ترتیب و تکمیل سے متعلق ہے اشارہ ہے اور خلعت جدیدہ کا جب معاملہ انجام کو پہنچے امید ہے کہ براہ کرم اس کو فرزندی محمد سعید کو عطا فرمائیں۔

حضرت کے تصرفات

ایک شخص کو حضرت نے بشارت ولایت ابراہیمی دی اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا تو زیادہ اطمینان قلب ہوتا رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور حضرت کو بھی وہاں موجود پایا کہ اسی اثنا میں حضرت نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا ۔صبح کو جب وہ شخص بیدار ہوا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی رات کا واقعہ بیان کرنے ہی والا تھا کہ حضرت نے خود ہی فرمایا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے۔

واقعہ شیخ طاہر قدس سرہ

حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں متوجہ یاراں تھا معلوم ہوا کہ شیخ طاہر لاہوری کا نام دفتر سعدا سے خارج کر کے دفتر اشقیا میں داخل کر دیا ہے چنانچہ اسی وقت متوجہ دفع شقاوت شیخ مذکور ہوا عین التجا وتضرع میں معلوم ہوا کہ یہ امر لوح محفوظ میں درج ہے اور مشروط کسی شرط کا نہیں ہے اس وقت کمال یاس اور ناامیدی ہوئی مگر معاً قول حضرت سیّد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یاد آیا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو مجال تبدیلی نہیں لیکن مجھ کو ہے اگر میں چاہوں تو وہاں بھی تصرف کر سکتا ہوں پھر از سر نو ملتجی و متضرع ہوا اور عرض کی اے اللہ العالمین آپ نے اپنے ایک بندہ کو اس نوازش سے سرفراز فرمایا ہے آپ کے کمال کرم سے بعید نہیں ہے اگر اس عاجز کو بھی ممتاز فرماویں چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ شیخ طاہر کو اس بلا سے نجات ہوگئی مگر اس وقت معلوم ہوا کہ ایک

قسم کی قضا ہے کہ وہ لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے اور عند اللہ مطلق ہوتی ہے اور اس میں اخص الخواص کو دست تصرف ہوتا ہے اور یہ معاملہ بھی اسی قسم آخر سے تھا۔

اولیاء را ہست قدر از اللہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

زیارت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص حضرت سے طریقہ قادریہ میں مرید ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت کے کوئی مہمان تشریف لائے انہوں نے اس مرید ہونے والے شخص کی سفارش کی کہ اس کا باپ میرا دوست تھا۔ اس کو آپ نے طریقہ قادریہ میں داخل کیا ہے حضرت غوث اعظم سے بھی اس کو ملادیں تھوڑی دیر بعد حضرت مکان سے باہر تشریف لائے اور اس شخص کو بلا کر فرمایا کہ قطب ستارہ کی طرف دیکھ اس نے جو دیکھا تو اس میں سے ایک شخص سیاہ کملی پہنے ہوئے اس شخص کے پاس تشریف لائے حضرت نے فرمایا کہ یہی غوث اعظم ہیں چنانچہ وہ شخص فی الفور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بوس ہوا اور حضرت غوث الاعظم واپس تشریف لے گئے۔

اثر صحبت

ایک شخص نے جو کہ ابھی حاضر خدمت نہیں ہوا تھا آپ کی خدمت مبارک میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں عرض کیا کہ صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم جو کہ ایک ہی صحبت سے اولیاء کے جمیع حالات پر سبقت لے جاتے تھے اور افضل ہو جاتے تھے اس کی کیا وجہ تھی حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس سوال کا حل صحبت پر موقوف ہے۔ چنانچہ وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اول صحبت میں وہ حالت پیدا ہوگئی کہ بیان نہیں ہوسکتی اسی روز حضرت نے اس کو بلا کر فرمایا کہ آج میں نے تیرا ورق پلٹ دیا ہے تیری سمجھ میں آ گیا ہوگا اس نے حضرت قدس سرہ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

بعد وصال نسبت

ایک شخص نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے میری نعش حضرت کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا کہ داخل طریق فرمالیں کیونکہ حضرت کا طریقہ تھا کہ اموات کو بھی اعطائے نسبت فرمایا کرتے جب اس کا انتقال ہو گیا وصیت کے مطابق اس کا لڑکا اس کے جنازہ کو حضرت کی خدمت میں لایا آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔ دوسرے روز اس کے لڑکے نے حلقہ میں دیکھا کہ اس کا باپ حضرت سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا سرگرم ذکر ہے۔

زمانہ قید

جب جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں نور جہاں کا اختیار چلنے لگا اور شیعہ کی کثرت ہو گئی۔ چونکہ نور جہاں شیعہ تھی حضرت نے شیعہ کے عقائد کے رد میں مکاتیب و رسالہ رد روافض لکھ کر جا بجا اپنے مریدوں کو بھیجے چنانچہ شیعہ اس بات سے حضرت کی جان کے دشمن ہو گئے تو ایک روز موقعہ پا کر حضرت کا یہ مکتوب بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ شیخ احمد اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل بتلاتا ہے اور اپنا مقام ان کے مقام سے برتر کہتا ہے اس بات کا بادشاہ کو غصہ ہوا اس نے حضرت کو بلا کر دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص حضرت علیٰ مرتضیٰ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل جانے وہ دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ کوئی اپنے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے۔ حالانکہ اصول صوفیہ سے ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو سگ گرگیں کہ خبیث ترین مخلوقات سے ہے بہتر جانے بدتر از سگ گرگین ہے اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب سمجھے ہیں وہ سیر عروج کا حال ہے کہ اکثر صوفیہ کو ابتدائے حال میں مقامات اکابر میں واقع ہوتی ہے اور پھر اپنے اصلی مقام پر آجاتے ہیں۔ مثلاً دربار شاہی کہ ہر ایک امیر وزیر و شاہ اہ کی جگہ مقرر رہے۔ اگر بادشاہ کسی شخص کو مصلحتاً اپنے پاس

ذرا سی دیر کے لیے بلائے اور اس سے بات کر کے پھر اس کو واپس بھیج دے چونکہ وہ شخص تمام ارا کین سلطنت کے مقامات سے گذرتا ہوا بادشاہ کے پاس آئے گا تو اس سے یہ بات نہیں ہو جاتی کہ وہ شخص ان کا ہم رتبہ وہم درجہ ہو گیا یہی حال اس عروج باطنی کا بھی ہے علاوہ ازیں اس مکتوب میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس مقام کے عکس سے رنگین پایا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی چیز عکس آفتاب سے روشن ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہو گیا۔ زمین ہر روز آفتاب کے عکس سے روشن ہوتی ہے مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ زمین آفتاب ہو گئی غرضیکہ حضرت نے جوابات معقول سے بادشاہ کی ایسی تسلی کر دی کہ اس کا غصہ جاتا رہا۔ شیعوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی چال کامیاب نہیں ہوئی بادشاہ کو حضرت سے سجدہ کرانے کی طرف متوجہ کر دیا اس وقت لوگ بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کیا کرتے تھے لیکن حضرت نے سجدہ نہ کیا اور اس وجہ سے بادشاہ نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ قید ہونے سے پہلے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ابھی تک میری تربیت جمالی طور سے ہوئی ہے اب خدا تعالیٰ کی مرضی جلالی طور سے کرنے کی ہے اور مجھ پر ایک مصیت آنے والی ہے کہ موجب ترقیات مدارج قرب ہو گی چنانچہ جب آپ قید ہو گئے تو مخلصین کو سخت صدمہ ہوا اور آپ کی رہائی کی بہت تدبیریں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی جب کافی عرصہ قید میں گزر گیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وہاں جس جس کو فائدہ پہنچانا تھا پہنچ گیا اور خود حضرت کو بوجہ ان مصائب کے جو ترقی درجات ہونے تھے نصیب ہوئے تو بادشاہ اپنے کردار سے سخت نادم ہوا اور حضرت کو بڑی عزت واحترام سے بلا کر معذرت اور معافی تقصیر طلب کی۔ حضرت نے بھی ایام قید میں کبھی بھی بادشاہ کے لیے بددعا نہ کی بلکہ مریدین میں سے اگر کوئی متوجہ ایذائے بادشاہ ہوتا حضرت اس کو خواب میں یا بیداری میں منع فرما دیتے اور فرماتے کہ اگر بادشاہ مجھ کو قید نہ کرتا تو یہاں کے لوگوں کو کس طرح فائدہ پہنچتا۔ بعد میں حضرت کئی سال تک بحکم سلطانی لشکر کے ہمراہ رہے۔

حالات وصال شریف

شاہی لشکر کے ہمراہ حضرت اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے کہ قرب وصال آپ کو معلوم ہوا صاحبزادوں کو خط لکھ کر طلب فرمایا کہ میرا اس جہاں سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ منصب قیومیت تم کو عطا ہوا ہے اور اشیا تمہاری قیومیت پر بہ نسبت میرے زیادہ راضی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ باوجود حصول بشارت منصب عظیم کے زار وزار رونے لگے اور اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکے فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ایسا بدحواس ہوا کہ اس بات کو کہ ضروری تھی دریافت نہ کر سکا کہ آیا اشیا میری قیومیت پر کیوں زیادہ راضی ہیں۔ حضرت نے جب خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر بے قراری دیکھی تو فرمایا کہ ابھی تھوڑی مدت کے واسطے ایک اور کام کرنے کے لیے مجھے چھوڑ دیا گیا ہے اس عرصہ میں اشیا کا قیام تم پر ہے اور تمہارا قیام مجھ پر ہے حضرت نے ارادہ فرمایا کہ اب بقایا حصہ عمر گوشتہ تنہائی میں گذاریں چنانچہ آپ کو لشکر سے رخصت مل گئی اور آپ نے اپنے گھر تشریف لاکر علیحدگی میں قیام فرمایا اور وہاں سوائے صاحبزادوں اور ایک دو خدام کے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی اور حضرت سوائے جمعہ اور جماعت کے باہر تشریف نہ لاتے تھے اور تمام طالبان کو تربیت کے لیے حضرات خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمادیا جو شخص بیعت ہونے کے لیے حاضر ہوتا اس کو بھی حضرت خواجہ معصوم کے پاس بھیج دیتے انہیں ایام خلوت میں شب برات کی رات حضرت نصف شب کے بعد خلوت سے گھر میں تشریف لائے اس وقت والدہ مخدوم زادگان تسبیح میں مشغول تھیں ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا معلوم نہیں آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے محو ہوا ہوگا حضرت نے سن کر ارشاد فرمایا کہ تم تو بطریق شک کہتی ہو اور جو شخص دیکھتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے مٹ گیا ہے اس کا کیا حال ہوگا (یہ حضرت نے اپنی طرف اشارہ فرمایا) غرضیکہ وسط ماہ ذوالحجہ میں حضرت کو مرض ضیق النفس عارض ہوا بارھویں محرم

کوحضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا کہ مجھ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ چالیس پچاس یوم کے درمیان میں اس جہاں سے تم کو جانا ہوگا اور قبر کی جگہ بھی دکھلائی ہے چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہر روز دن گنے جایا کرتے تھے حتیٰ کہ بائیس صفر کو حضرت نے فرمایا کہ اس میعاد کے چالیس دن گذر گئے ہیں اب دیکھئے اس پانچ سات یوم میں کیا ہونا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان ایام میں جو کمال کے نوع بشر کو سوائے نبوت حاصل ہونے ممکن تھے وہ مجھ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بطفیل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے عطا فرمائے اس کے بعد حضرت پر مرض کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا اور ضعف بڑھتا چلا گیا باوجود اس حالت کے بھی نماز تہجد۔ فرائض با جماعت۔ ادعیہ ماثورہ ذکر و مراقبہ بدستور جاری رہا اور کسی بات میں فرق نہ آیا جس وقت کسی قدر افاقہ ہوتا وصایا تحریص متابعت واجتناب از بدعت و دوام ذکر کے فرماتے اور فرماتے کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو دانتوں سے پکڑنا چاہیے اور کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت حاصل کرنا چاہیے جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا اس شب خدام سے فرمایا کہ تم نے بڑی تکلیف اٹھائی خیر صرف آج کی رات ہے بس۔ ثلث شب کو تہجد کے لیے اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی اور فرمایا کہ آج آخری تہجد ہے صبح کو اشراق کے بعد بول کے واسطے طشت منگوایا لیکن اس میں ریت نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ریت ڈال لاؤ کہ بلا ریت چھینٹیں اڑنے کا اندیشہ ہے اور اسی طرح بلا پیشاب کیے آپ نے فرمایا کہ مجھے لٹادو۔ (شاید حضرت کو معلوم ہوگیا کہ اب وضو کے لیے وقت نہیں ہے) چنانچہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ سے آپ لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے اتنے میں سوئے تنفس شروع ہوگیا۔ صاحبزادوں نے عرض کیا کہ اب کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو دو رکعت پڑھی ہیں وہ کافی ہیں یہ کلام بھی مطابق کلام انبیائے کرام علیہم السلام ہوا کہ اکثر آخری کلام انبیائے کرام علیہم السلام صرف نماز تھا اس کے بعد کوئی کلام نہ فرمایا اور اسم ذات میں مشغول ہو گئے اور بعد ایک لمحہ کے جان بجاناں تسلیم

کی آپ کا وصال شریف ۲۷ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بمقام سرہند شریف ہوا۔اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَo

بعد وصال شریف حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خواب میں دیکھا پوچھا سوال منکر نکیر کی کیونکر گزری آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بکمال رحمت اول القاء فرمایا کہ اگر تو کہے تو یہ دو فرشتے یعنی منکر نکیر تیرے پاس آئیں میں نے عرض کیا کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عنائیت فضل سے میرے پاس نہیں بھیجے پھر سوال کیا ضغطہ قبر کی کس طرح ہوئی فرمایا کہ ہوا۔مگر اقل قلیل خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اقل قلیل بسبب تواضع فرماتے ہیں ورنہ کچھ نہیں ہوا غرضیکہ حضرت کا وجود مبارک ایک عجائبات قدرت کا نمونہ تھا کہ جس کی حضرت خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے ہزار سال پیشتر بشارت دی تھی۔فرمایا یکون رجل فی امتی یقاله صلة یدخل الجنة بشفاعة کذا کذا چنانچہ اس حدیث شریف کے اپنے بارے میں ہونے کے متعلق حضرت نے مکتوب ششم جلد دوئم میں تحریر فرمایا ہے۔

الحمد لله الذی جلعنی صلة البحرین الفئتین کمل الحمدلله علٰی کل حال والصلٰوة والسلام علی خیر الانام علی اخوانه الکرام من الانبیاء وملئکته العظام.

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ حضرت مجدد قدس سرہ کے فرزند ثالث ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۷ھ میں بمقام بسی متصل سرہند ہوئی۔حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت مجھ پر نہایت مبارک ہوئی کہ ان کی پیدائش کے

تھوڑی ہی مدت کے بعد میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوا جو خدا تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ جب حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سن تعلیم کو پہنچے آپ کو مکتب میں داخل کیا۔ وہاں قلیل مدت میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر کے دیگر علوم کے حاصل کرنے پر توجہ فرمائی۔ بچپن سے ہی حضرت امام ربانی قدس سرہ کی نگاہ آپ پر تھی فرمایا کرتے تھے بابا جلد تحصیل علم سے فارغ ہو کہ مجھ کو تم سے بڑے بڑے کام ہیں۔ فرماتے کہ چونکہ علم مبدء حال ہے اس لیے اس کا پڑھنا ضروری ہے اور اسی وجہ سے حضرت نے آپ کو جمیع کتب معقول و منقول بکوشش تمام پڑھائیں۔ اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار اور کچھ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما اور شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ جو کہ حضرت امام ربانی کے اعظم خلفاء میں سے تھے پڑھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم محبوب خدا ہے اور اسی وجہ سے آپ کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ محمد معصوم ایام طفولیت میں حضرت کے ہمراہ دہلی گئے گرمی کا موسم تھا، دوپہر کے قریب اپنے والد بزرگوار کے پلنگ پر جا کر سو رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضرت بھی تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ صاحبزادہ صاحب کو بیدار کرے مگر حضرت نے روک دیا اور خود باہر آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا دوست آرام کر رہا ہے خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اس کو تکلیف پہنچے اور ملال ہو۔ حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے حضرت سے اخذ طریقہ فرمایا، چودہ سال کی عمر میں ایک روز آپ نے حضرت سے خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے کہ تمام عالم اس سے منور ہے اور ذرہ ذرہ اس سے روشن ہے۔ اگر مثل آفتاب غروب ہو جائے تو تمام جہان میں اندھیرا ہو جائے۔ حضرت نے یہ خواب سن کر ارشاد فرمایا کہ تو قطب وقت ہوگا اور اس بشارت کو یاد رکھنا الحمد للہ ایسا ہی ہوا کہ جہان آپ کے انوار و برکات سے معمور ہوا۔ سولہ سال کی عمر میں آپ جمیع علوم معقول و منقول سے فارغ ہو کر ہمہ تن متوجہ باطن ہوئے اور بعنایت الٰہی اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار و خصوصیات

سے بہرہ وافر حاصل کیا۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ میں نے ایک روز خود حضرت امام ربانی قدس سرہ کی زبانی سنا فرماتے تھے کہ محمد معصوم کا حال میری نسبت روز بروز حاصل کرنے میں صاحب شرح وقایہ کا سا ہے کہ جس قدر اس کا دادا تصنیف کرتا تھا اسی قدر وہ حفظ کر لیتا تھا جس روز اس کی تصنیف ختم ہوئی اسی روز اس کا حفظ کرنا ختم ہوا۔ غرضیکہ آپ کو حضرت کے جملہ کمالات وخصائص میں نصیب کامل ملا تھا۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ محمد معصوم تیری تخمیر طینت میں بھی بقیہ طینت جناب حبیب رب العالمین مندرج ہے اور محبوبیت ذاتیہ جو تجھ میں پائی جاتی ہے اسی کے آثار سے ہے۔

کرامت

ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہا نہ کوئی دنیا کا کام کرتا ہے نہ دین کا۔ حضرت اس کو پیار سے سمجھانے لگے تو اس نے کہا۔

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضا را

مترجمہ: نیک نامی کے کوچے میں مجھ کو راہ نہیں ملا اگر تو وہ پسند نہیں کرتا تو میری تقدیر کو بدل دے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم نے تیری قضا تبدیل کی چنانچہ وہ اسی وقت تائب ہوا اور خیال عشق جاتا رہا۔

کرامت

آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ شہزادہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا اور بارہ ہزار روپیہ ہدیہ پیش کیا اور نہایت ہی اخلاص سے پیش آیا۔ حضرت نے اس کو بشارت سلطنت دی اس نے فوراً عرض کیا کہ براہ

کرام یہ بشارت لکھ دیں۔ چنانچہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس کو لکھ دیا
مطابق بشارت کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو سلطنت عطا فرمائی۔

کرامت

حضرت کے ایک خادم کے ایک روز چھ مہمان آ گئے، اس کے پاس کچھ موجود نہ تھا، وہ خادم حضرت کی خدمت میں آ کر خاموش بیٹھ گیا کہ اتنے میں کوئی شخص آم لایا۔ حضرت کے ہاں معمول تھا کہ ہر حاضرین کو دس دس آم دیئے جاتے تھے چنانچہ حضرت نے اس خادم کو بلا کر اپنے دست مبارک سے دس آم دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے پھر دس اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے پھر اور دس عنایت فرمائے کہ یہ دوسرے مہمان کا حصہ ہے اس طرح چھ مہمانوں کے لیے عنایت فرما کر چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں اور فرمایا کہ تم ہمارے فرزند کی طرح ہو جس وقت کسی چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف خانقاہ سے لے لیا کرو۔ انشاء اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہاری تنگی مبدل بفراغت ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کو بہت وسعت عطا فرمائی۔

وصال شریف

حضرت کو اکثر مرض وجع مفاصل رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اتنی شدت ہوئی کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اب کوئی دوا فائدہ نہ دے گی۔ حکیم مطلق نے تمام دواؤں سے میرے لیے اثر زائل کر دیا ہے اور فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے القا فرمایا ہے کہ معاملہ ارشاد اب انتہا کو پہنچ گیا ہے جو خدا تعالیٰ کو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ آپ نے تمام صاحبزادوں کو بلا کر کتب خانہ تقسیم فرما دیا ۱۰ محرم ۱۰۷۹ھ کو سب کو بلا کر وصیت فرمائی کہ میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ قرآن وحدیث واجماع واقوال مجتہدین پر عمل کرنا فقرا خلاف شرع

سے پرہیز کرنا آخر ماہ صفر المظفر میں بموقعہ عرس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مجمع عام میں فرمایا کہ بے اختیار دل یہی چاہتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں، میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہو جاؤں اسکے بعد آپ پر مرض کا غلبہ ہو گیا۔ وصال شریف سے ایک روز پہلے جمعہ کا دن تھا حضرت نے مسجد میں نماز ادا فرمائی بعد نماز جمعہ فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں اور سب کو پند ونصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے، صبح کو حضرت نے بکمال تعدیل ارکان نماز ادا فرمائی، بعد مراقبہ کے نماز اشراق ادا فرمائی، نماز کے بعد آپ پر سکرات کی کیفیت شروع ہوگئی۔ اس وقت آپ کی زبان جلدی جلدی چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت سورۃ یٰسین شریف پڑھ رہے تھے۔ غرضیکہ دو پہر کے وقت دوشنبہ کے دن ماہ ربیع الاول ۱۰۷۹ ہجری میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کے عم مکرم حضرت خازن الرحمۃ اللہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے واقع میں دیکھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت کوئی فرشتہ یہ آیت شریف پڑھتا ہے:

سَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا

ترجمہ: اور ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن قیامت میں زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو مکتب میں داخل کیا گیا تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن شریف حفظ کرلیا اور اس کے بعد عرصہ قلیل میں کتب متداولہ پڑھ لیں۔ ایام بچپن سے ہی کمالات باطنی حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ گیارہ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فنائے قلب کی بشارت عطا فرمائی۔ آپ کی علو استعداد دیکھ کر ہر لحہ آپ کی طرف متوجہ رہتے۔ آپ کے ظرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔ غرضیکہ عین ایام شباب میں واصل جملہ کمالات ہو کر مقبول مولائے ذوالجلال ہوئے۔

نقل ہے

کہ سلطان وقت شاہ اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت اور توجہ کے واسطے میرے پاس بھیج دیں۔ حضرت نے آپ کو وہاں بھیج دیا۔ جب آپ دہلی پہنچے اور قلعہ میں داخل ہونے لگے، قلعہ کے دروازہ پر دونوں طرف ہاتھیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں کہ جن پر فیلبان بھی سوار تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں اس قلعہ میں داخل نہیں ہوں گا، ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ چنانچہ وہ ہاتھی اور فیلبان توڑ ڈالے گئے پھر آپ قلعہ میں داخل ہوئے، ایک روز بادشاہ نے آپ کو حیات بخش باغ کی سیر کے لیے عرض کیا آپ تشریف لے گئے دہاں دیکھا کہ سونے کی مچھلیاں ہیں جن کی آنکھوں میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائیں اس جگہ نہ بیٹھوں گا۔ باغ کے محافظوں نے بخیال نقصان شاہی ان کے توڑنے میں تامل کیا لیکن بادشاہ نے فی الفور تڑوا دیں اور کہا کہ خاطر شیخ میں زیادہ نفع ہے۔ غرضیکہ آپ نے حسب عادات وہاں ایسا امر معروف و نہی منکر فرمایا کہ بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی شکر گذاری میں

خط لکھا۔ دارالسلطنت میں آپ کے ارشادات عالی کی نہایت وسعت ہوئی خود بادشاہ شہزادگان محلات شاہی و جملہ وزیر و مشیر آپ سے بیعت ہوئے اور حلقہ ومجالس میں اس قدر اژدھام خلائق ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ کچھ عرصہ تک آپ وہاں قیام پذیر رہے پھر واپس سرہند شریف تشریف لے آئے اور اپنے والد محترم کی خدمت عالی میں اقتباس انوار وبرکات کرتے رہے۔ ان کے وصال شریف کے بعد بہمہ اطوار وافعال ان کی جانشینی کی۔

نقل ہے

کہ آپ اکثر نصف شب کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر جاتے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگان کوئے تو یک کمتریں منم

ترجمہ: میں کون ہوں جو آپ کے ساتھ دوستی کا دم ماروں جبکہ میں آپ کے کوچہ کے کتوں میں سے ایک حقیر کتا ہوں۔

فرمایا کرتے تھے کہ میں مجدد الف ثانی کی درگاہ کا کتا ہوں اور کبھی فرماتے کہ شیخ احمد کابلی سرہندی کی درگاہ کا کتا ہوں۔

نقل ہے

کہ آپ کی خانقاہ میں چار سو آدمی جمع رہتے تھے اور جو شخص جو فرمائش کرتا اس کے واسطے وہی کھانا تیار ہوتا باوجود اس قدر تنعم کے سالک مقامات بلند حاصل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے تقلیل غذا کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ حاجت تقلیل غذا نہیں۔ ہمارے بزرگوں نے بنائے کار، دوام وقوف قلبی وصحبت شیخ پر رکھا ہے۔ ثمرہ زہد ومجاہدہ، شاقہ، خرق عادات وتصرفات ہے اور ہمارے یہاں اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہاں تو دوام ذکر وتوجہ الی اللہ واتباع سنت ہے۔

کرامت

حضرت کے خادموں میں سے ایک شخص کابل سے کہ اس کا وطن مالوف تھا ایران کو جاتا تھا، راستہ میں ایک رافضی گھوڑے پر چڑھا ہوا آگے آگے جاتا تھا۔ ناگاہ اس نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی شان میں چند کلمے بےادبی کے کہے۔ اس خادم نے اسی وقت تلوار سے اس رافضی کو قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں اس کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں اس کے ساتھی جو کہ پیچھے آرہے تھے مجھ کو ایذا نہ پہنچائیں۔ دیکھا کہ ایک سوار نقاب پوش آیا اور ایک عصا اس مقتول کو مارا اور خادم سے فرمایا کہ فکر نہ کرو ہم نے اس کو گدھا کر دیا ہے اس شخص نے جو دیکھا ہے تو اس رافضی کی شکل گدھے میں تبدیلی ہوگئی تھی۔ اس خادم نے سوار سے عرض کی کہ مجھ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایئے۔ انہوں نے نقاب اٹھایا تو حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے فرمایا کہ اگر اس کی صورت نہ تبدیل کرتا تو اس کے ساتھی تجھ کو تکلیف دیتے کہ اسی اثنا میں اس کے ساتھی بھی آگئے۔ اس کا گھوڑا خالی پایا اور لاش گدھے کی دیکھ کر شرمندہ ہوئے اور کوئی بات نہ کی گھوڑا لے کر چلے گئے۔

وصال شریف

آپ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ حج کے لیے تشریف لے جانے لگے بوقت رخصت آپ سے کہا عمر آخر ہوگئی ہے۔ میرے بچوں کے حال پر مہربانی رکھنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کی عمر بہت ہوگی البتہ مجھ کو اپنی عمر کی بالکل امید نہیں۔ آپ میرے بچوں پر نظر عنایت رکھیئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد دونوں بھائیوں کی ملاقات نہ ہوئی اور حضرت حجۃ اللہ نے آپ سے انیس سال بعد وصال فرمایا۔

آپ کا معمول تھا کہ ظہر کے بعد مستورات کو جمع کر کے حدیث شریف سنایا کرتے تھے۔ ایک روز خلاف معمول جلد وعظ ختم کر دیا مستورات نے عرض کیا ابھی

کافی وقت ہے کچھ اور پڑھیے۔ آپ نے فرمایا اور محمد اعظم سے سننا محمد اعظم آپ کے بڑے صاجزادے کا نام تھا۔ اس کے بعد آپ علیل ہو گئے اور پھر آپ کو حدیث شریف سنانے کا اتفاق نہ ہوا۔ آپ نے سنتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ ہجری میں وصال فرمایا۔

نقل ہے

کہ جب آپ کا جنازہ دفن کرنے لے چلے تو ہوا پر جاتا تھا ہر چند لوگ چاہتے تھے کہ کاندھے پر رکھیں مگر اوپر ہی رہتا تھا۔ قبر شریف کے پاس جا کر خود بخود زمین پر رکھا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o

حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ سالہا سال تک آپ حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ کی خدمت عالی میں حاضر رہ کر مشرف بحالات بلند و مقامات ارجمند ہوئے۔ ابتدا میں پندرہ سال تک ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔ صرف نماز کے وقت افاقہ ہو جاتا تھا اور پھر مغلوب الحال ہو جاتے۔ آخر افاقہ ہو گیا۔ کثرت مراقبہ سے پشت مبارک میں خم ہو گیا تھا۔ اتباع سنت کا نہایت التزام و اہتمام تھا۔ ہر وقت کتب سیر و اخلاق پیش نظر رہتی تھیں۔ علم ظاہر میں فقیہ کامل تھے اور اس کے موافق عمل کیا کرتے تھے۔ ادنیٰ ادب کا ترک نہ ہوتا تھا اگر بتقضائے بشریت ہو جاتا فوراً متنبہ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ خلاف سنت پہلے دایاں پاؤں بروقت داخل ہونے بیت الخلا میں رکھا گیا۔ تین روز تک احوال باطنی میں قبض ہو گیا۔ جب نہایت التجا و تضرع کی تب کھلا۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے چند روز کا کھانا پکا لیا کرتے اس کو شدت بھوک کے وقت کھا لیا کرتے فرمایا کرتے کہ تیس سال

سے طبیعت کا تعلق کیفیت غذا سے نہیں رہا بھوک میں جو کچھ مل گیا وہی کھالیا۔ دو سالن ایک وقت نہ کھاتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کو گھی دوسرے کو شکر دیا کرتے۔ اغنیا کا کھانا کبھی نہ کھاتے تھے فرمایا کرتے کہ یہ شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔

بری صحبت کا اثر

ایک روز ایک مرید حضرت کی خدمت میں حاضری کے لیے آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک نامحرم پر نظر پڑ گئی دیکھتے ہی فرمایا کہ تم میں ظلمت، زنا معلوم ہوتی ہے۔ شاید نامحرم پر نظر پڑ گئی ہے پھر توجہ فرما کر اس ظلمت کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح خادم کو راستہ میں ایک مرتبہ شرابی مل گیا جس وقت خادم حاضر ہوا فرمایا آج تمہارے باطن سے شراب کی ظلمت معلوم ہوتی ہے۔ شاید کسی شرابی سے ملاقات ہو گئی ہوگی۔ فرمایا کہ فاسق لوگوں کی ملاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ذکر تہلیل کر کے جاتا آپ فرما دیتے کہ آج ذکر تہلیل کر کے آئے ہو اور اگر کوئی درود شریف پڑھ کر آتا تو اس کو فرما دیتے کہ تو درود شریف پڑھ کر آیا ہے۔

کرامت

دو عورتیں امتحاناً حضرت سے بیعت کے لیے حاضر ہوئیں اور وہ رافضی (شیعہ) تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے عقائد سے توبہ کرو پھر سلسلہ میں داخل ہونا چنانچہ ایک عورت نے حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر توبہ کی اور اس نے بیعت کر لی اور دوسری اسی طرح محروم واپس چلی گئی۔

حسن اخلاق

آپ کے پڑوس میں ایک بھنگ فروش کی دوکان تھی ایک دن فرمایا کہ ظلمت بھنگ سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے کسی مخلص نے جا کر اس کو بزور بھنگ فروخت کرنے سے منع کیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اب نسبت باطن پہلے سے زیادہ مکدر ہوئی ہے کہ احتساب خلاف شرع واقع ہوا اس کو نرمی کے ساتھ سمجھانا تھا تا کہ وہ اس

کاروبار سے ہٹ کر دوسرا کاروبار کرلیتا۔ غرضیکہ اس کو تلاش کر کے بلوایا اور مریدوں کی طرف سے خود معذرت کی اور کچھ رقم اس کو دی اور فرمایا کہ خلاف شرع پیشہ اچھا نہیں ہے کوئی مباح پیشہ اختیار کرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ برکت عطا فرمائے گا وہ آپ کے حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اپنے پیشہ سے توبہ کی۔

بلا اجازت کسی کی چیز استعمال کرنے کے نقصانات

حضرت ایک دن حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ مراقبہ میں معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کا تمام جسم وکفن درست ہے مگر پاؤں اور پاؤں کے کفن پر مٹی کا اثر پہنچ گیا ہے۔ صاحب مزار سے اس کی وجہ دریافت کی تو صاحب مزار نے کہا کہ ایک غیر شخص کا پتھر اس کی اجازت کے بغیر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ جس وقت وہ آئے گا اس کو واپس دے دوں گا صرف ایک مرتبہ اس پتھر پر قدم رکھا گیا تھا اس کی وجہ سے مٹی نے پاؤں اور کفن پر اثر کیا۔

آپ کا وصال شریف

۱۱ ذیقعدہ ۱۱۲۵ ہجری میں آپ کا وصال شریف ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ گیارہ رمضان المبارک ۱۱۱۱ ہجری بروز جمعہ بوقت صبح بعہد شاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار امراءِ شاہی سے تھے اور اسم گرامی مرزا جان تھا اور اسی مناسبت سے شاہ اورنگزیب نے آپ کا نام جان جان رکھا کہ بیٹا

باپ کی جان ہوا کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ جان جاناں ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری عمر نو سال کی تھی میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ بکمال عنایت پیش آئے اور انہی ایام میں جب بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو ان کی صورت مبارک ظاہر ہو جاتی فرمایا کہ میں نے بارہا چشم ظاہر سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

بہادری

فن سپاہ گری میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بیس آدمی تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک لاٹھی ہو انشاء اللہ ایک شخص بھی مجھے زخم نہیں پہنچا سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں سلام پھیرنے کے وقت مجھے خنجر مارنا چاہا میں نے فی الفور اس سے چھین لیا اور پھر اس کو واپس دے دیا۔ اس نے پھر حملہ کیا میں نے اس سے پھر چھین لیا پھر واپس دے دیا اسی طرح اس نے مجھ پر سات بار حملہ کیا اور سات ہی مرتبہ میں نے اس سے خنجر چھینا آخر کار اس نے معافی مانگی اور میرے پاؤں پر گر پڑا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک مست ہاتھی راستہ میں آ رہا تھا اور میں سامنے گھوڑے پر جا رہا تھا۔ فیلبان نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ مجھے خیال آیا کہ حیوان سے ڈر کر بھاگنا بڑی نامردی ہے کہ اتنے میں ہاتھی نے مجھ کو سونڈ میں لپیٹ لیا اسی وقت میں نے خنجر نکال کر اس کی سونڈ میں مارا ہاتھی نے چیخ مار کر مجھ کو چھوڑ دیا۔

اتباع سنت

فرمایا کہ میرے مزاج میں رغبت اتباع سنت کمال تھی، ایک روز میرے والد مجھ کو اپنے پیر کی خدمت میں لے گئے، اتفاقاً اس روز ان کی نماز عصر و مغرب بوجہ سماع وسکر کے فوت ہو گئی، اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اگر والد صاحب نے مجھ کو ان سے بیعت ہونے کو کہا تو میں انکار کر دوں گا۔ چنانچہ ایک روز میں نے والد صاحب

سے عرض کیا کہ حضرت نماز میں کیوں تساہل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ان پر سکر غالب ہے معذور ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نماز میں سکر غالب ہو جاتا ہے اور کام میں ہوشیار رہتے ہیں، میری اس بات سے وہ ناراض ہوئے مگر میرے دل سے بیعت کرانے کا کھٹکا نکل گیا۔ میری سولہ سال کی عمر تھی کہ والد صاحب نے وصال فرمایا، آخری وقت میں یہ وصیت فرمائی کہ اوقات اسی طرح منضبط رکھنا اور عمر اشغال لاطائل میں نہ صرف کرنا۔ فرمایا کہ میں نے اوقات اسی طرح کے والد صاحب نے مقرر کردیئے تھے منقسم رکھے۔ فرمایا کہ بعد انتقال والد صاحب خیر خواہان دنیا۔ دو سال تک اس کوشش میں رہے کہ منصب موروثی حاصل ہو جائے چنانچہ ایک دن مجھے بادشاہ کی ملاقات کے لیے لے گئے۔ بادشاہ کو اس روز زکام تھا وہ دربار میں نہ آیا اس سبب سے میری ملاقات نہ ہوئی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ میرے سر پر رکھ دی ہے۔ شاید کہ یہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس واقعہ کے بعد میرے دل سے منصب وجاہ کی رغبت ختم ہوگئی اور بزرگوں کی تلاش کا شوق پیدا ہوا جس جگہ صاحب کمال کا سنتا ان کی زیارت کے واسطے حاضر ہوتا۔ چنانچہ شیخ کلیم اللہ چشتی میر ہاشم تھا بیسری و شاہ مظفر قادری رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ شاہ مظفر قادری سے جس وقت میں ان کی ملاقات کو گیا ان سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت بھی اوتاد و ابدال ہیں انہوں نے فرمایا کہ زمانہ دوستان خدا سے خالی نہیں ہوتا اور جس کو اوتاد و ابدال دیکھنا ہو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس جوان کو دیکھے یہ انہوں نے اپنی فراست سے معلوم کیا ورنہ میں نے اس وقت تک کسی سے بیعت بھی نہیں کی تھی۔

حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری

ایک روز گھر میں کوئی خوشی کا موقعہ تھا بہت سے احباب تشریف لائے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں کسی شخص نے حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف

بیان کیے یہ سنتے ہی آپ بے اختیار ہو گئے اور اسی دم حضرت کی خدمت عالی میں چلے گئے، کچھ دیر حضرت کی صحبت میں بیٹھے رہے چونکہ گھر پر مہمانوں کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس لیے حضرت سے عرض کیا کہ پھر کسی وقت حاضر ہوں گا۔ اگرچہ حضرت کا معمول یہ تھا کہ بعد دریافت صلاحیت واستعداد واستخارہ مسنونہ کے ذکر طریقہ طالب کو تعلیم فرمایا کرتے تھے مگر حضرت مرزا صاحب کو بلا آپ کی درخواست کے خود ہی فرمایا کہ ذرا آنکھیں بند کر کے متوجہ قلب ہو جاؤ اور خود توجہ فرمانی شروع کی، چنانچہ اسی پہلی توجہ ہی میں لطائف خمسہ جاری ہو گئے اور پھر آپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ گھر جانے کے بعد نسبت باطنی نے اس قدر غلبہ کیا کہ اگلے ہی دن علی الصبح حضرت سیّد کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا اور معمول کے مطابق چلتے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو حضرت سیّد کی صورت پائی اس سے محبت اور بے اختیاری اور زیادہ بڑھ گئی اور فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں حالات وکیفیات طریقہ سے باطن معمور ہوگیا۔ چار سال تک آپ ان کی خدمت میں رہے اور معاملہ ولایت کبریٰ تک پہنچ گیا۔ اس وقت حضرت سیّد نے آپ کو اجازت طریقہ مع تبرک پیراہن شریف عطا فرمایا اور وصیت ملازمت عقیدہ اہل سنت وجماعت واجتناب از بدعت کی تاکید فرمائی اس کے بعد ان کا وصال شریف ہوگیا لیکن آپ چھ سال تک حضرت سیّد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوتے رہے اور اس عرصہ میں اسم الباطن تک ترقی فرمائی لیکن حضرت سیّد بار بار واقعہ میں فرماتے تھے کہ کمالاتِ الٰہی بے نہایت ہیں۔ عمر متناہی کو طلب خدا میں صرف کرنا چاہیے قبور سے استفادہ معمول نہیں ہے کسی زندہ بزرگ سے تحصیل مقامات کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرزا صاحب نے بزرگان وقت کی خدمت میں رجوع کیا۔ پہلے حضرت شاہ گلشن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اظہار طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم کو شیخ روزگار ہونا ہے اور میں چنداں پابند آداب طریقت کا نہیں ہوں کبھی سماع سن لیتا ہوں اور کبھی بے جماعت نماز پڑھ لیتا

ہوں تم کسی اور جگہ جاؤ چنانچہ اس کی بعد آپ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ اپنے وقت کے قیوم تھے گئے۔ نہایت ہی مہربانی سے پیش آئے اور اپنے صاحبزادہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ایسے شخصوں کی ملاقات کہ با آداب ظاہر و انوار باطن سے آراستہ ہوں اختیار کرنا چاہیے۔ یہ سن کر حضرت مرزا صاحب ان سے قدم بوس ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہمارے ہی ہو لیکن اس طریقہ میں صحبت شرط ہے اور تمہارا مکان یہاں سے دور ہے ہر روز آ نہیں سکتے اور جو نسبت تم کو حضرت سیّد سے پہنچی ہے وہ ہماری ہی ہے۔ اس کی حفاظت کرنی چاہیے اور یہی کافی ہے۔ اس کے بعد حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ یہ بھی حضرت حجۃ اللہ نقشبند کے خلیفہ تھے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے سلوک علی البصیرۃ حاصل کیا ہے اور تم کو کشف مقامات ہے اور مجھ کو چنداں کشف و علم مقامات نہیں ہے استفادہ بوجہ احسن نہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کا قول ہے کہ اگرچہ ان سے استفادہ ظاہراً نہیں ہوا لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں ان کے باطن سے فیض فائض ہوتا تھا اور نسبت کے عرض میں خوب قوت پیدا ہوگئی۔

پھر آپ حضرت حافظ سعد اللہ خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے استخارہ کا حکم فرمایا، استخارہ فہو المراد آیا ان کی خدمت میں بارہ سال رہے، ان کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی بسبب کبر سنی توجہ نہیں کر سکتے تھے البتہ صبح کے وقت ایک پارہ قرآن شریف پڑھتے تھے۔ اس وقت طالبان طریقت آپ کے قریب قریب بیٹھ جاتے اور قرآن شریف سنتے تھے اس سے ترقیات باطن ہوتی تھیں۔ ان کے مزاج میں غیرت نہایت تھی اگر کوئی مرید بلا اجازت کسی مزار پر بھی چلا جاتا تھا تو اس کی نسبت میں فتور آ جاتا تھا۔ ایک روز حضرت مرزا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس طریقہ میں مدار ترقی توجہ پیر پر ہے اور اس عرصہ بارہ سال میں حضور نے ایک ہی مرتبہ توجہ سے سرفراز فرمایا ہے اور

فقیر کو ہمیشہ اس سعادت کی آرزو رہتی ہے مرزا صاحب کی اس جرأت سے نہایت ناراض ہوئے جس سے مرزا صاحب کے ظاہر و باطن میں تغیر عظیم پیدا ہوا حتیٰ کہ علیل ہو گئے اور تین ماہ تک بیمار رہے۔ جب ایک روز جناب حافظ صاحب عیادت کے لئے تشریف لائے تب صحت ہوئی اور نسبت باطن بحال ہوئی لیکن چونکہ وہ طالبوں کے حال پر بوجہ ضعف خیال فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ ناچار حضرت مرزا صاحب نے حضرت خواجہ محمد عابد سنامی خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد نبیرہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی اس کی خبر حضرت حافظ صاحب کو ملی تو فرمایا کہ تم نے یہاں کیا فیض میں کوتاہی دیکھی کہ اور جگہ جانا اختیار کیا۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ میرا مقصود صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نسبت عالیہ ہے اور اس کا حاصل ہونا توجہات پر موقوف ہے اور یہ بات بوجہ ضعف و ناتوانی حضور والا کے ہو نہیں سکتی، اس سبب سے ایک آپ کے بھائی کے پاس رجوع کیا ہے اور خادمان والا سے ویسی ہی اخلاص و بندگی راسخ ہے مگر عذر سے ان کی صفائی نہ ہوئی حتیٰ کہ بعد انتقال جب کبھی ان کے مزار پر جاتے تو وہ حضرت مرزا صاحب سے منہ پھیر لیتے۔ ایک دن ان کے خلیفہ نے حضرت مرزا صاحب سے کہا کہ مجھ کو واقعہ میں حضرت حافظ صاحب نے بشارت دی ہے کہ ہم مرزا صاحب سے راضی ہیں انہوں نے جو کچھ کیا وہ حکم اور مرضی الٰہی سے کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے کہ رضائے اہل حقوق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمت سے ہے۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب نے یکسوئی کے ساتھ خواجہ محمد عابد قدس سرہ کی خدمت اختیار فرمائی۔ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا کہ رات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے کمالات جدید عطا فرمائے کہ بمقابلہ ان کے سابقہ کمالات کچھ نہ تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت اس قدر شب باقی رہی تھی کہ بہ برکت حضور والا مجھ پر بھی احوال عجیب اسرار غریبہ وارد ہوئے تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا درست ہے تم کو ہمارا ضمنی کیا ہے اور جو کچھ مجھ کو بخشش و کرامت ہوتی ہے اس میں تم کو حصہ ملتا ہے۔

نسبت قادریہ چشتیہ سہروردیہ

فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ سے قادریہ خاندان کی اجازت کے واسطے عرض کیا، انہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے سرفراز کرائیں۔ چنانچہ خود بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھے اور مجھ کو بھی متوجہ ہونے کو فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم معہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم واولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم ایک بارگاہ عالی میں رونق افروز ہیں اور حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کے حضور کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ نے جا کر عرض کیا کہ مرزا جان جاناں اجازت خاندان قادریہ کے امیدوار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سیّد عبدالقادر سے کہو چنانچہ ان سے عرض کیا انہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرما کر بعطائے خرقہ واجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا اور مجھ کو اپنے سینہ میں حالات وبرکات قادریہ طریقہ کا بخوبی احساس ہوا۔ فرمایا کہ حضرت شیخ نے مجھ کو اجازت خاندان سہروردیہ وچشتیہ بھی عطا فرمائی ہے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے میرے حال پر یہ ہے کہ مجھ کو پیران کبار سے خصوصاً حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سے کمال محبت اور رسوخ ہے۔ اگرچہ بشرف زیارت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم مشرف نہیں ہوا مگر الحمدللہ کہ ان کے ایسے نائبوں کی صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا اور اسی طرح یہ بزرگوار بھی میرے حال پر کمال بندہ نوازی فرمایا کرتے تھے اور میری توقیر میری قدر سے زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت سیّد نور محمد قدس سرہٗ نے میری جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں اور فرمایا کہ تم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جناب میں قبولیت تمام ہے۔ حاجی محمد افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری تعظیم کو کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ تمہارے کمالات کی

تعظیم کرتا ہوں۔ حضرت حافظ سعداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت تکریم کرتے اور فرمایا کرتے کہ تم میرے قبلہ گاہ کی جگہ ہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نہایت تواضع سے میرے زانو بوس ہوئے اور فرمایا کہ تم کو جو خدا اور رسول سے محبت ہے۔ تمہاری توجہات سے ترجیح طریقہ ہوگی اور فرمایا کہ تم کو لقب شمس الدین حبیب اللہ عطا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز میں حضرت شیخ کے حضور حاضر تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ دو آفتاب مقابل بیٹھے ہیں کہ شعشاں انوار ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ایک روز ایک سرہندی صاحبزادہ سرہند شریف کو جاتے تھے۔ ان کی زبانی میں نے اپنا سلام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور کہلا بھیجا۔ جب انہوں نے مزار مبارک پر پہنچ کر میرا اسلام عرض کیا، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سینہ تک اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ کون مرزا پھر خود ہی فرمایا کہ وہ ہمارا شیفتہ اور دیوانہ علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا کہ وہ مجددی صاحبزادہ میرے بہت مشکور ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری وجہ سے مجھ کو زیارت نصیب ہوگئی اور اس کے بعد سے میری بہت تعظیم کرنے لگے۔ غرضیکہ بعد وصال حضرت شیخ حضرت مرزا صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے، طالبان خدا ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ کے اجل احباب اور مشائخ عصر وعلماوصلحا استفاضہ کے واسطے حاضر ہوئے اور سب حسب استعداد فیض یاب ہوئے تہذیب نفوس طالبان جیسے کہ آپ کی خدمت میں ہوتی تھی۔ بزرگان سلف ہی کے وقت میں ہوتی ہوگی۔ مشائخ وقت کہا کرتے تھے کہ جس قدر فیض آپ کی صحبت میں ہوتا ہے، اس قدر اوروں کی توجہ وہمت سے نہیں پہنچتا۔

ارشادات

فرمایا کہ جمیع اولیاء اللہ ومحبت عامہ مشائخ رحمۃ للہ علیہم لازم ہے اور اپنے پیر کے حق میں اگر بوجہ نفع واستفادہ فرط محبت عقیدہ افضلیت رکھتا ہو بیجا نہیں ہے۔ فرمایا

کہ بزرگانِ نقشبندیہ کہ عمل بعزیمت واجتناب از رخصت رکھتے ہیں۔ سماع سے پرہیز کرتے ہیں۔ فرمایا کہ بوقت غلبہ خاطر صورت مرشد کو نصب العین رکھ کر التجا وتضرع جناب الٰہی میں کرنا چاہیے کہ ازالہ مرض باطنی ہو۔ فرمایا عجز وانکسار کی صفت پیدا کرنا چاہیے اور مخلوق کی جفا وقضا پر صبر وتحمل کی عادت ڈالنی چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے خادم تھے۔ اگر کسی کام میں ان سے خطا ہو جاتی اور اہل بیت ان کو ملامت کرتے تو آپ فرماتے کہ کچھ مت کہو اگر تقدیر میں ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ فرمایا کہ حاصل اس تمام تکلفات کا تہذیب اخلاق وموافقت مکارم صفات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ **وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ** جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا۔ **بعثت لا تمم مکارم الاخلاق** یعنی بھیجا گیا ہوں میں تاکہ پورا کروں عادات نیک کو۔ فرمایا کہ ذکر نفی اثبات سے صفات بشریت کم ہوتی ہیں اور اس کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ذمیمہ کو جدا جدا چند روز کلمہ طیبہ کے تکرار سے نفی کرنا چاہیے اور اس کی جگہ حب خدا ثابت کرنی چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ ذمیمہ زائل ہو جائے۔ فرمایا کہ برخلاف ہوائے نفس مقامات سلوک حاصل کرنا چاہیے۔ غالب ہے اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے مبدل ہو جائیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے اس کا یقین کرلو اور اگر یہ سنو کہ کوئی اپنی عادت جبلی سے لوٹ گیا ہے اسے یقین نہ کرنا فرمایا کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا غصہ گیا نہیں پہلے کفر میں صرف ہوتا تھا اب حمایت اسلام میں ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ کوشش کرنا چاہیے کہ اوقات موافق سنت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم منضبط ہو جائیں اور انبیاء علیہم السلام کا اتباع توسط واعتدال حاصل کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مبدء فیاض کی جانب ہر وقت متوجہ رہنے سے اس قدر فیض وبرکات نازل ہوتی ہیں کہ باطن انوار وکیفیات سے لبریز ہو کر جھلکنے لگتا ہے فرمایا کہ

سابقہ عنایات بے علت دیکھنا اور قصور اعمال پیش نظر رکھنا سالکان راہ کے اطوار سے ہے۔ ہر چند کہ عمل بہت کرے لیکن صفت استغنا اور کبریائی الٰہی سے خائف رہنا چاہیے اور عذر و تقصیر اور امید واثق کو وسیلہ قبولیت کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانے اور تھوڑی نعمت کو بہت سمجھے اور ہمیشہ شکر و رضا کو اختیار رکھے۔ فرمایا کہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع مسائل شریعت و طریقت ومعارف وحقیقت ونکات سلوک ودقائق تصوف وانوار نسبت مع اللہ ہیں۔ بعد نماز عصر پڑھنا چاہیے کہ اس میں کشائش ابواب سعادت ہے فرمایا کہ دعا حزب البحر صبح وشام وختم خواجگان ہر روز حل مشکلات کے واسطے پڑھنا چاہیے۔ نماز تہجد دس یا بارہ رکعات اور چاشت چار رکعت یا چھ رکعت اور زوال کے بعد ایک سلام سے چار رکعت۔ نماز اوابین چھ رکعت یا بیس رکعت بعد سنت مغرب اور چار رکعت قبل فرض عشاء اور فرض عصر اور تحیت الوضو کا پابند رہنا چاہیے۔ تلاوت قرآن شریف کا ایک پارہ یا دو پارہ کلمہ تمجید وتوحید سو سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ بوقت صبح اور سوتے وقت رات کو سو سو مرتبہ اور دیگر ادعیہ کے صحیح احادیث سے ثابت ہیں مقرر کرنا چاہیے لیکن ان اعمال میں حضور قلبی ضروری ہے فرمایا کہ خلوت میں بیٹھ کر حفاظت نسبت باطنی اور ہمیشہ مبدءٔ فیاض کی جانب متوجہ ہو کر مشغول رہنا چاہیے اور اوقات ادائے اعمال ظاہری میں معمور کرنا چاہیے کہ انوار اعمال بسبب جمعیت وصفائی نسبت وحضور وآگاہی ہیں۔ فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے اور کثرت ذکر تہلیل سے فنا بشریت ہوتی ہے اور کثرت درود شریف سے واقعات نیک نظر آتے ہیں اور کثرت نوافل سے انکسار وشکستہ دلی حاصل ہوتی ہے اور کثرت تلاوت قرآن شریف سے نور اور صفائی قلب نصیب ہوتی ہے۔

فرمایا ذکر تہلیل بلحاظ معنی مفید طریقہ ہے اور محض تکرار الفاظ سرمایہ ثواب ومکفر سیئات ہے فرمایا ذکر نفی اثبات جس دم سے تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا اور زیادہ جس قدر ہو مفید ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جس دم کو شرط ذکر نہیں

فرماتے تھے، البتہ مفید فرماتے تھے لیکن دوام ذکر اور وقوف قلبی اور توجہ جانب مبدءٔ فیاض کو رکن طریقہ فرماتے تھے۔ فرمایا کثرت اسم ذات سے جذب الٰہی پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات واسطے سلوک اور قطع راہ کے مفید ہے فرمایا کہ ادراک کیفیات حالات باطنی مرتبہ ولایت میں محفوظ کرتا ہے۔ اصل مقصود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہو رہنا اور اتباع سنت ہے اور یہ بات ہر مقام میں حاصل ہے فرمایا کہ طریقہ ورع وتقویٰ ومتابعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اختیار کرنا چاہیے۔ اپنے احوال باطنی کتاب وسنت پر پیش کرنا چاہیے اگر موافق ہے تو قابل قبولیت ہے، اگر مخالف ہے مردود جاننا چاہیے۔ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث وفقہ سیکھنا چاہیے اور صحبت علما میں ثواب آخرت حاصل کرنا چاہیے۔ عمل بہ نیت اتباع حبیب خدا یا محض رضائے مولا کے واسطے اختیار کرنا چاہیے اور دل کو اغراض دو جہانی سے بیزار کرنا چاہیے۔ کسی کا عمل ہی کیا ہے کہ اس کو بیچ کریں، استطاعت کس سے ہے کہ تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ بالالتزام خلوت صفائی قلب کہ سرمایہ درویشی ہے حاصل کر اسباب دنیا سے بقدر ضرورت پر قناعت کر کہ اس کا حساب دینا ہوگا۔ عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم رہ آج کا عمل کل پر مت ٹال۔ محبت مشائخ میں رسوخ وعقیدت بڑھا کہ دوستان خدا کی محبت موجب قرب خدا ہوتی ہے۔ پیر کے سامنے غیر کی طرف مت دیکھ اور پیر کی طرف متوجہ رہ۔ جہاں تک ممکن ہو سکے صبر وتوکل سے اوقات بسر کر اور غیر سے التجا کا خیال اپنے سے دور کر، اپنے تمام کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کر اور صدق وعدوں کو سرمایہ خلوت خیال کر۔ اگر تیرے دل میں کسی طرح کا تردد نہیں ہے تو عزلت اختیار کر کہ رزق اپنے وقت پر پہنچے گا اور اگر اندیشہ عیال سے تشویش ہو تو کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہیے کہ یہ بھی سنت انبیا علیہ السلام ہے۔ فقرا کا راس المال فراغ مال اور جمعیت دلی ہے اور ایسا نہ ہو کہ فکر معاش سے جمعیت مبدل بتفرقہ ہو جائے اور یکسوئی خاطر میں خلل ہو۔ قناعت کی عادت اختیار کر۔ حرص وطمع دل سے دور کر اور اغیار سے ناامید ہو ان کا ہونا نہ ہونا برابر سمجھ۔ کسی

کو بھی چشم حقارت سے مت دیکھ اور اپنے آپ کو سب سے کمتر اور قاصر شمار کر راہِ خدا میں کبر اور غرور سر سے دور کر اور اسی وجہ سے کہا ہے کہ درویشی یہ ہے کہ جو کچھ سر میں ہے ہو۔ وہ رکھ دے (یعنی غرور ترک کرے) اور جو کچھ سر پر آئے اس سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے (یعنی جو کچھ بلا و مصیبت ہو اس پر صبر کرے) اور کل کے اندیشہ و فکر سے اپنے کو رہا کر اپنی عبادت اور طاعات پر نازمت کر۔ دید قصور اور نیستی کو اپنا سرمایہ خیال کر۔ مخالفت نفس جس قدر ہو سکے بہتر ہے لیکن اس قدر بھی نہیں کہ نفس تنگ آجائے اور نشاط و شوق میں نہ رہے کبھی کبھی اس سے موافقت بھی کرنی چاہیے کہ رضائے نفس مومن موجب ثواب ہے فرمایا کہ ایک روز فقیر کا نفس متمثل ہو کر سامنے آیا اور کہا کہ اس وقت جو کوئی مجھ کو (اس قسم کا) کھانا کھلائے جو مقصود اس کا ہو وہ پورا ہوا اتفاقاً اس وقت کوئی موجود نہ تھا کہ اس سے کہا جاتا۔ پھر بہت دنوں کے بعد ایک روز متشکل ہو کر ایک قسم کے کھانے کی آرزو کی۔ اتفاق سے ایک شخص موجود تھا، اس نے میرے کہنے سے وہ کھانا موجود کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کی ایک مراد جو مدت سے کسی تدبیر سے حاصل نہ ہوتی تھی اس عمل سے حاصل ہوگئی۔ فرمایا اگر بہ نیت اداء حسن شکر۔ مزہ دار کھانا کھائے، احسن معلوم ہوتا ہے کہ درصورت بے مزگی شکر دل سے نہیں نکلتا۔ طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم طعام مرغوب تناول فرمایا کرتے تھے اور اگر رغبت نہ ہوتی ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ فرمایا کہ ہمارے نفس مثل نفوس جنید و شبلی رحمۃ اللہ علیہما نہیں ہیں کہ تلخی کو شکر جانیں۔ فرمایا کہ عالم غیب کا دیکھنا شرط طریقہ نہیں ہے اصل چیز دوام توجہ بخدا اور اتباع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ہے۔ ہمارا ارجیٰ اعمال سوائے توجہ بمبداء فیاض اور محبت مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نہیں ہے فرمایا ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ متضمن انوار واذکار تلاوت و تسبیح درود و استغفار ہے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کما

حقہ ادب سے ادا کی جائے، فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید سے صفائی باطنی اور رفع قبض قلبی ہے۔ ترتیل کے ساتھ پڑھنا چاہیے اگر جہر متوسط سے پڑھا جائے نہایت ذوق حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ رمضان شریف میں نسبت باطن میں نہایت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ میں احتیاط کرنی چاہیے، غیبت اور جھوٹ سے بچنا چاہیے فرمایا کہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس مہینہ میں خدائے تعالیٰ کی رضا اور ادائے حق صوم حاصل ہو۔ فرمایا کہ ایک شخص نے ماہ صیام کو پارسا آدمی کی صورت میں دیکھا، دریافت کیا کہ آپ روزہ داروں سے راضی جاتے ہیں یا نہیں جواب دیا کہ نہیں کیونکہ انہوں نے روزہ کا حق ادا نہیں کیا اور اس وجہ سے میں ان سے ناخوش ہوں۔ مگر حضرت حجۃ اللہ نقشبند سے کہ بوجہ عذر مرض روزہ نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے ان کو کمال انفعال ہوا، ان کا انفعال اور لوگوں کے روزہ رکھنے سے زیادہ مجھ کو پسند آیا اور میں ان سے راضی ہوں، فرمایا کہ اس مہینہ کے انوار و برکات یکم شعبان ہی سے ظہور کرتے ہیں، گویا ہلال فیوض و برکات ماہ رمضان ابھی ہی سے طلوع ہو جاتا ہے اور نصف شعبان سے اس طرح معلوم ہوتا ہے گویا وہ ہلال ماہ کامل ہو گیا اور جہان کو اس مبارک مہینہ کے انوار نے منور کر دیا اور پہلی شب رمضان کو اس طرح معلوم ہوتا ہے گویا کہ آفتاب فیوض بھی بادل سے نکل آیا، اسی وجہ سے آپ کے پاس رمضان مبارک میں مریدین ہر طرف سے جمع ہو جاتے تھے اور عجیب وغریب صحبت منعقد ہوتی تھی، استماع قرآن وتراویح میں کچھ اور ہی حالات و واردات وارد ہوتے تھے، کبھی کبھی بعد تراویح معہ اصحاب مراقبہ کرتے تھے، فرمایا کہ اس مہینہ میں جو جمعیت وحضور ہوتا ہے وہ سال بھر کے لیے ذخیرہ ہوتا ہے اور اگر اس میں فتور آ جاتا ہے تو تمام سال اس کا اثر رہتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے حدیث کے استاد کی زبانی سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ یہ بات حدیث شریف سے مستفاد ہو جاتی ہے کہ اگر یہ مہینہ بہ جمعیت گذرے تو تمام سال توفیق جمیعت ہوتی ہے فرمایا کہ حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اخیر عشرہ ماہ رمضان کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور جو لوگ مقام اجازت پر پہنچ

جاتے تھے ان کو تبرک خرقہ و خلافت عطا فرماتے اور تاکید فرمایا کرتے کہ ان دنوں میں لوگ (مریدین) ضرور حلقہ و مراقبہ میں حاضر ہوں کہ ترقی باطنی سے بہرہ یاب ہوں، بعد رمضان گذرنے کے فرمایا کرتے کہ برکت رمضان شریف نسبت عزیزاں (مریدین) میں نہایت نورانیت وطعان پیدا ہوگیا ہے۔ افسوس کہ تمام سال رمضان کیوں نہ ہوا فرمایا کہ اگر چہ جب بھی روزہ رکھو صفائی باطن حاصل ہوتی ہے لیکن کیفیات رمضان علیحدہ ہوتے ہیں۔

کرامات

ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا، آپ کی خدمت میں بچہ کا نام رکھنے کے لیے عرض کیا گیا مگر ساتھ ہی اپنے دل میں خیال آیا کہ محمد حسن نام رکھیں تو اچھا ہے، بمطابق اس کے خیال کے آپ نے فرمایا کہ محمد حسن رکھو۔ ایک روز قبرستان سے گذر ہوا، ایک قبر پر کھڑے ہوگئے، فرمایا کہ اس قبر میں آتش دوزخ شعلہ زن ہے، ثواب ختم تہلیل اس کی روح پر کیا۔ فی الفور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے عذاب سے نجات عطا فرمائی۔ فرمایا کہ یہ ایک مسلمان فاحشہ عورت کی قبر ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک قبر پر لے گیا اور عرض کیا کہ یہ میرے دوست کی قبر ہے اس کا حال دریافت فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے، یہ ایک عورت کی قبر ہے، اس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے میں نے اپنے دل کے اطمینان کے لئے امتحاناً آپ سے عرض کیا تھا اور معافی کا خواستگار رہا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا ایک قرابت دار انتقال کر گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بہت ہی تکلیف میں مبتلا ہے، لِلّٰہ اس کی بخشش کی دعا فرمایئے۔ آپ نے بعد تضرع جناب الٰہی فرمایا کہ الحمد للہ اس کی مغفرت ہوگئی ہے۔ اس کو رات کو خواب میں میت نے بھی بشارت دے دی کہ حضرت کی دعا سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری بخشش فرما دی ہے۔ ایک روز ایک عورت نے حضرت کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی کہ جب میری لڑکی کے حق میں فرزند کی

بشارت نہ دیں گے دامن نہیں چھوڑوں گی۔ آپ نے بعد قدرے سکوت کے فرمایا کہ انشاء اللہ تیری بیٹی کے ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا اس نے طریقہ چشتیہ میں داخل ہونا چاہا، رات کو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا کہ بیٹا ہمارے گھر سے کہاں جاتے ہو اور اس پر توجہ فرمائی کہ اس کا دل ذاکر ہوگیا اور وہ حضرت کی خدمت میں آکر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا۔ آپ کے کشف وکرامات زائد از حد ہیں اس جگہ چند نقل کیے ہیں۔ عمدہ کرامت استقامت اتباع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اور طالبان خدا کو مرتبہ قرب پر پہنچانا ہے اور یہ آپ سے جیسے ظہور میں آئیں۔ اظہر من الشمس ہیں۔

وصال شریف

جب حضرت کا سن شریف اسّی سے متجاوز ہوا آپ کے دل میں شوق رفیق اعلیٰ از حد غالب ہوا، ایک روز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار میں فرمایا کہ کوئی آرزو فقیر کے دل میں باقی نہیں رہی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام کی دولت نصیب فرمائی، علم سے حظ وافر نصیب فرمایا، عمل نیک پر استقامت بخشی، لوازم کشف وکرامت وتصرف جو کچھ کہ چاہیے سب عطا فرمائے، صلحا کو کسب فیض کے واسطے فقیر کے پاس بھیجا اور مقامات طریقہ پر پہنچا کر اپنے راستہ کی ہدایت پر مقرر فرمایا۔ دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ رکھا اور الحمد للہ کہ دل میں ماسوا کی جگہ نہ رہی، اب کوئی آرزو باقی نہیں، البتہ شہادت ظاہری کی کہ اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے اور فقیر کے اکثر بزرگ شہید ہوئے ہیں لیکن چونکہ فقیر نہایت ناتواں اور ضعیف ہے، قوت جہاد باقی نہیں رہی، بظاہر یہ آرزو متعسر معلوم ہوتی ہے اور فرمایا کہ مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو موت کو دوست نہیں رکھتا حالانکہ موت موجب لقاء الٰہی وزیارت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم و دیدار اولیائے کبار

وعزیزاں ہے فرمایا کہ فقیر کو نہایت شوق زیارت ارواح طیبہ ہے اور فقیر سخت آرزومند دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم وخلیل خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام وزیارت امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وامام حسن رضی اللہ عنہ وسیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی وحضرت خواجہ نقشبند وحضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہم کہ فقیر کو ان اکابر سے محبت خاص ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت کی یہ آرزو بھی پوری فرمائی اور شہادت ظاہری اور شہادت باطنی سے کہ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فنافی اللہ کہتے ہیں، جمع ہو کر قرب الٰہی میں بمرتبہ اعلیٰ علیین تشریف لے گئے۔

چہار شنبہ ۷ محرم الحرام ۱۱۹۵ ہجری کو کچھ رات گئے چند آدمیوں نے آ کر دروازہ پر دستک دی، خادم نے عرض کیا کہ کئی آدمی آپ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آ جائیں تین آدمی اندر آ گئے ان میں سے ایک ولایت زاد مغل تھا، حضرت بھی خوابگاہ سے اٹھ کر ان کے برابر کھڑے ہو گئے، مغل نے پوچھا کہ مرزا جان جاناں تم ہی ہو، آپ نے فرمایا کہ ہاں دونوں ہمراہیوں نے بھی کہا مرزا جان جاناں یہی ہیں، یہ سن کر اس بدبخت نے طمنچہ سے گولی ماری کہ وہ دل کے قریب لگی، آپ زمین پر گر پڑے۔ نواب نجف خاں کہ اس وقت وزیر شاہی تھا، ایک انگریز ڈاکٹر کو بھیجا اور کہا قاتل معلوم نہیں اگر معلوم ہو گیا، قصاص جاری کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ارادہ الٰہی میں شفا ہے تو بہر صورت ہو جائے گی۔ ڈاکٹر کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اگر معلوم ہو جائے، میں نے بھی اس کو معاف کیا تم بھی معاف کرنا۔ اس کے بعد تین روز تک آپ زندہ رہے اس حالت میں آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

۱۱۹۵ ہجری دسویں شب محرم کو، کہ اس شب کو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوئی۔ تین بار زور سے سانس لے کر روح مبارک عالم جاودانی کو راہی ہوئے۔ اِنَّا

لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کی تاریخ وصال میں بہت ہی الفاظ کہے گئے، من جملہ ازاں دو نہایت ہی برجستہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے انعام فرمایا اور دوسری حدیث شریف عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ شَهِیْدًا زندگی عمدہ گذاری اور شہادت کی موت پائی۔ آپ کا مزار شریف متصل چتلی قبر دہلی میں ہے۔

چار دیواری کے دروزہ کی محراب کے اوپر یہ شعر کندہ ہے۔

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

ترجمہ: میری قبر کی تختی پر غیب سے یہ تحریر پائی کہ اس مقتول بے گناہ کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

حضرت مولانا وسیّدنا عبداللہ

المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

آپ کی ولادت ۱۱۵۸ ہجری میں بمقام بٹالہ علاقہ پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذاکر و مجاہد بزرگ تھے۔ کریلہ جوش دے کر کھایا کرتے اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے تھے۔ حضرت ناصر الدین قدس سرہ سے بیعت تھے۔ حضرت کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا، چنانچہ بعد پیدائش آپ کا نام علی رکھا گیا لیکن جب آپ بلوغت کو پہنچے تو آپ نے احتراماً اپنا نام غلام علی رکھا۔ اسی

طرح پیدائش کے وقت آپ کی والدہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اپنے بیٹے کا نام عبدالقادر رکھنا یہ بزرگ شاید حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے عم شریف نے کہ نہایت بزرگ مرد تھے ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ کے والد دہلی میں رہا کرتے تھے وہاں اپنے پیر سے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے ہم صحبت تھے۔ بیعت کرانے کے واسطے بلایا تھا لیکن وہاں سے فیض مقدر میں نہ تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے پیر سے بیعت کرانے کے لیے بلایا تھا لیکن تقدیر میں نہ تھا اب جس جگہ تمہارا قلبی اطمینان ہو، وہاں بیعت ہو جاؤ۔ آپ ۱۱۸۰ ہجری میں کہ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض بیعت کی۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ جس جگہ ذوق وشوق ہو وہاں بیعت کرو یہاں تو سنگ بے نمک لیسدن کا مضمون ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے یہی منظور ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے پھر آپ کو قادریہ خاندان میں بیعت فرمایا اور تلقین طریقہ مجددیہ فرمایا۔ پندرہ سال تک حضرت مرزا صاحب قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر حلقہ ومراقبہ رہے اور با اجازت مطلقہ مع بشارت ضمنیت مشرف ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اول اول مجھ کو تردد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں تو کہیں حضرت غوث پاک کے ناراض ہونے کا باعث نہ ہو اسی اثنا میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظم تشریف رکھتے ہیں اور اس کے سامنے ایک اور مکان ہے۔ وہاں حضرت خواجہ نقشبند رونق افروز ہیں، میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مقصود خدا تعالیٰ ہے جاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع فرمائی اور آخر کار اس قدر فیض آپ کی

زندگی میں آپ سے جاری ہوا کہ شاید ہی کسی شیخ سے ان کی زندگی میں جاری ہوا ہو۔ ہندوستان، کابل، بلخ، بخارا، عرب، روم سب جگہ آپ کے خلیفہ پہنچ گئے تھے اور طریقہ ان سے جاری ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک روز عصر کے بعد حاضر تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الحمدللہ ہمارا فیض دور دور پہنچ گیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے، بغداد شریف روم ومغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور مسکرا کر فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر ہی ہے۔ بعض لوگ بحکم سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بعض بحکم بعض بزرگاں وبعض خود کو خواب میں دیکھ کر حاضر حضور ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ باشارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم مدینہ شریف سے دہلی آئے اور آٹھ نو ماہ میں اجازت وخلافت سے مشرف ہو کر اپنے وطن کردستان واقع ملک روم کو واپس چلے گئے وہاں ان کو اس قدر قبولیت ہوئی کہ جس کی حد نہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اب ضعیف ہو گیا ہوں کچھ نہیں ہو سکتا۔ پہلے شاہجہاں آباد کی جامع مسجد میں رہا کرتا تھا۔ حوض کا تلخ پانی پیا کرتا تھا۔ دس پارے روزانہ قرآن شریف کے پڑھا کرتا تھا اور دس ہزار نفی اثبات کیا کرتا تھا۔ نسبت ایسی قوی ہو گئی تھی کہ تمام مسجد انوارات سے پر تھی جس کوچہ میں سے گذر جاتا تھا وہ بھی نورانی ہو جاتا تھا اگر کسی بزرگ کے مزار پر جاتا تھا اس کی نسبت پست ہو جاتی تھی۔ تب میں از راہ تواضع اپنے تئیں پست کیا کرتا تھا۔

ارشادات

فرمایا کہ آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہیے۔ دین درست اور یقین درست دست شکستہ اور پا شکستہ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے میری نسبت یہ بیان کیا کہ وہ طالب ذوق وشوق وکشف وکرامت ہے۔ انہوں نے

یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص ایسے شعبدوں کا طالب ہو اس کو کہو کہ ہماری خانقاہ سے چلا جائے اور ہمارے پاس نہ آئے جب یہ خبر مجھ کو پہنچی میں نے حاضر ہو کر عرض کی حضور نے یہ فرمایا ہے جواب دیا کہ ہاں میں نے عرض کیا پھر کیا حکم مبارک ہے فرمایا کہ یہاں سنگ بے نمک لیسیدن ہے۔ اگر یہ بے مزگی منظور ہو تو ٹھہرے رہو میں نے عرض کیا کہ مجھے یہی منظور ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ اس طریقہ نقشبندیہ میں مجاہدہ نہیں ہے مگر وقوف قلبی کہ عبارت دل۔ طرف ذات الٰہی کے ہے اور نگہداشت خطرات گذشتہ و آئندہ ہے اور یہ اس طرح چاہیے کہ جب خطرہ دل میں پیدا ہو کہ فلاں کام گذشتہ زمانہ میں کس طرح ہوا تھا اسی وقت دل سے دفع کرے کہ تمام قصہ دل میں آئے یا دل میں خیال آئے کہ فلاں جگہ جا کر یہ کام کروں اور اس کام میں فائدہ ہو اس کو معاً دفع کرے غرضیکہ جو خطرہ غیر خدا کا دل میں آئے، اس کو اسی وقت دفع کرے۔ فرمایا کہ احوال قلب سالک پر مثل باران شدید ظاہر ہوتے ہیں اور جب قلب سے عروج ہو کر لطیفہ نفس کی سیر ہوتی ہے۔ مثل بارش خفیف جلوہ گر ہوتے ہیں اور جب لطیفہ نفس سے سیر جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے نسبت سمجھ میں نہیں آتی۔ استہلاک واضمحلال زیادہ ہوتا جاتا ہے اور نسبت مثل شبنم کے ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے واسطے کچھ تحریر فرمائیے۔ آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اور اس کی تفسیر بھی اس کے نیچے اس طرح لکھی کہ امور جزئی وکلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے اور فکر معاش وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہیے اور تعلقات ماسواء اللہ کو چھوڑنا چاہیے اور اپنے جمیع امور کو اللہ کی سپرد کرنا چاہیے۔ ایک دن ایک درویش کو آپ نے توجہ کے لیے یاد فرمایا کسی نے عرض کی کہ وہ جامع مسجد کی طرف سیر کو گیا ہے۔ فرمایا کہ یہ کیا فقیری ہے فقیری میں صبر لازم ہے اور صبر حبس نفس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جس وقت ہم مجاہدہ میں مشغول تھے۔ پچیس برس تک اپنے آپ کو ایک حجرہ میں بند کر رکھا تھا نہ سردیوں میں باہر آتا تھا اور نہ گرمیوں میں۔ فرمایا کہ میری سترہ برس کی عمر تھی کہ دہلی میں آیا تھا، اب مجھ کو دہلی

میں ساٹھ سال گذر چکے ہیں اور ایک دن بھی بلا ذکر وفکر اور مراقبہ نہیں گذرا مع ہذا خوف خاتمہ ہر وقت دامن گیر ہے اور اطمینان اس وقت ہوگا جب بہشت میں داخل ہو جاؤں گا اور اپنے کانوں سے ندائے رب العالمین سنوں گا کہ اے بندے میں تجھ سے راضی ہوں۔ فرمایا کہ کہ ہمارے اکابر طریقت فرماتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ میں نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے اس کے معنی بہت لوگوں نے کیے ہیں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ نہایت بدایت میں پیدا ہونے سے توجہ دائمی وحضور مع اللہ ہے اور کم خطرگی یا بے خطرگی مراد ہے۔ یہ اور سلسلوں میں نہایت میں خیال کی جاتی ہے اور نقشبندیہ طریق میں شروع ہی میں پیدا ہو جاتی ہے اور فرمایا کہ نہات ہمارے ہاں کچھ اور ہی ہے اور وہ توجہ حضور کا گم ہونا ہے فرمایا ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع پذیر نہیں ہے اور لسانی مراد نہیں ہے کہ وہ انقطاع پذیر ہے اور اس پر دلیل آیت کریمہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ باز نہیں رکھتی ان کو تجارت اور نہ بیع ذکر اللہ سے کیونکہ تجارت میں ذکر زبانی موقوف ہو جاتا ہے قلبی موقوف نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اکثر آدمی قلبی ذکر کو خفیہ کہتے ہیں اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ ذکر قلبی اگر چہ غیر سے پوشیدہ ہے لیکن فرشتوں اور شیطان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پس خفا حقیقی اس میں نہ پایا گیا۔ دراصل ذکر خفیہ ذاکر کے مذکور میں گم ہونے کو کہتے ہیں کہ اس کو کوئی خبر اپنی اور ذکر کی نہ ہو۔ فرمایا کہ میرا حال ایسا ہے کہ ہر چند متوجہ قلب ہوتا ہوں، کوئی اثر توجہ اور ذکر کا نہیں پاتا۔ البتہ کسی وقت غیبت ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روئیں روئیں سے ذکر جاری ہے۔ فرمایا کہ شب قدر عجیب بابرکت رات ہے۔ اس میں دعا وعبادت مقبول ہوتی ہے۔ اہل قرب کو اس رات اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ایک بار میں جامع مسجد میں رات کو سویا ہوا تھا۔ اعتکاف کی حالت تھی۔ ایک شخص نے مجھ کو آکر جگا دیا اور کہا، اٹھ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی امت مرحومہ کے واسطے دعا کر۔ میں اٹھا تو دیکھا ہر طرف نور ہی نور ہے میں جان گیا

کہ یہ شب قدر کا نور ہے۔ فرمایا کہ رضائے پیر سبب قبول خلق و خالق ہے اور آزردگی پیر سبب نفرت خلق و خالق ہے فرمایا کہ پیر کی رضا سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی مجاہدہ و ریاضت سے نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں بنائے کار انکسار افتقار بجناب الٰہی اور پیر سے اخلاص پر ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ روز سجدہ میں پڑھ کر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ الہٰ العالمین مجھ کو طریقہ جدید عطا فرما کہ سہل الطریق اور اقرب الطریق الی اللہ ہو اور موصل ہو، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور یہ طریقہ عطا فرمایا۔ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس طریقہ میں چنداں ریاضت و مجاہدہ نہیں ہے اور میں مرزا نازک مزاج تھا۔ مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہوسکتے۔ فرمایا کہ اہل محبت کو حاجت اعمال کی نہیں ان کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علما کو پسند ہے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ کا شہرہ کمال منتشر ہوا ایک زاہد آپ کے اوقات اور اعمال دیکھنے کے واسطے آیا۔ اس نے آپ کو کوئی ریاضت یا مجاہدہ کرتے نہ دیکھا۔ سیدھی سیدھی نمازوں کو پڑھ لیا رات کو بعد عشاء پلاؤ کھا کر سو رہے۔ ثلث شب سے تہجد پڑھ لیا۔ وہ زاہد حیران ہوگیا اور عرض کی کہ میں تمام شب نہیں سویا اور ذکر کرتا رہا اور آپ نے شام کو پلاؤ کھایا اور اکثر شب سوتے رہے لیکن جو نور آپ میں ہے وہ مجھ میں نہیں ہے، آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اسی پلاؤ کا نور ہے فرمایا کہ دل کو ماسوا سے خالی کرنے اور ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنے سے نور حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھ کو یاد رب سکھا دیں میں نے کہا اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ صبح کے وقت کہہ لیا کر اس نے کہا اس لفظ سے تو نہیں یاد کروں گا۔ میں نے کہا اچھا قلب کی طرف متوجہ ہو کر دل سے تو ہی تو، تو ہی تو، کہتا رہ اس پر وہ راضی ہوگیا چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا

ہوگئی اور وہ مسلمان ہوگیا فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا میں روزانہ پچاس ہزار بار اللہ اللہ کرتا ہوں اور اس کی برکت سے ما سوا سے اعراض ہوگیا ہے فرمایا کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس کے دل میں کیفیت دیکھی ہے لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدر رہ تھی۔ کیفیت نورانی سوائے ذکر ایمانی کے نہیں پیدا ہوتی۔ فرمایا کہ اس ہندو سے مجھ کو نہایت آئی کہ باوجود ظلمت کفر ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اور میں باوجود نور ایمان غافل ہوں (یہ فقرہ کسر نفسی کے طور پر فرمایا) فرمایا کہ طالب کیفیت خدا پرست نہیں ہے ذکر کرنا چاہیے خواہ کیفیت پیدا ہو یا نہ ہو۔ ذکر فی نفسہٖ عبادت ہے۔ فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ اللہ دل کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جمعیت باطنی کی یہ تعریف ہے کہ تشویش آئندہ وگذشتہ دل میں نہ آئے فرمایا کہ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو۔ فرمایا کہ منصور (علیہ الرحمۃ) نے لغزش کھائی اور زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا اگر میرے زمانہ میں ہوتا تو میں بیشک ان کی مدد کرتا اس حالت سے نکال کر حالت فوق پر لے جاتا۔ فرمایا کہ تربیت کی دو قسمیں ہیں۔ تربیت جمالی اور جلالی۔ تربیت جمالی سے سب راضی رہتے ہیں موافق نفس ہے لیکن تربیت جلالی پر قائم رہنا نہایت دشوار اور مردان دین دار کا کام ہے۔ فرمایا کہ حقیقت رضا بجز فنائے کامل حاصل نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے اتفاق اس پر ہے کہ رضا آخرت کے مقامات سے ہے فرمایا کہ اس زمانہ میں کوئی عمل تصفیہ قلب کے واسطے اولیاء اللہ کے اذکار کی کتاب کے مطالعہ کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے پیر نے مجھ کو دو نصیحتیں کیں ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کے عیب کی نیکی کی طرف تاویل کرنا اور دوسرا یہ کہ اپنی نیکی کی عیب کی طرف تاویل کرنا میں نے عرض کیا کہ اس سے تو امر معروف موقوف ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی میں ہی نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو امر معروف کیا جائے ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں۔ فرمایا کہ حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندر از فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بیں مباش دوم آنکہ برغیر بد بیں مباش

ترجمہ: میرے پیر (حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) نے دو باتیں آب زر سے لکھنے کی ارشاد فرمائیں اول یہ کہ اپنی نیکی ہرگز نہ دیکھ دوسرے کی برائی ہرگز نہ دیکھ۔

کرامات

ایک روز ایک ہندو برہمن کا خوبصورت بچہ مجلس شریف میں اتفاقاً آ گیا سب اس کی طرف دیکھنے لگے آپ کی نظر عنایت اس پر ہوگئی اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

ایک صالحہ ضعیفہ عورت کے جوان لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ آپ اس کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ دوران تعزیت فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو فرزند نعم البدل عطا فرمائیں۔ اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی اب ضعیف ہوگئی ہوں اور میرا خاوند بھی ضعیف ہوگیا ہے اب کیا اولاد ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ بعد ازاں آپ وہاں سے اٹھ کر ایک مسجد میں تشریف لائے اور وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس عورت کے فرزند ہونے کے لیے دعا فرمائی بعد دعا آپ نے ہمراہی سے فرمایا کہ اس عورت کے ہاں فرزند ہونے کے لیے دعا کی تھی اثر اجابت پایا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہوگا۔ حضرت کی بشارت کے مطابق اللہ کریم نے اس کو فرزند عطا فرمایا اور وہ جوان ہوا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا لڑکا دو مہینہ سے گم ہے دعا فرمائیں کہ مل جائے آپ نے فرمایا کہ وہ تو تیرے گھر ہے وہ اس بات سے نہایت حیران ہوا ہے کہ میں ابھی گھر سے آ رہا ہوں۔ خیر وہ حضرت کے فرمان عالی کے مطابق گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا گھر میں آ گیا ہے۔

وصال شریف

جب مرض وصال شریف شروع ہوا اس میں بواسیر اور خارش نے غلبہ کیا۔ آپ کی اکثر عادت تھی کہ وقت مرض اکثر وصیت نامہ تحریر فرماتے اور زبانی نصائح برائے دوام ذکر و پرداخت نسبت و اخلاق حسنہ ومعاشرت اور مجاری فیض پر عدم چون و چرا اور تحاد بین المسلمین و مابین براوران طریقت اور فقر و قناعت توکل و تسلیم ورضا کی فرماتے۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کے آگے فاتحہ یا کوئی آیت شریف یا کلمہ طیبہ نہ پڑھنا کہ بے ادبی ہے بلکہ یہ دو بیت پڑھنا۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما — آفرین بردست و بر بازوئے تو

ہم مفلس آپ کے کوچہ میں آئے ہیں اللہ کے لیے اپنے رخ انور کی جھلک دکھایئے ہمارے زنبیل کی طرف اپنے کرم کا ہاتھ کھولیے آپ کے ہاتھ اور بازو پر صد آفرین

وفدت علی الکریم بغیر زاد — من الحسنات والقلب السلیم

فحمل الزاد اقبح کل شیء — اذا کان الوفود علی الکریم

میں اپنے رب کریم کی طرف بغیر زادراہ لیے جا رہا ہوں، میرے پاس نہ کوئی نیکیاں اور نہ ہی قلب سلیم ہے۔ زادراہ کا اٹھانا اس حالت میں جب کہ خدا تعالیٰ کی رحمت پر پورا بھروسہ ہو اچھا نہیں لگتا۔

بتاریخ ۲۲ صفر ۱۲۴۰ ہجری بروز شنبہ آپ نے وصال فرمایا۔ نماز جنازہ جامع مسجد دہلی میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت شاہ غلام علی دہلوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ کا نسب انسب بواسطہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ دس برس کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کرلیا اور اس کے بعد ایک جید قاری صاحب سے تجوید پڑھی آپ ایسی عمدہ ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے کہ جو سنتا محو ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے تو اہل عرب نے بھی سن کر بہت تعریف کی۔ بعد قرآن شریف علوم عقلیہ ونقلیہ اس وقت کے علمائے کبار حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ولد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیے۔ عین تحصیل علم میں ارادہ خداطلبی پیدا ہوا اول اپنے والد ماجد سے کہ اپنے طریقہ آبائی پر مستقیم تھے اور مزاج میں ترک دنیا وانقطاع غالب تھا۔ ارادت کی۔ مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ان کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ درگاہی کا سلسلہ دو واسطہ سے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ سے ملحق ہوتا ہے۔ حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ اکثر استغراق کی حالت میں رہتے۔ نماز کے وقت ان کو آگاہ کردیا جاتا۔ آپ کی توجہ میں اس قدر گرمی تھی کہ اگر سو آدمیوں کی طرف توجہ فرماتے تو سب بیہوش ہوجاتے۔ ایک روز نماز میں شوقِ الٰہی سے قدرے بدن کو حرکت ہوگئی تو اول امام پھر تمام جماعت پھر تمام محلّہ کو وجد آ گیا۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کے حال پر بہت مہربانی فرمائی اور چند روز میں آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ کے بہت لوگ مرید ہوگئے آپ کے حلقہ میں بیہوشی وجد ونعرہ ہوا کرتا تھا مگر چونکہ آپ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا کے حالات بچشم خود ملاحظہ فرمائے اور حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی

تھی۔ان حضرات کے ہاں مثل صحابہ کرام جمعیت وسکون واطمینان والا معاملہ تھا۔ وجد وحال نعرہ کچھ نہ تھا۔آپ کی طبیعت مبارک مطمئن نہ ہوئی اور تمام امور پر غور کر کے آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا طلبی میں خط لکھا۔انہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا اور تحریر فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

پس آپ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ آپ کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ ارادت ایسی ہونی چاہیے کہ جیسی شاہ ابوسعید کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔شاہ صاحب اکثر مریدوں کو آپ کے سپرد فرمادیا کرتے تھے۔چنانچہ مولانا خالد رومی وسیّد اسماعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہما آپ سے توجہ کیا کرتے تھے۔جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کا استقبال کیا کرتے۔ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب علیل تھے کہ آپ سفر سے تشریف لائے ،حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو چارپائی پر لے چلو تاکہ استقبال فوت نہ ہو۔آپ نے پندرہ سال تک حضرت شاہ صاحب کی صحبت سے استفادہ کیا اور بشارات جلیلہ مثل ضمنیت وقیومت سے مشرف ہوئے۔

کرامت

آپ کے ایک مرید نے عرض کیا کہ تہجد کے واسطے میری آنکھ کبھی کھلتی ہے کبھی نہیں۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہہ دو کہ تہجد کے وقت ہم کو یاد دلا دیا کرے پھر اٹھا کر بٹھا دینا ہمارا کام ہے آئندہ تم کو اختیار۔چنانچہ ہر روز ایسا ہی ہوتا تھا کہ آپ تہجد کے وقت اس کو اٹھا کر بٹھا دیا کرتے تھے۔

وصال شریف

آپ زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے وہاں کے تمام مشائخ ومفتی وعلما

آپ سے بکمال تعظیم پیش آئے اور تین ماہ تک آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور اکثر شرفائے سادات داخل طریق ہوئے۔ جب آپ حرمین شریفین سے واپس تشریف لائے اور ٹونک میں پہنچے، آپ کو مرض موت لاحق ہوا۔ نواب ٹونک ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ عید کے دن سکرات موت شروع ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج نواب نہ آئے کہ دنیا واروں کے آنے سے ظلمت و کدورت ہوتی ہے اور حافظ کو سورۃ یٰس پڑھنے کو فرمایا۔ جب حافظ تین بار پڑھ چکا آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو فرصت کم ہے آپ کی انگشت سبابہ متحرک تھی کہ بین الظہر والعصر بروز عید الفطر ۱۲۵۱ ہجری وصال شریف فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o تابوت شریف کو ٹونک سے دہلی لایا گیا اور حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی مغرب کی جانب دفن کیا گیا۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ ہجری میں بمقام رام پور ہوئی۔ آپ کی دس سال کی عمر تھی کہ حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ سے اخذ طریقہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت الطاف و مہربانی فرماتے۔ جب آپ سبق پڑھ کر آتے اور حضرت شاہ صاحب کا حلقہ ہوتا تو آپ وہاں جاتے اگر بوجہ کثرت آدمیوں کے جگہ بیٹھنے کی نہ ہوتی اور حضرت شاہ صاحب آپ کو دیکھ لیتے تو بلا کر مسند کے قریب بٹھاتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اکثر کتب تصوف مثلاً رسالہ قشیریہ عوارف المعارف واحیاء العلوم و مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ و مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض کتب حدیث حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے

پڑھی ہیں اور کتب منقول و معقول دیگر علمائے وقت مثل مولوی فضل امام و مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہما سے استفادہ کی ہیں نیز حضرت شاہ عبدالعزیز و مولانا شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حدیث کی سند مجھ کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔ فرمایا کہ جن ایام میں، میں علم پڑھتا تھا تو اکثر شب مطالعہ میں گزر جاتی تھی اور اس دوران اسی طرح ذکر وفکر اور شاہ صاحب کے حلقہ و مراقبہ کا بھی التزام رکھا تھا اور اگر حضرت شاہ صاحب سے مفارقت ہوتی تو اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ لیا کرتا تھا بلکہ حضرت شاہ صاحب کی موجودگی میں بھی ان سے توجہ لیتا تھا فرمایا کہ میں نے جمیع مقامات پر اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی توجہ لی ہے اور اسی سبب سے سلسلہ میں ان کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا ہے ورنہ کسب ونسب واجازت وخلافت حضرت شاہ صاحب سے حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو بیٹھا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کریں گے فرمایا کہ مجھ کو بہ نظر کشفی اس طرح معلوم ہوتا ہے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس لڑکے کی اولاد سے کریں گے۔ جب حضرت شاہ صاحب قبلہ سخت مریض ہوئے او رحضرت شاہ ابوسعید صاحب کو اپنی جگہ مسند نشینی کے واسطے طلب فرمایا تو تحریر فرمایا کہ برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے خود گذارند برخوردار احمد سعید کو اپنی جگہ پر مقرر کر دیں۔

چنانچہ آپ حسب الحکم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کی جگہ بافادہ طالبان خدا مشغول ہوئے اور بعد مدت دہلی تشریف لائے جب آپ کے والد بزرگوار حج کو تشریف لے گئے تو اپنی جگہ آپ کو مقرر کر گئے اور آپ بہمت تمام اشاعت شریعت وطریقت میں مصروف ہوئے اور طالبان خدا کو انوار نسبت مجددیہ سے مالا مال کر دیا۔ تاثیر صحبت سے طالبان کا دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد

ہو جاتا تھا اور محبت الٰہی سے گرم ہوتا تھا۔ شب و روز میں تین مرتبہ حلقہ فرمایا کرتے، بعد نماز صبح و بعد نماز ظہر و بعد نماز مغرب تک جب تک کہ مرید کا رشد ظاہر و باطن نہ دیکھ لیتے اس کو رخصت نہ فرماتے بلکہ اگر وہ بمبالغہ والحاح طلب رخصت کرتا اجازت نہ دیتے اور فرماتے کہ مرید نارسیدہ بمنزلہ طفل شیر خوار کے ہوتا ہے کہ اپنے نفع ونقصان سے واقف نہیں ہوتا اگر بچہ قبل از مدت مقررہ رضاعت اپنی دودھ پلائی سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس کی نشو ونما میں نقصان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرید قبل از استعداد جدا ہو جائے ناقص اور ابتر ہو جاتا ہے اگر طالب میں میل دنیا اور رغبت اغنیا دیکھتے تو اس سے مایوس ہو جاتے اور اسی طرح مبتدی کو نکاح پر مائل دیکھتے تو اس سے بھی ناامید ہو جاتے اور کلمہ استرجاع پڑھتے۔ فرماتے کہ مبتدی کے واسطے کوئی چیز مثل عورت کے مضر نہیں ہے۔ فرمایا کہ جس وقت نکاح ہوا دنیادار ہو گیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طلب اس کے دل سے جاتی رہی اور اکثر یہ شعر پڑھتے۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

خدا تعالیٰ کو بھی چاہیں اور کمینی دنیا کی بھی طلب ہو یہ خیال ہے جو کہ ناممکن ہے اور پاگل پنا ہے۔

فرمایا کہ صحبت اغنیا وارباب تنعم طالب خدا کے واسطے سم قاتل وسد سکندری ہے اور اس سے مجاری فیض بند ہو جاتا ہے اور قلب پر ظلمات کثیفہ پڑتے ہیں۔ خیال کرو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اپنی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی ایاک ومجالسة الاغنیاء واحبی المساکین وقربتھم ترجمہ: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) امرا کی مجالس سے بچنا مساکین کے پاس بیٹھنا اور ان سے محبت رکھنا۔

بلکہ فقرا اور برادران طریقت کی بھی آپس میں زیادہ صحبت پسند نہیں فرماتے تھے فرمایا کہ مرید حق کسی کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے۔ طالبین

میں سے جو شخص کہ حجرہ بند کر کے ملتزم ذکر وفکر ہوتا اس کو بہت پسند فرماتے۔ فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا مرید ہوتا ہے کہ اپنے سینے سے جمیع مقاصد اور مرادات دفع کرے اور سوائے رضائے حق سبحانہ، کوئی مراد اس کی نہ ہو اور مردہ بدست زندہ ہو رہے اور بارگاہ الٰہی میں ہر وقت بتضرع وزاری دعا کرتا رہے کہ الٰہی جو کچھ تیری رضا ہو اس پر قائم رکھنا اور ایک لحظہ بھی مجھ کو اپنے سے دور مت کرنا۔ فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادر ہے کہ اس کی تمنائے قلبی پر اس کو پہنچائے۔ فرمایا کہ آرزوئے فقیر یہی ہے کہ انفاس مستعار حیات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی میں گذریں اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر زبان بہ تکرار کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تازہ رہے۔ فرمایا کہ دوام ذکر اور دوام توجہ الی اللہ بانکسار تمام اسباب قبولیت بجناب الٰہی ہیں۔ اس میں غفلت نہیں کرنی چاہیے کہ اس راہ میں طالبان حق جل وعلا کے واسطے بہت ضروری ہے اور چاہیے کہ دل کو وعدہ ہائے الٰہی پر قوی رکھے کہ یہی خلاصہ زندگی ہے۔ فرمایا کہ طالبان خدا کو چاہیے کہ ایک لمحہ جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں تا کہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار کہ اس کو دوام حضور بھی کہتے ہیں ملکہ دل ہو جائے اور انقطاع تعلق ماسوا سے بالکل ہو جائے اور کوئی مراد ومقصود سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دل میں نہ رہے اور تعمیر اوقات بوظائف وطاعت کرے اس طرح سے کہ ہر روز کم از کم قلب سے پانچ ہزار بار ذکر اسم ذات اور تمام لطائف سے کم از کم ایک ایک ہزار بار ذکر اسم ذات کرے اور گیارہ سو بار ذکر نفی واثبات اور پانچ ہزار مرتبہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی کرے اور کم از کم ایک پارہ قرآن شریف باتدبیر معنی پڑھے اور بارہ رکعت نماز تہجد اور چار چار رکعت اشراق وچاشت اور فی زوال اور بیس رکعت اوابین اگر ممکن ہو سکے ورنہ چھ رکعت ہی بکمال خضوع وخشوع ادا کرے اور آدمیوں سے بقدر ضرورت اختلاط رکھے کہ ادائے حقوق ہو جائے اور فرمایا کہ امور دین ودنیا کو بواسطہ پیران کبار جناب الٰہی میں تفویض کرے اور مجاری احوال کو تقدیر سے جانے اور وقائع پر چون وچرا نہ کرے اور ماسوا سے ناامید رہے اور

صبر وتوکل وقناعت ورضا وافتقار وانکسار وخاکساری وتواضع کو اپنی عادت بنائے۔ کتبِ صوفیہ میں مکتوبات شریف کو مطالعہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھاتا ہوں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا کہ بجناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مجھ کو کھانا بھیجا ہے اور حضرت مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے یہ کھانا خاص تمہارے واسطے بھیجا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ شریف ایام رمضان شریف میں بوقت تراویح مشاہدہ ہوا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اس احقر کا قرآن شریف سننے کے لیے تشریف لائے ہیں اور بعد استماع تحسین قرأت فرمائی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ۔ یہ کی زیارت کو گیا، راستہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ تشریف لا رہے ہیں اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا عشق آن خانماں خرابے ہست کہ ترا آورد بخانہ ما۔ ترجمہ: عشق وہ چیز ہے کہ تجھے گھربار چھڑا کر ہمارے گھر لے آیا اور نہایت ہی مہربانی وشفقت سے پیش آئے۔

کرامات

ایک مرتبہ حضرت ایک اپنے مرید کے بچہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جا کر دیکھا تو اس کی نزع کی حالت تھی اور غرغرہ شروع ہو گیا تھا اور سوائے سینہ کے اور کسی عضو میں جان نہ تھی، اس کی والدہ روئی سے اس کے منہ میں پانی ٹپکاتی تھی، اس نے بچہ کو حضرت کے قدموں میں ڈال دیا اور اس طرح سے رو رو کر دعا کی خواستگار ہوئی کہ حضرت کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے اور آپ پوری ہمت سے اس کے دفع مرض کے لیے متوجہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کا تمام جسم کانپنے لگا اور پھر آپ نے بارگاہ

الٰہی میں اس بچہ کی صحت کے واسطے ہاتھ اٹھائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، خدا تعالیٰ کے فضل سے اس بچہ نے اسی وقت آنکھیں کھول لیں اور کچھ کھانے کو طلب کیا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے خود اس کو چند لقمے کھلائے۔ اس کو صحت ہونی شروع ہوگئی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو کامل صحت عطا فرمائی۔

حضرت کے صاحبزادہ خورد حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہٗ جہاز پر سوار تھے حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں طوفان عظیم آیا اور پردے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور نوبت ناامیدی کی ہوگئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں حضرت کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ حضرت نے جہاز کو اپنی پشت پر رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کرم فرمایا کہ طوفان رک گیا یہی صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ بعد وقوف عرفہ جب میں مزدلفہ کی طرف چلا تو بسبب اتباع سنت اونٹ سے اتر گیا اور پیدل چلنے لگا مگر بوجہ اژدھام خلائق ہمراہیوں سے بچھڑ گیا، ہر چند کوشش وتلاش کی ان سے نہ مل سکا حتیٰ کہ ثلث شب گذر گئی، نہایت حیران تھا کہ اتنے میں حضرت کی آواز سنائی دی کہ ادھر آؤ میں فوراً اس طرف کو چلا جب تھوڑی دور چل لیتا تھا وہ آواز پھر آجاتی تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ میں ساتھیوں سے جا ملا۔

وصال شریف

حضرت نے ایام غدر میں دہلی سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی وہاں بانواع انعامات وتشریفات حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم مشرف ہوئے دو سال کے قیام کے بعد بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ ہجری کو وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

جنت البقیع میں قریب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے، آپ نہایت کریم النفس رقیق القلب اور دائم الذکر وفکر اور حلیم صاحب رحمت وشفقت تھے۔ مریدوں میں سے اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب

کرتے اور فرماتے کہ قصور میرا ہے اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات وقوع میں نہ آتی بلکہ میرے عکس سے میرے اوصاف رذیلہ ظاہر ہوئے شکست ومسکنت ودید قصور آپ میں بدرجہ غایت پائی جاتی تھی۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ ابتدائے طالب علمی ہی سے آپ کو فقرا کی زیارت وصحبت کا شوق تھا۔ آپ جب کسی درویش کی تعریف سنتے اس کی ملاقات کو جایا کرتے۔ آپ اپنی خودنوشت سوانح میں یوں فرماتے ہیں۔ کابل میں قیام کے دوران عجیب وغریب کش مکش سے گذر رہا تھا کہ ایک طرف میلان طبع اہل اللہ کی طرف تھا اور دوسری طرف تحصیل علم کا شوق پابند مدرسہ رکھنا چاہتا تھا۔ فقیر نے ابھی صرف ونحو کی چند کتابیں اور منطق کے بعض رسالے پڑھے تھے کہ درسی علوم سے طبیعت اچاٹ ہوگئی۔ اسی اثنا میں ایک رات میرے سینہ میں ایسا درد اٹھا کہ جس کی شدت سے بے ہوش ہوگیا۔ بے ہوشی کی یہ کیفیت جیسا کہ دیکھنے والوں نے بعد میں بتایا، مسلسل تیرہ دن تک طاری رہی، پھر خود بخود ہوش آ گیا۔ اس وقت زبان پر بے ساختہ اللہ ھو اور سبحان اللہ کا ورد جاری تھا۔ یہ ذکر کبھی آہستہ اور کبھی باآواز بلند جاری رہتا۔ لبوں پر کبھی نالہ ہائے جاں گداز ہوتے اور کبھی پر درد آہیں بھرتا کچھ سمجھ میں نہ آتا کہ ایسی حالت کیوں ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس زمانہ میں پشاور کے مضافات میں ایک بزرگ کے بارے میں علم ہوا، ان کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی صحبت سے وہ ذوق وشوق جو ذکر کے جاری ہونے کے باعث مجھے نصیب ہوا تھا یکسر ختم ہوگیا اور اس کی بجائے باطنی اضطراب وہیجان پیدا ہوگیا، آخر کار اس بے چینی کے ہاتھوں تنگ آ کر یہ ارادہ کرلیا کہ جس طرح ممکن ہو بغداد شریف جا کر حضرت غوث الثقلین شیخ سیّد عبدالقادر

جیلانی قدس سرہ العزیز کے دربار اقدس میں حاضری دوں، شاید وہاں اپنے درد کا مداوا حاصل کرسکوں، چنانچہ رخت سفر باندھا اور بغداد شریف پہنچ کر حضرت غوث اعظم کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں لیکن وہ بے چینی اور اضطراب بدستور باقی رہا۔ اسی بے چینی اور پریشانی کے عالم میں کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں شیخ عبداللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد جدید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسین دوسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا مگر کسی جگہ اطمینان نہ ہوتا تھا بارگاہِ الٰہی میں عجز و نیاز کے ساتھ گریہ زاری کرتا رہا اور کئی استخارے کیے جن کے نتیجہ میں متعدد بشارت آمیز خواب دیکھے اور مصمم ارادہ کیا کہ حضرت شاہ ابوسعید دہلوی کی خدمت اقدس میں حاضری دی جائے۔ براستہ بمبئی دہلی کے قصد سے روانہ ہوا۔ بمبئی پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب سفر حج کی نیت سے بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں اور جہاز کے انتظار میں شہر میں قیام پذیر ہیں۔ یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی فوراً حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی جو حضرت والا نے قبول فرمائی۔ ایک دن موقعہ پا کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں اپنے سارے حالات از اول تا حاضری عرض کیے جسے سن کر آپ نے فرمایا، تمہاری باطنی کشائش کے لیے وقت درکار ہے میں حج پر جارہا ہوں اور روح کی تمام لطافتیں سرزمین حجاز کی طرف مرکوز ہیں لہٰذا اس قلبی اضطراب کی تسکین کے لیے دہلی جاکر میرے فرزند احمد سعید کی صحبت اختیار کرو اور ان سے کسب فیض کرتے رہو یا پھر بمبئی ٹھہر جاؤ اور میری واپسی کا انتظار کرو میں نے پہلے فرمان کے اتباع میں دہلی جاکر حضرت شاہ احمد سعید کی خدمت میں رہنا بہتر سمجھا، چنانچہ بمبئی سے دہلی کے لیے روانہ ہوگیا۔ سفر کے دوران ایک رات خواب دیکھا کہ حضرت شاہ احمد سعید تشریف فرما ہیں اور مجھ سے یوں مخاطب ہوئے شما ماذون ماہستید۔ یعنی تم ہمارے خلیفہ ہو۔ صبح کو بیدار ہوا تو دل نے دہلی کی طرف شدید کشش محسوس کی الغرض دہلی پہنچ گیا، خانقاہ مظہریہ میں داخل ہوتے ہی شیخ طریقت امامی ومرشدی

قبلہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب کے روئے انور پر نظر پڑی اور آپ کی زیارت وبرکت سے سابقہ تمام بے چینی واضطراب وانتشار لمحہ بھر میں غائب ہوگیا اور طبیعت مطمئن ہوگئی اور دل میں بے حد خوشی تھی کہ جیسے ایک عظیم نعمت مل گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حضرت والا کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی ایک سال دو ماہ اور پانچ یوم آپ کی خدمت عالی میں رہا۔ حضرت قبلہ نے اس قلیل مدت میں فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ کی نسبتوں سے سرفراز فرمایا اور ہرسہ سلاسل میں خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

محبت شیخ

آپ کی سوانح حیات میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ آپ کو اپنے شیخ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ سے اس قدر والہانہ عقیدت تھی کہ شیخ کی جوتیاں اٹھا کر اپنے سر پر رکھتے انہیں آنکھوں سے لگاتے اور فرط رقت سے روتے رہتے۔

خاک روبوں کی کسی شہر میں کمی نہیں ہوتی۔ یہاں بھی حضرت شاہ صاحب کے بیت الخلاء کی صفائی کے لیے خاکروب مقرر تھا مگر دہلی میں اپنے قیام کے دوران اپنے شیخ کے ذاتی بیت الخلاء کی صفائی خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے اور اسے اپنے لیے موجب افتخار وشرف سمجھتے تھے۔ سبحان اللہ نیاز مندی وانکساری کا یہ مقام کسے میسر آسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رابطہ محبت ایک ایسی چیز ہے کہ وہ محبّ کو محبوب کی ذات میں فنا کردیتا ہے۔ اس بے پناہ عقیدت ومحبت کے پیش نظر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ بھی آپ کے ساتھ اپنی محبت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب نے جو کچھ پایا ہے وہ انہیں میری محبت کے طفیل ملا ہے اور فرمایا کہ مجھے بھی جو محبت ان کے ساتھ ہے۔ متوسلین سلسلہ میں سے کسی اور کے ساتھ نہیں اور فرمایا کہ جس طرح حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت مولانا خالد رومی قدس سرہ امتیازی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی وجہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیضان

کثرت کے ساتھ خلق خدا کو پہنچا اسی طرح انشاء اللہ حضرت حاجی صاحب ولایت میں ایک عظیم الشان مقام پر فائز ہوں گے اور لاکھوں افراد ان کے ارشاد و ہدایت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کے اجازت نامہ میں تحریر فرمایا **فصار مجمع الانوار ومعدن البحار فاجزته باجازه مطلقة** حضرت حاجی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ انوار الٰہیہ کے جامع اور بحار معرفت کے منبع بن گئے ہیں لہٰذا میں نے انہیں طریقہ کی کامل اجازت دے دی ہے۔

جب حاجی صاحب قبلہ شاد کام اور فائز المرام ہو کر اپنے شیخ سے رخصت ہوئے تو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے جائے قیام کے انتخاب کے لیے یہ وصیت فرمائی کہ آپ ایسی جگہ قیام کریں جو پشتو اور پنجابی دونوں زبانوں کے سنگم پر واقع ہو۔ مراد یہ کہ اس کے ایک طرف آباد علاقہ میں پشتو اور دوسری طرف پنجابی بولی جاتی ہو۔ گویا حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی نگاہ پیش بین نے دیکھ لیا تھا کہ مرید رشید صاحب کمالات اور جامع صفات ہے نیز اس کے انوار فیض خطہ کابل وقندھار کے علاوہ پشتو اور پنجابی بولنے والے خطوں پر بھی پھیلیں گے لہٰذا اس کا مرکزی مقام ایسی جگہ ہونا چاہیے جہاں مختلف تہذیب وثقافت رکھنے والے لوگ با آسانی پہنچ سکیں۔ مرشد کامل کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی اور ہزار ہا گم گشت گان طریق نے آپ کے توسل سے دولت ایمان و آگہی پائی۔ آپ نے قریہ موسیٰ زئی کو اپنے لیے انتخاب فرمایا۔ آج کل وہاں پختہ سڑک ہے اور یہ مقام ڈیرہ اسماعیل خان سے اکتالیس میل کے فاصلہ پر جنوب مغربی سمت پر واقع ہے۔ مشہور قصبہ درابن سے جنوب کی طرف اس کا فاصلہ تین میل ہے۔ یہ بستی واقعی پشتو اور پنجابی زبانوں کا سنگم ہے۔ اس کے مغرب کی طرف تمام علاقوں کی زبان پشتو ہے اور مشرقی سمت تمام علاقوں کی زبان پنجابی ہے۔ خود موسیٰ زئی شریف میں پنجابی اور پشتو دونوں زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ اس تخم ہدایت نے جو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی توجہ عالی نے حضرت حاجی صاحب کے ہاتھوں اس سرزمین میں بویا تھا

تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے شاخ و برگ پھیلا کر اطراف و جوانب کے وسیع علاقوں کو اپنے سائے میں لے لیا۔ فارسی، پشتو اور پنجابی بولنے والے تقریباً تمام ہی علاقے آپ سے ذکر وفکر سے مستفیض ہوئے بلکہ جا بجا آپ کے تربیت یافتہ باکمال خلفا نے اس دریائے معرفت سے ہر ذرہ زمین کو جو آتش فسق و فجور سے جل رہا تھا، سیراب کیا رجوع خلق عام ہوگیا، عقیدت مندوں اور مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی جن میں بہت سے قابل لوگوں نے خرقہ خلافت اور سند اجازت سے سرفرازی حاصل کی۔ یہ خلفا بھی گویا اس شجر معرفت کی بارآور شاخیں تھیں جنہوں نے ثمرات شریعت اور تجلیات معرفت سے ہزارہا نفوس کو تنویر باطن عطا کی۔ حتیٰ کہ ان شاخوں سے نئی کونپلیں پھوٹیں اور وہ بھی سایہ گستری اور فیض رسانی میں اپنی اصل کی ممد و معاون ثابت ہوئیں گویا چشم بصیرت مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ. ترجمہ ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مثال بیان فرمائی ہے کہ کلمہ طیبہ (توحید اور ایمان) کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑھی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جارہی ہوں'' کی تفسیر کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔ آپ کی حیات مبارک ہی میں آپ کے خلفا اور متبعین کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر کابل قندھار ہرات اور اضلاع سرحد و پنجاب میں دور دور تک پھیلا اور یہ دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حاجی صاحب نے جو عریضہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجا اس میں اپنے خلفا کی تعداد سو کے قریب بیان کی ہے۔ آپ سراپا عجز و انکسار تھے۔ اپنے ارادتمندوں کا ذکر کرتے ہوئے بغرض اطلاع اس تعداد کو تحدیث نعمت کے طور پر تحریر فرمایا تھا۔ یہ عریضہ مناقب احمدیہ سعیدیہ اور آپ کے مجموعہ مکتوبات میں شامل ہے۔ ۱۲۸۴ ہجری میں آپ نے وصال فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ ۱۲۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد بڑے عابد زاہد اور جلیل القدر فقیہ تھے جو اپنے علاقہ میں فقیہ لونی کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے بڑے بھائی اخوند محمد سعید صاحب موضع کھوئی بہاراں میں اپنے ماموں مولانا نظام الدین صاحب کے پاس پڑھا کرتے تھے اور یہ مولانا نظام الدین حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے بھائی محمد سعید کے پاس ان کے کچھ کپڑے لے کر موضع کھوئی بہاراں تشریف لے گئے۔ آپ کے ماموں مولانا نظام الدین نے آپ سے دریافت کیا کہ ہمارے پیرومرشد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا قافلہ موضع چودھواں کے قریب قیام پذیر ہے۔ ان کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں ان سے متعارف نہیں ہوں اور مجھے کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں قیام فرما ہیں؟ آپ جب واپس تشریف لانے لگے تو ماموں صاحب نے کہا کہ آپ کے راستہ میں چودھواں آئے گا اور اسی کے قریب حاجی صاحب کا قافلہ قیام پذیر ہے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرنا اور یہ عرض کرنا میری طرف سے کہ حضور کے خدام جو کھوئی بہاراں آئے ہوئے ہیں، کل خدمت عالی میں حاضر ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر واپس جاتے ہوئے چودھواں سے گذرا تو میں نے حضرت حاجی صاحب کے قافلہ کے بارے میں اہل قریہ سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت والا یہیں قیام فرما ہیں۔ خدمت عالی میں حاضر ہو کر ماموں صاحب کا سلام و پیام عرض کیا۔ پھر اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہو کر گھر آیا اور اپنے تعلیمی مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد طلب الٰہی کے ذوق و شوق نے دل میں ایک تلاطم برپا کر دیا۔ ان ایام میں فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ پڑھ رہا تھا مگر جذبہ طلب

بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گیا کہ ہر وقت استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ نہ مطالعہ کرسکتا تھا اور نہ سبق پڑھ سکتا تھا۔ آخر جب جاذبہ حق کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تو استاد محترم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے اب تعلیم کا مزید جاری رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ محبت الٰہی کا غلبہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور اب یہ پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ فی الحال سلسلہ تعلیم کو ملتوی کرتے ہوئے کسی اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کروں، شاید اس طرح غلبہ حال اور جوش دوروں کا مداوا ہو سکے۔ استاد محترم یہ سن کر حیران ہوئے اور بطور مشورہ کے فرمایا کہ ہدایہ کا جو تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے، اس کو پڑھ لو، پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا اور دونوں ہی کسی اہل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ ہدایہ ختم ہونے میں کافی دن لگ جائیں گے۔ میری طبیعت میں بے حد اضطراب ہے اور میں نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ انشاء اللہ کل صبح ہوتے ہی حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کروں گا۔ استاد محترم نے ہر چند رکنے پر مجبور کیا لیکن جذبۂ دل نے مجھے رکنے کی مہلت نہ دی۔ میں دوسرے روز صبح ہی اپنے مدرسہ سے روانہ ہو گیا اور سیدھا چودھواں پہنچا۔ اس وقت چودھواں سے دو میل جنوب کی طرف حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ کا قافلہ قیام فرما تھا۔ چنانچہ وہ دن مجھے آج تک یاد ہے۔ بروز جمعہ ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ ہجری حضرت حاجی صاحب والا شان کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور بعد نماز عصر بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے یہ فرماتے ہوئے انکار فرمایا کہ فقیری اختیار کرنا بڑا دشوار کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو فقیری کے لیے تیار ہو کر آیا ہوں۔ مزید عرض کیا کہ میں جذبہ دل کے ہاتھوں بے بس ہو کر ہر چیز سے قطع تعلق کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس پر حضرت نے فرمایا، اچھا مغرب کی نماز کے بعد دیکھا جائے گا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ آپ نے بعد نماز مغرب درخواست منظور فرمائی اور فقیر کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمایا۔ اس وقت عجیب کیفیات وارد ہوئیں فرمایا

کہ صرف ،نحو، علم عقائد، فقہ، اصول فقہ اور تفسیر وحدیث کی جو کتابیں میں نے پڑھی تھیں ، اگر چہ یاد تھیں اوران کے نقوش ذہن میں محفوظ تھے لیکن نگاہ ان کے ظواہر سے آگے نہ جاسکتی تھی ، اس لیے حضرت حاجی صاحب نے ازراہ مہربانی فقیر کو دوبارہ تفسیر وحدیث اور کتب تصوف کا درس دینا شروع کیا۔ گویا یوں سلسلہ تعلیم جو معرض التوا میں پڑ گیا تھا، اسے نہ صرف تازہ کر دیا بلکہ علم ظاہر کے ساتھ اس کے تمام باطنی حقائق ومعارف بھی مجھ پر آشکارا فرما دیئے ۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب قبلہ سے مندرجہ ذیل کتابیں بڑی تحقیق وتوجہ سے پڑھیں ۔مشکوٰۃ شریف، صحاح ستہ یعنی (۱) بخاری (۲) مسلم (۳) ترمذی (۴) ابوداؤد (۵) نسائی اور (۶) ابن ماجہ ۔علم اخلاق میں احیاء العلوم کامل، تفسیر میں بغوی کامل اور علم تصوف میں مکتوبات مجددیہ تینوں جلدیں اور مکتوبات معصومیہ تینوں جلدیں ۔ان کے علاوہ حضرت نے تصوف کے متعدد رسائل اور کتب اپنی خاص توجہ سے فقیر کو پڑھائیں ۔ بحمد للہ تعالیٰ حضرت والا کی عنایت سے روح علمی استدلال سے گذر کر عرفان وایقان کے درجہ پر پہنچ گئی ۔

درس مشکوٰۃ شریف کا ایک واقعہ

درس مشکوٰۃ کی نوبت جب کتاب البیوع پر پہنچی تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ ملا عثمان ، کتاب البیوع بھی پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا ، حضرت میرے پاس کوئی نقد مال یا جائیداد نہیں ۔ بظاہر تو مجھے بیع وشرا (خرید وفروخت) کی ضرورت پیش نہ آئے گی ۔فرمایا خوب ، نہ میرے پاس متاع دنیا نہ تمہارے پاس کہ ہمیں لوگوں سے خرید وفروخت اور لین دین کی نوبت آئے ۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

علم کثیر آمد و عمرت قصیر
آنچہ ضروری ست بداں شغل گیر

ترجمہ: علم بہت ہے مگر عمر تھوڑی ہے ۔ضروری علم کو اپنا عمل بنالے

اور کتاب البیوع چھوڑ کر کتاب الاداب شروع کرادی ۔

فراست شیخ اور استعداد مرید

آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کیوں ملا عثمان، تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم اپنے ماموں مولانا نظام الدین کا سلام و پیام پہنچانے کے لیے ہمارے پاس آئے تھے۔ عرض کیا حضور خوب یاد ہے۔ یہ واقعہ یاد دلا کر حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اسی روز تمہاری پیشانی میں نسبت نقشبندیہ کا نور مشاہدہ کر لیا تھا اور ہمیں یقین تھا کہ تم ضرور اکابر نقشبندیہ رحمہم اللہ کی نسبت عالیہ سے بہرہ ور ہو گے لیکن کافی دن گذر گئے اور تم نہ آئے تو گمان ہونے لگا کہ شاید ہمارے کشف و وجدان میں خطا واقعہ ہو گئی جب تم یہاں پہنچ گئے تو ہمارے کشف کی صداقت ظاہر ہو گئی۔

شیخ کی صحبت و خدمت

آپ بیعت کے بعد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے ایسے وابستہ ہوئے کہ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہے، یہاں تک کہ جب ۱۲۸۴ ہجری میں حضرت حاجی صاحب نے وصال فرمایا تو کل مدت جو آپ نے شیخ کی خدمت میں گذاری، وہ اٹھارہ سال چار ماہ اور تیرہ روز تھی۔ آپ نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں رہتے ہوئے جہاں سلوک کے مراحل و منازل طے فرمائے، وہاں عظمت شیخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ محیر العقول خدمات انجام دی ہیں کہ باید و شاید کوئی خوش قسمت ارادت مند ہی اس دشوار منزل کو طے کر سکتا۔ جس پر آپ بڑی استقامت سے گامزن رہے۔ آپ نے اس وادی کو حیرت انگیز مستعدی اور جان نثاری سے کے ساتھ عبور کیا۔

ایک بار حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اپنی اہلیہ محترمہ کی علالت کے سلسلہ میں آپ کو فرمایا کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں فلاں حکیم صاحب کو کیفیات مرض بتا کر دوا لے آؤ۔ اگر چہ اس وقت دن بہت تھوڑا باقی تھا اور شب کی آمد قریب تھی، راستہ

ناہموار اور دشوار گذار تھا نیز پیدل سفر سے ڈیرہ تک ۳۲ میل کا فاصلہ تھا، بایں ہمہ آپ ارشاد گرامی سنتے ہی فوراً روانہ ہو گئے۔ تمام رات چلتے رہے۔ صبح کو ڈیرہ پہنچے۔ حکیم صاحب سے ملے اور دوائی لے کر واپس ہوئے۔ ادھر آپ راستہ کی صعوبتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے موسیٰ زئی شریف کی طرف آ رہے تھے، ادھر حضرت حاجی صاحب روحانی طور پر آپ کی طرف متوجہ تھے اور فرما رہے تھے، ہائے میں نے ملا عثمان کو ہلاک کر دیا۔ نامعلوم اس پر راستہ میں کیا کیا افتاد پڑی ہوں گی۔ زیادہ دیر نہ گذری کہ آپ تشریف لے آئے کہ چونسٹھ میل کا سفر طے کرنے کے بعد بھی توجہ شیخ کی برکت سے آپ تازہ دم نظر آتے تھے۔ نہ تھکان کا احساس تھا اور نہ اضمحلال کا اثر۔

رحمت حق بہانہ می جوید

بعض مرتبہ ایک معمولی خدمت خدمات جلیلہ پر فوقیت لے جاتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ شب کو خانقاہ شریف میں آرام فرما رہے تھے اور آپ ایک گوشہ میں دیا سلائی کی ڈبیہ ہاتھ میں لیے ذکر و مراقبہ میں مشغول انتظار شیخ میں بیٹھے ہوئے کہ کب حضرت بیدار ہوں اور خدمت کے لیے آواز دیں۔ اسی انتظار میں ساری رات جاگتے رہے۔ بوقت تہجد حضرت بیدار ہوئے اور ملا عثمان کہہ کر پکارا۔ آپ نے فوراً عرض کیا جی حضور اور دیا سلائی جلا کر چراغ روشن کر دیا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ بے حد خوش ہوئے اور خدمت گذاری میں یہ سرگرمی و مستعدی دیکھ کر فرمایا ''ملا عثمان، تم نے بڑی اہم اور صبر آزما خدمات انجام دی ہیں مگر آج تمہاری یہ خدمت سب پر فوقیت لے گئی۔'' حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی طرف سے رضا و خوشنودی کے اس اظہار نے آپ کو جو کیف روحانی اور سرور جاودانی عطا کیا ہوگا، وہ کچھ آپ ہی کا دل جانتا ہوگا۔ خوشنودی کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے آج اپنے عطائے کرم کا معاملہ انتہا کو پہنچا دیا ہوگا۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

ترجمہ: جس نے خدمت کی، وہ مخدوم بنا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم رہا۔

غرض حضرت شیخ کے ساتھ اپنی والہانہ محبت، خدمت اور جذبہ ایثار و قربانی کی بدولت نہ صرف طریقہ نقشبندیہ بلکہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ قلندریہ شطاریہ اور مداریہ میں بھی خلیفہ مجاز قرار دیئے گئے اور شرف ضمنیت سے سرفراز ہوئے۔

جانشینی

چونکہ آپ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے خلفاء میں خلیفہ اعظم تھے اور کمال و تکمیل کے منصب جلیل پر فائز تھے، اس لیے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا اور اپنی زیر نگرانی متعدد خانقاہوں کا انتظام و انصرام بھی آپ کے حوالے کر دیا جن میں سے موسیٰ زئی شریف اور خراسان کی خانقاہوں کے علاوہ خانقاہ مظہریہ دہلی بھی شامل تھی جو کہ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بوقت ہجرت مدینہ شریف آپ کے حوالے کر گئے تھے۔ ۱۲۸۷ ہجری حضرت حاجی صاحب قبلہ کے وصال شریف کے بعد آپ مستقل طور پر عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کے ساتھ تمام خدمات مفوضہ انجام دینے لگے اور تقریباً تیس سال تک سلسلہ عالیہ کی اشاعت و تبلیغ میں مشغول رہے اور ایک عالم کو اپنے فیوض و برکات عالیہ سے مالا مال فرمایا۔

وصال شریف

تیس (۳۰) سال تک متواتر خطہ خراساں اطراف صوبہ سرحد و پنجاب بلکہ دیگر صوبہ جات ہندوستان سے آنے والے طالبان حق کی دستگیری فرمائی اور درماندگان منزل کو اسی کاروان امت کے نقش قدم پر چلایا جو قرون اولیٰ کے

نفوس قدسیہ پر مشتمل تھا۔ دلہائے مضطرب کو طمانیت باطن عطا کی، یہاں تک کہ سیراب ہونے والوں کو تشنہ کامی کا احساس ہوتا تھا۔ بالآخر یہ آفتاب عالم تاب روئے ارض کے ہر بلند و پست کو منور کرنے کے بعد بوقت اشراق بروز دوشنبہ ۱۳۱۴ ہجری چشم فلک سے نہاں ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

آپ کی عمر مبارک ۷۰ سال دو ماہ تیرہ روز ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے فرزند اکبر قبلہ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور آپ اپنے شیخ مکرم حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے قدموں میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ ابدا سرمدا

حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ کے فرزند اکبر خلیفہ اعظم اور جانشین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں بروز دوشنبہ بوقت اشراق ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ ہجری کو ہوئی۔ جب آپ عربی و فارسی کی متداول کتب علوم معقول و منقول اور کسب مقامات طریقت سے ۱۳۱۱ ہجری میں فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ نے آپ کو چودہ سال کی عمر میں تمام سلاسل طریقت میں اجازت مطلقہ عطا فرمائی اور سند اجازت تحریر فرمانے کے بعد آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ ہجری کو والد بزرگوار نے اپنی موجودگی میں آپ کو امامت نماز، ختم خواجگان اور ذکر و مراقبہ کے سلسلہ میں اپنی نیابت سونپ کر آپ کی جانشینی کا اعلان و اظہار فرما دیا۔ آپ نے یہ فرائض منصبی احسن طریقہ پر انجام دینا شروع کردیئے اور آپ کے فیضان صحبت سے طالبان حق تاثیرات فائقہ اور مقامات عالیہ طے کرنے لگے۔ آپ نے خود بھی مقامات عالیہ مجددیہ میں وہ عروج

حاصل کیا کہ جس پر مشائخ وقت رشک کرتے تھے۔آپ نے اپنے متوسلین کو بھی ان مقامات بلند پر پہنچایا کہ وہ خواب وخیال میں بھی ان کا تصور نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ طلبگاران حق اور فدا کاران سنت نبوی علی صاحبھا التحیہ و التسلیم قندھار، کابل، بخارا، ترکستان اور بلاد اسلامیہ سے معرفت الٰہی کے حصول کے لیے آپ کی خدمت میں آتے تھے اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور کمالات حاصل کرتے تھے، آپ نے بھی جس خلوص ہمدردی اور جان نوازی سے ان کی تربیت فرمائی اور انہیں اصلاح ظاہر وباطن سے نوازا اس کی نظیر بھی شاید ہی چشم فلک نے کہیں دیکھی ہو۔ آپ کو عربی، فارسی اور دیگر علوم دینیہ پر کافی عبور تھا۔ نیز آپ کو اعلیٰ درجہ کی علمی وادبی کتابوں کا بہت شوق تھا۔ لہٰذا بلاد اسلامیہ سے آنے والے حضرات اکثر وبیشتر اپنے ہمراہ مختلف اسلامی کتب اور نادر کتب لاتے تھے، چنانچہ بلا مبالغہ موسیٰ زئی شریف میں آپ کا کتب خانہ نوادر علمی کا ایک بیش بہا خزانہ تھا۔

اہل اللہ کا وقار

حضرت اقدس سیّدنا ومرشدنا مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تین ہستیاں ایسی گذری ہیں جو عظمت ووقار اور شان وشوکت میں بے مثال تھیں۔ان میں سب سے پہلے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی آتا ہے کہ امرائے وقت اور وزرائے عہد سب کے سب آپ کے نیاز مند تھے اور اہل ثروت آپ کے جاہ وجلال سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ایک ملفوظ یوں نقل کیا ہے:

اگر من شیخی کنم ہیچ شیخے در عالم مرید نیابد

اما مرا کار دیگر فرمودہ اند وآں ترویج شریعت وتائید ملت است

فرمایا کہ اگر میں پیری مریدی شروع کردوں تو دنیا میں کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملے لیکن میرے سپرد جو کام ہے وہ جداگانہ نوعیت کا ہے اور وہ ملت کی تائید اور شریعت کی

ترویج ہے۔ دوسرے حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تھے جو قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر آپ کے زیر تربیت رہے۔ خط وکتابت بھی اکثر جاری رہتی تھی چنانچہ مکتوبات سیفیہ میں اورنگزیب کے نام آپ کے متعدد مکاتیب موجود ہیں۔ آپ کی کرم گستری اور فیض رسانی زبان زوخلائق تھی۔ آپ کے مریدوں اور خلفا کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

تیسری عظیم الشان ہستی حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے آستانہ عالیہ پر تین سو سے چار سو تک متوسلین وارادتمند اکثر موجود رہتے تھے۔ شاہانہ طور پر لنگر داد ودہش اور عطاونوال کا بازار گرم رہتا۔ تمام مہمانوں کو خوردونوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدت مندوں کی یہ تعداد سفر وحضر دونوں صورتوں میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے جس میں اکثر وبیشتر شتر سوار بھی ہوتے تھے۔ کسی اہل دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دورانِ سفر سارے کا سارا انتظام حضرت خواجہ کا ذاتی ہوتا تھا۔

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

ترجمہ: بھروسہ کرنے والوں کا خدا تعالیٰ خود کارساز ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو اللہ تعالیٰ پر متوکل ہو جائے پس اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ آپ کے زمانہ میں ہر خاص وعام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد مسند آرائی نہ کر سکے گا۔

توجہ شیخ

حافظ محمد عبداللہ صاحب آپ کے مریدوں میں سے تھے اور صاحبزادگان کے استاد بھی تھے وہ ایک مرتبہ ڈیرہ اسماعیل خان گئے۔ اس زمانہ میں حفاظت کی

غرض سے شہر کے چاروں طرف قلعہ نما فصیل تعمیر کی گئی تھی اور شہر کے سب دروازوں کو عشا کے بعد بند کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ ساکنان شہر محفوظ رہیں۔ ان دروازوں کو صبح کے بعد کھولا جاتا تھا۔ حافظ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت عالی میں جلد پہنچنا چاہتا تھا۔ دروازوں پر پولیس کا عملہ متعین تھا اور ڈیرہ سے موسیٰ زئی کی مسافت تقریباً ۴۰ میل تھی۔ طلوع آفتاب کے بعد اگر سفر شروع کیا جاتا تو دو پہر سفر میں ہو جاتی اور سخت دشواری پیش آتی۔ اللہ کا نام لے کر سحری کے وقت شہر کے ایک دروازہ سے نکلا اور پولیس کے عملہ نے مجھ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ شہر سے باہر آتے ہی آستانہ شیخ کا رخ کیا۔ میں حضرت پیر و مرشد کی محبت میں سرمست اور ذکر اسم ذات میں سرشار جارہا تھا۔ چند میل کی مسافت کے بعد میرا قدم چلتے ہوئے یکایک رک گیا۔ بے حد کوشش کے باوجود اپنے قدم کو زمین پر نہ رکھ سکا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی غیر مرئی غیبی قوت نے میرے قدم کو شل کر دیا ہے۔ غور سے دیکھا تو پاؤں کے قریب ایک سانپ تھا اور قدم نے بھی موافقت کی۔ اس غیبی حفاظت پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ دراصل حضرت خواجہ کے ہی صدقہ میں یہ سب عنایات میرے شامل حال تھیں۔ موسیٰ زئی شریف پہنچ کر حضرت کی زیارت کی۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا، حافظ صاحب! اللہ تعالیٰ سائنات کا محافظ ہے وہی بندوں کو پولیس کی دستبرد سے بچاتا ہے اور سانپوں سے بھی ان کی حفاظت کرتا ہے۔

کرامت

صوفی مواز خاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں سون سکیسر حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت حضرت خواجہ ایک خیمہ میں جلوہ افروز تھے کہ ہمارے سامنے ایک جوگی ہاتھ میں کوزہ لیے ہوئے آیا اور دودھ کے ایک مٹکہ کا مطالبہ کیا حضرت خواجہ کے حکم سے خادم نے اسے دودھ کا ایک مٹکہ دے

دیا اور ساتھ ہی اس کا کوزہ بھی دودھ سے بھر دیا۔ وہ اس دودھ کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر جہاں اس کا ڈیرہ تھا چلا گیا جوگی اگلے روز دودھ والے مٹکے میں چاندی بھر کر لایا اور کہنے لگا کہ آپ اس کو لنگر کے خرچ میں صرف فرما دیں۔ حضرت خواجہ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنی چھنگلی (چھوٹی انگلی) اس میں پھیری، حضرت خواجہ کی کرامت سے مٹی کا وہ پیالہ پانی سمیت سونا بن گیا۔ حضرت خواجہ اس جوگی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا تم نے دودھ کی چاندی بنائی اور ہم نے پانی اور مٹی کو سونا بنا دیا۔ فرمایا بحمد اللہ ہمیں سونا اور چاندی دونوں میں سے کسی کی حاجت نہیں، لہٰذا یہ تم اٹھا لو۔ چنانچہ وہ جوگی سونا اور چاندی لے کر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

وصال شریف

آپ اٹھارہ سال تک مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ایک عالم (یعنی جہان) کو رشد و ہدایت سے نوازا۔ شریعت مطہرہ کی ترویج میں شب و روز کوشاں رہے۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی ترویج و اشاعت میں بے مثال خدمات انجام دیں اور ملت اسلامیہ کو سعادت دارین سے ہمکنار فرمایا۔ عمر مبارک پینتیس سال پائی۔ زندگی کے آخری ایام میں ورم امعاد کا عارضہ لاحق ہوا۔ حکیم حافظ محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دہلی میں زیر علاج رہے اور ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری میں عین شباب کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo

قیوم زمان حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔آپ کا اسم گرامی احمد خاں (قدس سرہ) اور کنیت ابوالسعد ہے۔سلسلہ نسب یہ ہے؛ احمد خاں بن ملک مستی خاں بن ملک غلام محمد بن ملک فتح محمد قوم راجپوت تلوکر پیشہ زمینداری اور اپنے علاقہ کی سرداری۔آپ کے والد ماجد کے دو بھائی اور ملک ہستی خاں اور ملک مرزا خاں تھے۔تینوں بھائیوں کی اولاد اور نسل تینوں علاقوں کے نام سے مشہور ہوئی۔ (۱) مستی خیل (۲) ہستی خیل (۳) مرزا خیل۔مستی خیل کے علاقہ کے اول سردار وارث علوم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم آپ خود قبلہ حضرت مولانا احمد خاں ہوئے جو کہ سرخیل اولیائے وقت ہوئے اور مرزا خاں کی اولاد میں عہد حاضر کے سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ سیّدنا ومرشدنا قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب، زاد فیوضہم وبرکاتہم ومدظلہم العالی ہیں گویا زمرہ اولیا کی تاجداری کے لیے مشیت الٰہی نے حضرت مستی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت مرزا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ کو منتخب فرما رکھا تھا۔اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔(ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

بشارت ظہور قبل از ولادت

موضع بکھڑا ملک مستی خاں صاحب کا مسکن تھا بکھڑے کے قریب حضرت مولانا غلام محمد صاحب رہتے تھے جو کہ اس زمانہ کے بزرگ اور اسرار ومعارف ولایت میں مہارت کاملہ اور بصیرت تامہ کے مالک تھے۔خاصے معمر ہو چکے تھے وہ ملک مستی خاں صاحب کا بڑا احترام کرتے تھے اپنے خدام کو ہدایت کر رکھی تھی کہ جب ملک مستی خاں صاحب ہمارے ڈیرے کے پاس سے گذرا کریں تو ہمیں پالکی میں بٹھا کر ان کے استقبال کے لیے لے جایا کرو۔چنانچہ جب ملک صاحب

موصوف گھوڑے پر سوار ان کے ڈیرے کے پاس سے گذرتے تو دور سے دیکھ کر حضرت مولانا کے خدام آپ کو گذرگاہ پر لے آیا کرتے تھے۔ ملاقات ہوتی تھوڑی دیر کے بعد ملک صاحب اپنے کام کاج کی غرض سے چلے جایا کرتے اور مولانا واپس اپنے مکان میں تشریف لے آتے۔ مولانا کے خدام حیران ہوتے تھے کہ حضرت مولانا ایک دنیا دار زمیندار کا اتنا احترام کیوں کرتے ہیں کہ باوجود ضعف خود ان کے استقبال کے لیے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ خدام سے جب رہا نہ گیا تو انہوں نے ایک روز جسارت کر کے دریافت کر ہی لیا کہ آخر اس میں کیا راز ہے؟ حضرت مولانا نے فرمایا تمہیں خبر نہیں درحقیقت میں اس ولی اللہ کا احترام کرتا ہوں جو ملک مستی خاں کی پشت میں موجود ہے۔ فرمایا کہ جب ملک مستی خاں صاحب یہاں سے گذرتے ہیں تو میں اس ولی اللہ کا نور اوراس کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اور عالم امکان میں عن قریب ظاہر ہونے والی اس عظیم ہستی کے احترام پر مجبور ہو جاتا ہوں۔

ولادت باسعادت

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ ساعت سعید آ پہنچی کہ ہمارے حضرت اعلیٰ موضع بکھڑا میں حضرت ملک مستی خاں صاحب کے گھر ۱۲۹۷ ہجری میں جلوہ افروز ہوئے۔ ملک صاحب حضرت مولانا غلام محمد صاحب سے عقیدت مندانہ ربط وضبط رکھتے تھے۔ اس لیے عالم صغر سنی ہی میں آپ کو آپ کے دوسرے بھائی محمد خاں کے ساتھ حضرت مولانا کی خدمت میں لے گئے اور دونوں کے لیے دعا کی درخواست کی۔ مولانا نے دعا فرمائی اور پھر ملک صاحب سے آپ کے متعلق فرمایا کہ اس بچہ کو علم دین سکھانا یہ دین کے قابل ہے اور دوسرے صاحبزادے محمد خاں کے متعلق فرمایا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر دنیاوی عز و وقار کا مالک ہوگا۔ آغاز شان وشوکت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ وقار تمکنت ایک دن زوال پذیر ہوگا۔

پیشین گوئی کا ظہور

چنانچہ آپ نے علوم دینیہ ظاہر و باطن دونوں لحاظ سے حاصل کر کے حضرت قیوم زماں قطب دوراں محبوب رب العالمین مولانا ابوالسعد احمد خاں کا اسم گرامی پایا اور دوسرے بھائی ملک محمد خاں صاحب نے دنیوی تعلیم حاصل کر کے اولاً فوج میں ملازمت اختیار کی اور بعد ازاں کوئٹہ میں تحصیل دار متعین ہوئے۔ کچھ عرصہ بڑی شان وشوکت اور دبدبہ سے گذرا۔ لیکن پھر حضرت مولانا غلام محمد کی پیشین گوئی کے مطابق ستارہ عروج زوال میں آ گیا۔ حسابات مال میں تین روپیہ اور ایک روایت کے مطابق صرف ایک پیسہ کی غلطی پائی گئی جس کی پاداش میں معزول ہو کر گھر آ بیٹھے۔

تکمیل سلوک

آپ عربی فارسی علوم کے جامع اور قرآن حدیث کے انورات سے مستنیر (یعنی منور) اپنے وطن بکھڑا شریف واپس تشریف لے آئے۔ معقول ومنقول کی تکمیل کے بعد قلب وروح کا طائر بلند نظر عالم قدس کی فضا میں سیر کے لیے آمادہ پرواز ہوا۔ گویا بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ صورت حال یہ تھی کہ

اے بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ ایں کنج محنت آباد است

آپ بندھیال کے زمانہ طالب علمی میں ہی حضرت پیر سیّد لعل شاہ صاحب قدس سرہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر ذکر وشغل قلبی سے بہرہ یاب ہو چکے تھے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّــآ اِلَیْــہِ رَاجِعُوْنَ ○ پھر آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے حضور تجدید بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ نے تسلی وتشفی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ سیّد لعل شاہ کے سب مرید اُن کے شیخ ہی کے مرید ہیں اور آپ کو فرمایا کہ فی الحال

اسم ذات کے اسی ذکر و شغل پر عمل پیرا رہیں جس کی تلقین حضرت لعل شاہ صاحب سے حاصل کر چکے ہیں اور فرمایا کہ کامل توجہ تحصیل علم کی طرف مبذول کریں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اگر تحصیل سلوک کا جذبہ پختہ محسوس کریں تو اس وقت تجدید بیعت کی ضرورت پیش آئے گی۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ کے فرمان عالی کے مطابق والہانہ ذوق و شوق کے ساتھ علوم ظاہری کی تحصیل میں مصروف رہے اور ان میں کمال حاصل کیا۔ جب حضرت خواجہ کے فرمان عالی کی تعمیل فرما چکے تو تحصیل سلوک کے لیے صدق دل سے تیار ہو کر حضرت خواجہ قدس سرہ کے حضور موسیٰ زئی شریف حاضر ہوئے اور نہایت یکسوئی کے ساتھ روحانی کمالات حاصل کیے۔ لیکن مشیت الٰہی میں آپ کی تکمیل حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ سے استفادہ پر مقدر ہو چکی تھی۔ شغل ذکر قلبی جو حضرت پیر سیّد لعل شاہ صاحب قدس سرہ سے حاصل کر چکے تھے اس سے آگے ابھی ولایت صغریٰ کی نہایت تک ہی پہنچے تھے کہ حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ نے اس خاکدان عالم فانی سے پردہ اختیار فرمایا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ سے تجدید بیعت

شیخ کا وصال مریدان باصفا کے لیے سانحہ عظیم ہوا کرتا ہے اس صورت میں مقام ارادت واستقامت پر گامزن رہنا سالکان بلند نظر کے لیے بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ آپ تو اس قسم کے سانحہ سے بار دگر دوچار ہوئے تھے لیکن پہلا صدمہ بزمانہ طالب علمی پیش آیا تھا اور اب یہ دوسرا سانحہ تو اس وقت پیش آیا جب آپ خود کو اصلاح باطن ایسے عظیم مقصد کے لیے شیخ وقت کے سپرد کر چکے تھے اور تیزی و سرگرمی سے مدارج و مقامات سلوک طے فرما رہے تھے۔ ایسے حالات میں سرپرست روحانی کی جدائی نہ پوچھئے کہ طالب صادق کے دل و دماغ پر کیا قیامت برپا کرتی ہے۔ ایسے موقع پر اگر مربی حقیقی تعالیٰ شانہ کی رحمت دستگیری نہ فرمائے تو سالک اتھاہ

ظلمتوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھر کر رہ جاتا ہے۔ جہاں اس کی قوت فیصلہ جواب دے دیتی ہے اور پائے استقامت میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے۔

بہر حال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ آپ نے بغیر کسی تذبذب اور تردد کے اپنے ہم عمر شیخ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ سے تجدید بیعت فرمائی اور اپنی سیر وسلوک کو جاری رکھا اور مدارج روحانیت طے فرماتے رہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ کی خصوصی توجہ

آپ نہایت گرم جوشی کے ساتھ صحبت شیخ میں مقامات عالیہ کا اکتساب کر رہے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ بھی بے حد دلنوازی اور جانفشانی کے ساتھ کرم گستری اور فیض رسانی میں پیش پیش تھے۔ رابطہ روحانی بلکہ اتحاد جانی کا یہ عالم تھا کہ آپ کا بار بار بکھڑ ے سے موسیٰ زئی شریف پا پیادہ سفر کرنا حضرت خواجہ قدس سرہ کو نہایت شاق گذرتا تھا لہٰذا ایک روز ارشاد فرمایا مولانا! آپ پیدل سفر نہ کیا کریں کیونکہ بکھڑ ے سے یہاں تک جو قدم آپ زمین پر رکھتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے قلب پر پڑتا ہے۔ اس فرمان کے پیش نظر آپ ڈیرہ اسماعیل خاں تک سواری پر جانے لگے لیکن وہاں سے موسیٰ زئی شریف کا سفر پھر بھی پا پیادہ ہی طے کرنا پڑتا تھا اور اس زمانہ میں وہاں اونٹ کے سوا کوئی دوسری سواری دستیاب نہ تھی۔ حضرت خواجہ قدس آپ کو سرگرم طلب دیکھ کر ہمیشہ کرم نوازی فرماتے اور آپ پر دامان رافت ورحمت کشادہ رکھتے جس قدر آپ کی طلب روز افزوں ہوتی جاتی تھی اسی قدر حضرت خواجہ کی طبیعت میں گرمی اور جوش بڑھتا جاتا تھا۔ چنانچہ اس خاص کیفیت کا اظہار حضرت خواجہ نے برملا طور پر ان الفاظ میں فرمایا کہ:

''اس زمانہ میں طالبان صادق کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے طبیعت سرد ہوگئی

تھی۔ بسا اوقات خیال آتا تھا کہ کاروبار مشیخت ترک کر دیا جائے لیکن اب احمد خاں کے آ جانے سے طبیعت میں گرمی آ گئی ہے۔ اس کے بعد آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''من پیری و مریدی برائے تو می کنم'' یعنی یہ سلسلہ مشیخت تمہارے لیے جاری کر رکھا ہے۔'' سبحان اللہ کیا صداقت طلب تھی اور کیا بارش کرم۔

قسمت بادہ باندازۂ جام است ایں جا

ترجمہ: شراب محبت کی تقسیم اس جگہ دل کے برتن کے مطابق ہے۔

ذکر وفکر میں سرگرمی

آپ اپنے عالم درویشی میں حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ کے الطاف وعنایات کے زیر اثر ذکر و شغل میں اس درجہ منہمک اور مشتغل رہتے تھے کہ ذکرِ الٰہی سے اندرونی حرارت بے حد بڑھ گئی تھی اور اس کے آثار جسم مبارک پر اس قدر نمودار تھے کہ موسم سرما میں اگر جمے ہوئے گھی کا پیالہ آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا جاتا تو گھی پگھل جاتا تھا، ذکر کی کثرت سے تسبیح کا مضبوط سے مضبوط دھاگا دو چار روز ہی میں بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جاتا تھا پھر نیا دھاگا ڈالنا پڑتا تھا۔

خدمت اور توجہ شیخ کا بے مثال ذوق

خدمت شیخ کی بجا آوری میں سرشاری و ہمت کا یہ حال تھا کہ سردی کے موسم میں تمام رات صرف ایک ململ کا کرتہ پہنے ہوئے شیخ کے دروازہ کے باہر کھڑے ہوئے ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے اور اسی آرزو میں ایستادہ رہتے کہ شیخ جب حویلی سے باہر تشریف لائیں تو پہلی نگاہ مجھ ہی پر پڑے اور اس دن کی پہلی خدمت بجا لانے کا شرف بھی مجھ ہی کو حاصل ہو۔

از کرم شاید درے بر روئے مسکین وا کنند

بیشتر شبہا دریں درگہ نظیری سائل است

حیرت انگیز روحانی قوت اور جسمانی طاقت

حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سون سکیسر کے پہاڑی علاقہ میں بھی اپنی ایک اقامت گاہ (خانقاہ) تعمیر کرائی تھی۔ موسم گرما میں اکثر وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ درویشوں کا ایک بڑا قافلہ بھی ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ اس طویل راستے کو دیپ یا خوشاب سے گھوڑے پر سوار ہو کر طے کرتے اور آپ پا پیادہ ساتھ چلتے مٹی کے چند ڈھیلے (استنجا کے لیے) اور پانی کا کوزہ ہاتھ میں لیے حضرت خواجہ کے گھوڑے کے آگے آگے دوڑا کرتے تھے کہ نہ معلوم کسی وقت حضرت کو حاجت پیش آ جائے اور مٹی کے ڈھیلے اور پانی کی ضرورت پڑ جائے۔ درویشوں کا باقی قافلہ جو بار بردار اونٹوں اور پیادوں پر مشتمل ہوتا تھا بہت پیچھے رہ جاتا تھا۔ یہ فاصلہ تقریباً ۳۵ میل یا ۴۰ میل کا تھا جسے آپ دوڑتے ہوئے قطع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان دنوں میری جسمانی قوت کا یہ عالم تھا کہ بھرا ہوا پانی کا گھڑا انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کا اٹھالیتا اور اسے منہ سے لگا کر پانی پی لیا کرتا تھا فرمایا کہ سون سکیسر میں قیام کے دوران پانی پہاڑی چشمہ سے لانا ہوتا تھا اور چشمہ اقامت گاہ سے دور اور کافی نیچے تھا۔ دو مشکیزے جن میں سے ہر ایک میں سات سات گھڑے پانی آتا تھا، نیچے چشمہ سے بھر کر اپنے کندھوں پر اٹھاتا اور ننگے پاؤں دوڑتا ہوا اوپر خانقاہ میں لے آتا تھا اور اس طریقہ سے پورے لنگر کے لیے پانی کا ذخیرہ کر دیا کرتا تھا۔ دوسرے درویش دو مشکیزے تو درکنار ایک بھی اٹھانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

مکتوبات امام ربانی کا درس خصوصی

ایک بار حضرت نے آپ سے خصوصی شفقت وعنایت کے پیش نظر یہ ارشاد فرمایا، مولوی صاحب ایک وعدہ میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں اور ایک وعدہ آپ میرے ساتھ کریں آپ نے اس خیال سے قطع نظر کہ حضرت خواجہ کیا وعدہ فرمانا چاہتے ہیں اور مجھ سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں فوراً عرض کیا حضرت میری طرف سے

وعدہ ہے جو آپ ارشاد فرمائیں گے مجھے منظور ہے حضرت خواجہ نے فرمایا آپ مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ جب تک مکتوبات امام ربانی کا درس پورا نہ ہو جائے آپ گھر نہیں جائیں گے اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہر مکتوب کے سبق پر توجہ دوں گا۔ آپ یہ بشارت سن کر بے حد مسرور و شاد ماں ہوئے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کا درس اسی پاکیزہ التزام کے ساتھ شروع ہو گیا۔ آپ پڑھتے رہے اور حضرت خواجہ قدس سرہ ہر سبق پر خصوصی توجہات مبذول فرماتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں اسباق و توجہات کے دوران کوئی خاص عرفانی اور وجدانی کیفیات اور مقامات عالیہ کا ادراک وشعور نمایاں طور پر معلوم نہ ہوتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کیوں مولوی صاحب کچھ فائدہ معلوم ہوتا ہے تو میں نے اس خیال سے کہ عدم ادراک کا اظہار کرنے پر کہیں حضرت خواجہ کی طبیعت سرد نہ ہو جائے عرض کیا حضرت بہت بہت فائدہ محسوس ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حسب وعدہ مسلسل قیام کر کے مکتوبات شریف پڑھ لی لیکن اس کے بعد اب تک کہ تقریباً تیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے ان توجہات کے اثرات برابر منکشف ہو رہے ہیں اور بحمد للہ تعالیٰ تمام مقامات مجددیہ اور معارف خاصہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ادراک بدیہی طور پر ہوتا جا رہا ہے۔

عطائے خلافت

جب آپ کا سلوک ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور دیگر تمام سلاسل ولایت میں مجاز مطلق قرار دیا۔ ابھی تک آپ کا قیام اپنے آبائی مسکن موضع بکھڑے ہی میں تھا کہ رجوع خلق عام ہو گیا اور اہل طلب آپ سے بیعت ہو کر فیوضات طریقہ پاک سے بہرہ ور ہونے لگے۔

اخلاص عقیدت کا ایک واقعہ

ایک دفعہ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ وابستگان سلسلہ کے

ساتھ ایک کمرے میں تشریف فرماتھے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں قدس سرہ ایک خادم کی حیثیت سے اسباب ضیافت کی فراہمی میں مصروف تھے۔ آپ باورچی خانہ میں بیٹھے ہوئے حضرت خواجہ کے لیے چائے تیار کر رہے تھے اور دیگر عقیدت مند حضرت خواجہ کی مبارک صحبت سے مستفیض ہو رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت جو آپ سے بیعت تھی آپ کی زیارت کے لیے آئی۔ دیکھا کہ ایک مجمع لگا ہوا ہے اور بڑے پیر صاحب حضرت خواجہ محمد سراج دین رحمۃ اللہ علیہ بصد عزوشان تشریف فرما ہیں اور اس عورت کی نگاہیں اپنے پیر کی متلاشی تھیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ میرے پیر صاحب بھی اندر بیٹھے ہوں گے، باہر کھڑے ہوکر چادر اور دیوار کی آڑ لیے ہوئے اندر جھانکتی اور پیچھے ہٹ جاتی جب کئی بار ایسا ہوا اور اس کو آپ نظر نہ آئے تو حضرتؒ خواجہ نے دریافت فرمایا کہ یہ عورت کس لئے آئی ہے۔ کسی خادم نے عرض کیا کہ یہ اپنے پیر حضرت احمد خاں (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کرنا چاہتی ہے اور ان کو دیکھ رہی ہے۔ حضرت خواجہ نے بآواز بلند فرمایا اوبی بی تیرا پیر باورچی خانہ میں بیٹھا چائے پکا رہا ہے۔ وہ عورت گئی اور حضرت اعلیٰ مولانا احمد خاں قدس سرہ کو ایک نظر دیکھ کر واپس چلی گئی۔ اس پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سچی عقیدت اور ارادت اس عورت سے سیکھنی چاہیے کہ اپنے پیر کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔

طالبان حق کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ

حضرت خواجہ نے جب آپ کے کمالات رسوخ نسبت اور شان افاضہ کو ملاحظہ فرمایا تو ارادتمندان سلسلہ کو مشورہ دیا کہ جو لوگ دور دراز علاقوں میں رہائش پذیر ہوں اور مشقت سفر برداشت نہ کر سکتے ہوں وہ موسیٰ زئی شریف آنے کی بجائے حضرت مولانا احمد خاں صاحب سے رجوع کریں اور ان سے کسب فیض کریں۔ انشاء اللہ میرے پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ پہنچے گا۔

بکھڑے سے کھولہ شریف نقل مکانی

موضع بکھڑا دریائے سندھ کے سیلابی علاقہ میں یعنی کھادر میں واقع تھا۔ جب کبھی دریا میں سیلاب آتا وہ موضع کو بہا لے جاتا طغیانی فرو ہونے کے بعد دوبارہ آباد کیا جاتا تھا۔ اس وقت بھی جب آپ تکمیل سلوک اور اجازت حضرت خواجہ قدس سرہ کے بعد یہاں مسند ارشاد ہوئے، ایک بار سیلاب آیا اور پورا موضع دریا برد ہو گیا۔ لہٰذا آپ نے وہاں سے نقل مکانی فرما کر موضع کھولہ میں اقامت اختیار کر لی، چند سال آپ نے کھولہ شریف میں قیام فرمایا۔ لیکن جب اس موضع کے بھی دریا برد ہونے کے باعث مستقل قیام کی صورت نہ بن سکی تو پھر آپ نے اپنی آبائی زمین پر موجودہ خانقاہ سراجیہ تعمیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ ہمیشہ طالبان حق کے لیے قائم ودائم رکھیں اور اس کے فیوضات وبرکات تا قیامت جاری رہیں۔ آمین۔

آپ کی زیارت سے جنت کی بشارت

جس زمانہ میں آپ کا قیام کھولہ شریف میں تھا، اس زمانہ میں ایک عجیب واقعہ، جس سے اعلیٰ حضرت کے مرتبہ ومقام کی رفعت کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے، صوفی مواز خاں صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے جو کہ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج دین رحمۃ اللہ علیہ سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز تھے اور آپ سے عمر میں بھی بڑے تھے، ایک روز اچانک علووالی اسٹیشن پر ریل گاڑی سے اتر کر پا پیادہ آپ کی خدمت میں کھولہ شریف پہنچے جس وقت مولانا کھولہ شریف میں واخل ہو رہے تھے آپ اپنے برادر محترم حاکم خاں صاحب کے پاس جانے کے لیے حویلی سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے مولانا کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور فرمایا کہ اچھا ہوتا، آپ اطلاع فرما دیتے تو علووالی اسٹیشن پر گھوڑا بھیج دیا جاتا۔ آپ پا پیادہ تشریف لائے بہت زحمت اٹھائی مولانا نے فرمایا کہ میں اس وقت محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت میرے لیے موجب نجات ہو

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے مجھے القا فرمایا ہے کہ جو شخص مولانا احمد خاں صاحب کی زیارت کرے گا وہ نجات اخروی سے سرفراز ہوگا اور آتش دوزخ اس پر حرام ہوگی۔ برائے تاکید مولانا نے یہ جملے تین بار دہرائے۔ آپ (حضرت اعلیٰ قدس سرہ) نے از روئے انکسار و تواضع فرمایا کہ مولانا آپ ہمارے بڑے ہیں۔ فقیر کے لیے آپ کی زیارت کے واسطے جانا باعث عز و شرف ہے۔ آپ جس قدر تواضع کا اظہار فرماتے مولانا اسی قدر قسم کھا کر اس بشارت کا ذکر فرماتے اور بے حد محبت وعقیدت سے پیش آتے اس واقعہ بشارت کو سن کر تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور پوری مجلس ایک کیف و مستی کے عالم میں ڈوبی رہی۔

واقعہ حاضری سرہند شریف اور خلعت قیومیت سے سرفرازی

صوفی محمد مواز خاں فرماتے ہیں کہ آپ کے قیام کھولہ شریف میں ایک مرتبہ بالہام خداوندی آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار مبارک پر اچانک فوراً تشریف لے گئے، چند خادم بھی آپ کے ہمراہ چل دیئے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مولوی عبدالستار صاحب میانوی جو آپ کی طرف سے امامت پر مامور تھے۔ اتفاقاً کتب خانہ میں گئے تو وہاں چند منتشر کتابوں پر نظر پڑی ایک کتاب کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ سرہند شریف کے اس سفر میں جو شخص ہمارے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوگا وہ اہل اللہ کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا۔ حضرت اعلیٰ کی یہ تحریری بشارت دیکھ کر مولانا عبدالستار مغلوب الحال ہو گئے اور عالم بے اختیاری میں کھولہ شریف سے سرہند شریف کے لیے روانہ ہوئے، ابھی کھولہ شریف سے نکلے ہی تھے کہ راستہ میں صوفی محمد مواز خاں جو کہ ساجری سے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضری کے لیے کھولہ شریف آرہے تھے، ملاقات ہوگئی، غلبہ حال میں مولانا عبدالستار صاحب صوفی محمد مواز خاں صاحب سے بغلگیر ہو کر رونے لگے اور بتایا

کہ حضرت اعلیٰ سرہند شریف تشریف لے جا چکے ہیں اور ساتھ ہی مولانا نے حضرت کی تحریری بشارت بھی سنائی اور کہا کہ میں اس بشارت سے فیض یاب ہونے کے لیے سرہند شریف جارہا ہوں۔ اس پر صوفی مواز خاں صاحب نے کہا کہ میں کیوں محروم رہوں، میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ دونوں حضرات کندیاں سے ٹرین پر سوار ہو کر لاہور پہنچے اور لاہور سے دوسری ٹرین پر سوار ہو کر سرہند شریف پہنچ گئے، گاڑی سے اترے تو ظہر کا وقت تھا، نماز ظہر سرہند شریف شہر میں ادا فرمائی، نماز سے فراغت کے بعد پیدل چل پڑے، مزار شریف شہر سے تقریباً اڑھائی میل کے فاصلہ پر بسی اور سرہند کے درمیان واقع ہے۔ آدھ گھنٹے میں روضہ شریف پر پہنچ گئے۔ دیکھا کہ حضرت اعلیٰ وابستگان سلسلہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت کا قیام مسجد کے دائیں جانب ایک کمرے میں تھا۔ آپ نے جب ان دونوں کو آتے ہوئے دیکھا تو فرط مسرت سے فرمایا الحمد للہ دو ساتھی اور آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اٹھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی چہار دیواری کے باہر دو مزارات پر تشریف لے گئے وہاں تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا وہاں سے اٹھ کر حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد والد بزرگوار امام ربانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے۔ حضرت مخدوم قدس سرہ کا مزار شریف خانقاہ مجددیہ سے ڈیڑھ دو میل دور بسی کی طرف مقام جھڑی میں واقع ہے۔ وہاں پر مراقبہ فرمایا اور نماز عصر بھی وہیں ادا فرمائی، نماز عصر سے فارغ ہو کر واپس خانقاہ مجددیہ میں مغرب سے پہلے پہنچ گئے اور کچھ دیر حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مزار شریف پر مراقبہ فرما کر مسجد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں نماز مغرب ادا فرمائی۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر کافی دیر تک مراقبہ فرمایا، بارہ تیرہ ساتھی آپ کے ساتھ تھے جو ان تمام مقامات پر آپ کے ساتھ شریک مراقبہ رہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مراقبہ کے

دوران صوفی محمد مواز خاں صاحب نے یہ خصوصی واقعہ دیکھا کہ کچھ کرسیاں اور تخت لاکر لگائے گئے اور ان پر زرنگار رنگ ریشمی کپڑے کے تخت پوش جن کے جھالر سبز تھے، بچھائے گئے، اس کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک اعلیٰ اور خوشنما جبہ تھا۔ آپ نے وہ جبہ تخت پر لاکر رکھ دیا اور حضرت اعلیٰ قدس سرہ کو اپنے پاس بلاکر یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی کہ یہاں بلایا، دراصل ہمارے پاس آپ کی یہ امانت تھی جسے آپ کے سپرد کرنا ضروری تھا، یہ فرما کر آپ کو کرسی پر کھڑا کیا اور خود حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خلعت خاصہ آپ کو پہنا دیا جو کہ آپ کے جسم مبارک پر بالکل پورا آیا جو کہ بے حد حسین اور زیبا دکھائی دیا۔ جبہ مبارک کے ساتھ ایک مرصع اور زرنگار تاج تھا۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا، علاوہ ازیں یہ دیکھا کہ ان تختوں پر چابیوں کے انبار لگے ہوئے تھے وہ تمام چابیاں (کنجیاں) بھی سب کی سب آپ کے حوالہ کردی گئیں، صوفی محمد مواز خاں صاحب کو مراقبہ میں یہ علم ہوا کہ یہ خلعت نسبت خاصہ مجددیہ اور منصب قیومیت کا ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو پہنایا گیا۔ اس کے بعد مراقبہ ختم ہو گیا اور حضرت اعلیٰ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ صوفی محمد مواز خاں صاحب کو ارشاد فرمایا کہ پانی کا لوٹا ساتھ لے لو، ہمیں باہر جانا ہے۔ چنانچہ صوفی محمد مواز خاں صاحب پانی کا کوزہ اٹھا کر حضرت کے ساتھ ہو لیے۔ حدود خانقاہ پاک سے باہر تشریف لے گئے اور واپسی پر صوفی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا میاں مواز خاں صاحب کوئی بات دیکھی ہو تو بتاؤ انہوں نے مراقبہ کے دوران جو مشاہدہ کیا اسے یوں بیان کیا۔

جب ہم سب خدام حضور والا کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مزار شریف پر مراقب تھے تو خادم کو یہ نظر آیا کہ نور کا ایک ستون ہے جس کا اوپر کا سرا آسمان میں پیوست ہے اور نیچے کا سرا حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف میں اترا ہوا ہے۔ پھر جب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار شریف پر مراقبہ ہو رہا تھا تو اعطائے خلعت خاصہ کا منظر دیکھا اور پورا واقعہ مذکورہ تمام جزئیات کے ساتھ عرض کیا یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

''میاں موازتم نے بالکل درست دیکھا ہے بالکل صحیح دیکھا ہے۔آپ نے یہ جملے تھوڑے وقفے کے بعد چلتے چلتے تین بار دہرائے۔ **فالحمدلله الذی فوض الی سیّدنا وشیخنا الاعظم هذا المقام لافخم وخلع علیه خلعة القیومیة ونسبة الخاصة المجددیة وما ذالک علی الله بعزیز.**

صوفی مواز خاں صاحب اپنی جاں نثارانہ خدمات اور اخلاق باطن کی وجہ سے آپ کے ساتھ خصوصی تقرب رکھتے تھے۔ بیعت کے بعد پندرہ سال تک کھولہ شریف میں آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے مستفیض ہوئے ، اس دوران انہوں نے یہ چشم دید واقعہ دیکھا۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آپ کی قدر ومنزلت

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف کی تفسیر لکھی جو مدینہ پریس بجنور سے چھپی۔ یہ تفسیر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ پر ہے اور اس میں سورۃ بقرہ کی تفسیر بھی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے۔حضرت اعلیٰ نے اس تفسیر کے مطالعہ کے بعد حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا جس میں تحریر کیا کہ آپ نے یہ تفسیر لکھ کر اہل اسلام پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے اور میں تہجد کی نماز پڑھ کر روزانہ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں کہ یہ علمی فیضان آپ کی ذات سے برابر جاری رہے۔

حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضرت اقدس مولانا محمد

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ حضرت قبلہ مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ۔ حضرت میاں جان محمد مرحوم باگڑ والے اور ڈاکٹر محمد شریف مرحوم کندیاں والے ایک مرتبہ دیوبند تشریف لے گئے۔ ان ایام میں علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ریاحی امراض کے باعث صاحب فراش تھے۔ نیز آپ سے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کو شرف تلمذ بھی حاصل تھا لہٰذا ان کی زیارت کو باعث برکت سمجھتے ہوئے خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ صاحب نے ان نفوس قدسیہ کو گھر کے اندر بلوایا اور گفتگو کا آغاز اس طریق پر فرمایا کہ میرے خصوصی معالج مجھے زیادہ گفتگو سے منع کرتے ہیں لیکن میری لطافت اور فکری صلاحیتیں حالت مرض میں عام لوگوں کے برعکس زیادہ ابھرتی ہیں اور جلا پاتی ہیں۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا بعض لوگ ظاہری علوم پڑھتے ہیں اور کسی شیخ طریقت کی صحبت سے مستفیض نہیں ہوتے جس کے باعث وہ خشک ملا رہ جاتے ہیں، امور شرعیہ میں ایسے لوگوں کی تائید وتوثیق کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کچھ لوگ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں مگر کسی شیخ کی صحبت میں رہ کر ذکر وشغل کی کیفیات حاصل کر لیتے ہیں، ان کی تائید وتصدیق بھی درخور اعتنا نہیں۔ پھر آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ کے شیخ راسخ فی العلم تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں علوم شرعیہ سے کما حقہ، نوازا تھا اور انہوں نے شیخ کامل کی صحبت میں تمام منازل عرفان کو بھی طے کیا تھا۔ میری تفسیر کے مطالعہ کے بعد جو گرامی نامہ انہوں نے مجھے لکھا ہے اسے میں نے حرز جاں سمجھ کو محفوظ رکھا ہے اور اپنے اعزہ واقارب کو نصیحت کی ہے کہ میری وفات کے بعد اسے میری قبر میں رکھ دیا جائے تاکہ میرے لیے نجات اخروی کا وسیلہ بن سکے۔ اہل طریقت کی ایمان افروزی کے لیے علامہ عثمانی کا جواب جو انہوں نے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں بھیجا تھا بعینہ نقل ہے:

از بندہ شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

بخدمت گرامی مکرم و معظم جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ مدت ہوئی والا نامہ پہنچا تھا۔ میں مشغول بہت رہا، پھر علیل ہوگیا آنکھوں میں تکلیف تھی جس سے نوشت وخواند کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا، اب الحمدللہ افاقہ ہے۔ آپ جیسے بزرگوں کی نظر عنایت اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں اگر میری کتاب اور فوائد قرآن سے جناب کو دلچسپی ہوئی اور آپ کی نگاہ میں پسندیدہ ٹھہری تو میں اس کو اپنے لیے اور کتاب کے حق میں فال نیک سمجھتا ہوں، شاید وہاں بھی حق تعالیٰ توشہ آخرت بنا دے، حسن خاتمہ کے لیے دعا فرما کر بندے کو ممنون فرمائیں۔

از ڈابھیل ضلع سورت

یوم عاشورا-۱۳۵۶ہجری بمطابق دسمبر ۱۹۳۰ء

فخر المحدثین حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سراجیہ میں تشریف آوری

حضرت مولانا انور شاہ صاحب حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والوں کی دعوت پر میانوالی تشریف لائے، تشریف آوری کا مقصد بعض فروعی مسائل شریعہ پر تصفیہ وتحقیق تھا۔ اس اجتماع میں مولانا بدر عالم مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی مولانا مرتضیٰ حسن سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر علما شریک تھے۔ حضرت اعلیٰ مولانا انور شاہ صاحب کی ملاقات کے لیے میانوالی تشریف لے گئے اور خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی، جسے حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے قبول فرمالیا اس مجلس میں مولانا حسین علی صاحب نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مولانا احمد خاں

صاحب میرے پیر بھائی ہیں اور ہم مسلک ہیں مگر امور شرعیہ کے نفاذ میں شدت اختیار نہیں کرتے حالانکہ قرآن عزیز میں وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ترجمہ: ''ان پر سختی کیجئے'' کی نصیحت قطعی موجود ہے۔

حضرت اعلیٰ نے فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ جہاد سے متعلق ہے اور اس کا مصداق کفار ہیں جن پر شدت کا حکم دیا گیا ہے مگر دین کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا ترجمہ: ''نرمی کے ساتھ بات کرنا'' کا ارشاد مبارک ہے۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے حضرت اعلیٰ کی رائے مبارک سے اتفاق فرمایا۔

حضرت اعلیٰ نے خضاب کے جواز میں بہت تحقیق کی تھی۔ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سراجیہ میں تشریف آوری کے بعد آپ نے اپنے تحقیقی ماخذ اور تفصیلات کو ان کی خدمت میں پیش کیا، جس پر حضرت علامہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں ہر چند علمائے دیوبند کا اختلاف ہے۔ تاہم اتنی گراں بہا تحقیق کے پیش نظر آپ کے لیے گنجائش کی صورت نکل سکتی ہے۔ حضرت اعلیٰ کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے:

مسلم شریف کتاب اللباس والزینہ میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ غیروا ھذا بشی واجتنبوا السواد ترجمہ: ''بالوں کی اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو'' میں فرمایا کہ واجتنبوا السواد کی زیادتی تنقید رجال کے بعد ثابت نہیں۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کے چار راوی ہیں۔ جن میں دو ثقہ اور دو مدلس راویوں کی روایت میں واجتنبو السواد مروی ہے جب دو ثقہ راویوں سے پوچھا گیا ھل روی جابر واجتنبوا السواد تو انہوں نے کہا لا یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے واجتبنوا لسواد کا جملہ روایت نہیں کیا۔ پس غیروا ھذا بشی کی روایت صحیحہ کو سفید بالوں کا رنگ بدل لیا کرو ایک حکم عام ہے۔ خواہ سفید پر سیاہ رنگ کا خضاب کیا یا اسے مہندی وسمہ وغیرہ سے بدل دیا جائے۔

آپ امام نقشبندیہ ہیں

آپ کے علامہ سیّد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت قریبی مراسم تھے۔ ایک مرتبہ ان کی ملاقات کے لیے دیوبند تشریف لے گئے، دیوبند میں قیام کے دوران ایک دن حضرت علامہ نے اثنائے گفتگو آپ سے فرمایا کہ مولانا حدیث شریف کا درس دیتے ہوئے مجھے کبھی کبھی حلقہ درس میں عفونت کا احساس ہوتا ہے جبکہ پہلے درس کی فضا لطافت و پاکیزگی سے معمور ہوا کرتی تھی۔ آپ نے شاہ صاحب قبلہ سے دوسرے روز فرمایا کہ آپ کے درس میں بعض طلبا کا بے وضو اور ناپاک حالت میں شریک ہونا آپ کے اس احساس اور ناگواری کا باعث ہے۔ تحقیق کرنے پر آپ کا ارشاد درست نکلا۔ چنانچہ حضرت اعلیٰ کے اس ارشاد کو اپنے ہم عصر علماء کے سامنے پیش کر کے بے حد تعریف کی اور فرمایا کہ حضرت مولانا احمد خاں صاحب اس وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام اور عارف کامل ہیں۔

فتنہ مرزائیت کی نشاندہی

جن ایام میں مسجد شہید گنج لاہور کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد ولولہ اور جوش کا مرقع تھا حضرت اعلیٰ نے مجلس احرار اسلام کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جارہی ہے تو اس کا غم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی، ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجود اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی لہٰذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش و ہمت کو مبذول کرنا چاہیے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری و دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

اور حضرت اعلیٰ مولانا احمد خاں صاحب وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیئے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اعلیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شفا کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ کتاب حضور ختمی مرتبت کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ اس کتاب کو اکثر زیر مطالعہ رکھیں۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جیسے پاکیزہ موضوع پر تقریر کرتے وقت وہ مستند جامع اور صحیح آثار وروایات کو افراد امت کے سامنے پیش کرسکیں۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے سلام کا جواب عنایت فرمایا

حضرت سیّد مغیث الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ نے حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوکر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کی، مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک روز ایسا موقعہ ملا کہ مواجہ شریف کے پاس کوئی فرد موجود نہ تھا، آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حضور سلام پیش کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا جواب مبارک ''وعلیکم السلام'' اپنے کانوں سے سنا۔

سیّدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجگان سرہند کی روحانی زیارت

ایک مرتبہ آپ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ درویشوں کی ایک خاصی جماعت تھی جن

میں مولانا عبدالستار صاحب جو کہ آپ کے خلفا میں سے تھے۔ حضرت اعلیٰ نے شبانہ روز خدمات کی بجا آوری پر مولانا موصوف کو مامور فرمایا تھا قیام کے دوران ایک روز علی الصبح آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے، کچھ دیر وہاں مراقبہ کرنے کے بعد اپنے کمرہ میں واپس آ گئے، جہاں دیگر عقیدت مند آپ کے منتظر تھے، چائے تیار تھی جو خدمت میں پیش کر دی گئی جونہی مولانا نے چائے کو ہاتھ لگایا، دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم حجۃ اللہ نقشبند ثانی خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد زبیر قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم روحانی طور پر تشریف لے آئے ہیں۔ مولانا یہ منظر دیکھ کر یکا یک فوراً احتراماً کھڑے ہوئے، چائے کی پیالی ہاتھ سے گری اور چائے قالین پر بہہ گئی۔ حضرت اعلیٰ اور دیگر متوسلین بھی فوراً تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے کچھ دیر بعد جب یہ نفوس قدسیہ تشریف لے جا چکے تو مولانا صاحب نے حضرت اعلیٰ سے عرض کیا، حضور معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نے اکابر مجددیہ کے احترام کی بجا آوری میں آپ پر سبقت کی، اس پر آپ نے فرمایا بھولے فقیر تو نے بالکل درست کیا، اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔

نسبت شیخ کا صحیح مقام

کھولہ شریف میں قیام کے دوران ایک مرتبہ آپ نے مولانا عبدالستار صاحب کو گل میری اور نانگی (یہ دونوں گاؤں آپ کے مقام سے تقریباً ۱۲ یا ۱۳ میل دور ہیں) سے مرغیاں لانے کے لیے بھیجا چنانچہ مولانا منزل مقصود کی طرف تشریف لے گئے۔ اس علاقہ ریگ زار کو آپ دوڑتے ہوئے طے کر رہے تھے کہ راستہ میں ایک نورانی چہرے والے سفید ریش بزرگ ملے انہوں نے سلام مسنون کے بعد مولانا سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں کچھ دیر میرے پاس ٹھہر جاؤ، مولانا نے جواب دیا میرا خضر کھولہ شریف میں پیچھے بیٹھا ہوا ہے اس نے مجھے

مرغیاں لانے کے لیے بھیجا ہے لہٰذا اجازت دیجئے میں ٹھہر نہیں سکتا۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا مبارک ہو، مبارک ہو۔ مولانا نے ہر دو گاؤں سے مرغیاں لا کر ایک ٹوکرے میں ڈالیں جسے وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور تیز رفتاری سے واپسی کا سفر شروع کیا، نماز مغرب موضع ٹبی (راستہ میں ایک گاؤں ہے) کی مسجد میں ادا کی مگر مرغیوں کا ٹوکرا ذہن سے اتر گیا، جب حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، عبدالستار تم آ گئے، ہماری مرغیاں کہاں ہیں، اس پر مولانا کو یاد آیا چنانچہ اسی وقت واپس وہاں گئے ٹوکرا اٹھایا اور حضرت اعلیٰ کی خدمت میں لے آئے، آپ نے فرمایا کہ مولانا راستہ سفر کی کیفیت بیان کرو چنانچہ انہوں نے سیّدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ من وعن بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں خضر علیہ السلام کو اس طرح جواب دینے کا طریقہ کس نے سکھایا مولانا نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی بدولت۔ اس پر حضرت اعلیٰ نے آپ گلے لگایا اور فرمایا مرحبا مرحبا۔

سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا

مولانا غلام محی الدین صاحب ساکن مجوکہ مضافات سرگودھا میں مشہور اہل حدیث عالم تھے، ان کا ایک کتب خانہ بھی تھا، ہمیشہ تقویٰ اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے، حضرت اعلیٰ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور چار پانچ روز قیام کے دوران اپنا تعارف تک نہ کرایا۔ رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہے اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجدد کی حیثیت رکھتی ہے۔ البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں۔ حضرت اعلیٰ نے فوراً بیہقی شریف منگوا کر درج ذیل حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے۔

عن عروة بن الذبير يقول قالت عائشة زوج النبی صلی الله عليه وسلم فقدت رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم وكان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقبيه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة فسمعته يقول اعوذ برضاک من سخطک وبعفوک من عقوبتک وبک منک اثنی عليک لا ابلغ كل مافيک الی اخر الحديث. (السنن الکبری مع الجوہری النقی للامام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ حیدرآباد دکن کتاب الصلوٰۃ جلد نمبر۲، صفحہ نمبر ۱۱۶ باب ماجاء فی ضم العقبين فی السجود)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے (ایک رات) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کو بستر پر نہ پایا حالانکہ آپ پاس ہی لیٹے ہوئے تھے پس میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف تھا پس میں نے سنا کہ آپ یہ فرمارہے تھے اے اللہ میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی، تیرے عذاب سے تیری عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں، تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ (تا آخر حدیث)

خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر

حضرت اعلیٰ ایک مرتبہ باگڑ ضلع ملتان میں قیام فرماتھے، وہاں جامع مسجد میں مولانا نورالحق خطیب تھے، جمعہ کا دن تھا حضرت اعلیٰ نے مولانا نورالحق صاحب کو خطبہ جمعہ کے اختصار کے لیے فرمایا مگر مولانا نے خطبہ پڑھتے وقت خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی بھی نہ پڑھے۔ آپ نے اسے بہت ہی ناپسند فرمایا بلکہ طبیعت

مبارک میں جلال آ گیا، فرمایا کہ مولانا خلفائے راشدین کا ذکر شعائر اہل سنت والجماعت میں سے ہے اور اسے خطبہ جمعہ میں کسی صورت بھی چھوڑنا نہیں چاہیے۔

مقامات مظہری کے آخری صفحہ پر حضرت اعلیٰ کے دست مبارک کی تحریر کردہ الہامی عبارت

من جاءک زائرا فهو مغفور انت مغفور ومن يصافحک مغفور من دفن حولک مغفور انت مجددهذه المائة انت خليفتنا فى الارض خلقت الخلق لاجلک من اهانک فقد اهان الله.

ایں فقیر را بہ سیر مرادی مبشر ساختند وشرک از عبادت او برداشتند وندا دردادند کہ انت من المخلَصین بفتح اللام واز حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم بایں بشارت مبشر شد انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ وارشاد کردند کہ از نسبت خاصہ من ترا حظ وافرست

ترجمہ: جو تیری زیارت کے لیے آیا بخشا گیا۔ تو بخشا ہوا ہے، جو تجھ سے مصافحہ کرے گا بخشا جائے گا، جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی۔ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے تو سارے عالم کا قطب ہے۔ میں نے مخلوق کو تیرے لیے پیدا کیا[1] جس نے تیری توہین کی اس نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی۔ اس فقیر کو سیر مرادی سے سرفراز فرمایا گیا اور شرک اس کی عبادت سے رفع کر دیا گیا اور غیب سے ندا آئی کہ تو مخلَصین (بفتح اللام) میں سے ہے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی طرف سے یہ بشارت دی گئی کہ تیرا رابطہ مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کا اور یہ فرمایا کہ تجھے میری نسبت خاص سے بہرہ کامل نصیب ہے۔

۱۔ یہ ضمنیت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے چونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت سے سرفراز تھے لہٰذا یہاں اسی خطاب سے ممتاز ہوئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا گیا تھا۔

حالات آخری ایام

آپ کے کمالات وفضائل حسن تلقین وموعظت تربیت سالکین میں کمال دلسوزی اتباع شریعت میں کامل رسوخ، بدعات سے اجتناب کی ترغیب، فرقہ بندی سے بیزاری، علوم دینیہ خصوصاً تفسیر وقرآن سے انتہائی شغف، تحقیق وتدقیق مسائل میں بغایت جانفشانی، درویشوں کی ہمہ جہت نگرانی، ان کی ظاہری و باطنی اصلاح میں پوری تندہی، کتابوں سے عشق ان کی آرائش کا شوق، استغنائے تام اور اخفائے کمال یہ اور دوسرے بے شمار اوصاف حسنہ اوران سے متعلق واقعات اس قدر ہیں کہ انہیں حیطہ تحریر میں لانا زبان وقلم کے بس کی بات نہیں، آپ کے آخری ایام کے حالات میں یہ ہے کہ آپ کو متعدد عوارض بدنی لاحق ہو گئے، جن میں ضیق النفس کا مرض سب سے زیادہ تشویشناک اوراذیت رساں تھا، آپ کے خدام میں متعدد کامل ماہراور حاذق اطبا موجود تھے، مولانا حکیم عبدالرسول صاحب تو استاد طب اور حاذق الملک سمجھے جاتے تھے، ان کے علاوہ متعدد اطبا نے علاج کیا جس کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا مگر مرض میں کبھی افاقہ ہوگیا اور کبھی شدت پیدا ہوگئی کامل طور پر ازالہ مرض نہ ہوتا تھا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں آپ بعض مخلص ارادت مندوں کے اصرار پر بغرض علاج دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مولانا سیّد جمیل الدین احمد اور دیگر خدام بھی ہمراہ تھے۔ دہلی پہنچ کر یہ مشورہ ہوا کہ حکیم عبدالوہاب صاحب نابینا کا علاج شروع کیا جائے چونکہ آپ کی طبیعت میں اخفا بہت تھا، اس لیے ساتھیوں کو یہ فرمادیا گیا کہ کوئی شخص آپ کے بارے میں کس قسم کا تذکرہ نہ کرے چنانچہ مطب میں آکر بیٹھ گئے، ابھی تک حکیم صاحب مطب میں نہ آئے تھے، تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب تشریف لائے اوراپنی مسند پر بیٹھ کر مریضوں کو دیکھنا شروع کیا، دائیں بائیں دو خانے دارصندوقچے تھے جن میں مختلف ادویہ گولیوں کی شکل میں رکھی رہتی تھیں، نبض دیکھ کر مریض کے حالات

دریافت کرتے۔ ان میں عموماً ایک سوال یہ بھی ہوا کرتا کہ ''کیا کام کرتے ہو؟'' اس سے مریض کی حالت اور حیثیت کا اندازہ ہو جاتا۔ پھر صندوقچے میں سے خود گولیاں نکالتے اور پیش کار سے نسخہ لکھوا کر دوائی دے دیا کرتے، بطور رمز نسخہ پر دوا کی قیمت بھی لکھوا دیتے جو کہ دواساز وصول کر لیتا۔ چنانچہ آپ کی نبض دیکھ کر حال پوچھا اور یہ بھی دریافت کیا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے منصب کو چھپاتے ہوئے مبنی بر حقیقت جواب دیا کہ کھیتی باڑی کا کام کرتا ہوں۔ حکیم صاحب نے کہا ہاں تو ہل چلاتے ہوئے سانس پھول جاتا ہوگا، فرمایا کہ ہل چلانے کی نوبت نہیں آتی، میرے پاس اور لوگ موجود ہیں جو ہل چلاتے ہیں۔ غرض حکیم صاحب نے دوا تجویز کر دی آپ دوا لے کر اپنے خادم کے ہمراہ مطب سے روانہ ہو گئے۔

حکیم صاحب کا ادراک

جب آپ مطب سے باہر نکل پڑے تو حکیم صاحب کو احساس ہوا کہ یہ کوئی بزرگ شخصیت تھی، اپنے آدمی کو بھیجا کہ ان کے پیچھے پیچھے جاؤ اور معلوم کرو کہ کہاں ٹھہرے ہیں۔ آپ کا قیام جامع مسجد دہلی کے قریب حکیم دلبر حسن بھٹی کے ہاں تھا۔ حکیم صاحب کا آدمی جائے قیام معلوم کر کے چلا گیا۔ دوا استعمال کرنے کے بعد جب حضرت اعلیٰ علاج کے لیے مطب تشریف لے گئے تو اس وقت حکیم صاحب نے فرمایا میں ویسے تو نابینا ہوں مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے۔ جس کی برکت سے دل میں کچھ روشنی ہے جب آپ پہلی مرتبہ تشریف لائے تو مجھے مطب میں آتے ہی انوار و برکات کا احساس ہوا تھا مگر وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔ آپ نے اپنے آپ کو ایسا چھپایا تھا کہ قطعاً ظاہر نہ ہونے دیا۔ چنانچہ جب آپ مطب سے باہر تشریف لے گئے تو وہ انوار و برکات بھی ساتھ ہی چلے گئے، اس وقت مجھے احساس ہوا کہ آپ صاحب کمال بزرگ اور مرشد طریقت ہیں۔

حکیم صاحب کا بیعت ہونا

آپ نے عجز و انکسار کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں، ضلع میانوالی میں کندیاں کے قریب رہائش ہے، بزرگان مجددیہ سے عقیدت ہے۔ حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی مجددی قدس سرہ کا خادم ہوں۔ انہوں نے جو کچھ بتایا ہے کوئی پوچھنے والا آجائے تو بتا دیتا ہوں۔ حکیم صاحب آپ کی اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے، توجہ اور دعا کی درخواست کی اور بعد میں داخل طریقہ ہوئے۔ آپ کچھ دن دہلی قیام کے بعد جب خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لائے تو حکیم صاحب نے بے حد گرویدگی اور محبت کا اظہار فرماتے ہوئے ایک عریضہ میں تحریر کیا کہ آپ کی ایک صحبت سے جو فائدہ مجھے پہنچا ہے، وہ چالیس سال کی ریاضت سے حاصل نہ ہو سکا تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آخری علاج اور وصال شریف

حکیم نابینا صاحب کے علاج سے بھی مرض کا ازالہ نہ ہو سکا چنانچہ اس کے بعد متعدد ڈاکٹروں اور اطباء کا علاج جاری رہا، بالآخر کانپور کے احباب کی استدعا پر ۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو حضرت اعلیٰ کے لیے کانپور تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر عبدالصمد صاحب کانپور میں مشہور و معروف تھے اور آپ سے عقیدت و محبت کا رابطہ بھی رکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے علاج سے مرض میں افاقہ ہوا۔ آپ کافی حد تک صحت یاب ہو گئے اور کلکتہ جانے کا پروگرام بنایا۔ سیّد عبدالسلام شاہ صاحب جو آپ کے خلیفہ مجاز تھے، کلکتہ میں آپ کے قیام کے انتظامات مکمل کرنے کے لیے آپ سے پہلے تشریف لے گئے، حضرت اعلیٰ روانگی سے ایک روز پہلے سحری کے وقت بیدار ہوئے، اہلیہ محترمہ وضو کے لیے پانی لینے گئیں۔ آپ نے بحالت مراقبہ سر مبارک تکیہ پر رکھا اور تھوڑی دیر بعد اسی حالت میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○ آپ کی تاریخ وصال شریف ۱۲ ر صفر المظفر ۱۳۶۰ ہجری بمطابق ۱۴ مارچ

۱۹۴۱ء ہے۔ حضرت اعلیٰ کے خلیفہ اعظم اور نامزد جانشین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے وصال سے پہلے کانپور پہنچ چکے تھے، جب تقدیر الٰہی سے یہ عظیم سانحہ پیش آیا تو فوراً آپ کا جنازہ تیار کیا گیا اور ریل گاڑی کا ایک ڈبہ ریزرو کروا کر آپ کے جسد مبارک کو کندیاں لایا گیا۔ حضرت اعلیٰ کے وصال شریف کی خبر مختلف ذرائع سے پھیل چکی تھی۔ راستہ میں متعدد اسٹیشنوں پر وابستگان سلسلہ گاڑی میں سوار ہوتے رہے۔ غرض ۱۴ صفر ۱۳۶۰ ہجری کو آپ کا جنازہ خانقاہ شریف پہنچا ہر طرف سے لوگ جوق در جوق نماز جنازہ میں شرکت کے لیے آرہے تھے اور بہت سے پہنچ چکے تھے۔ نامزد جانشین قبلہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ کی امامت میں ایک کثیر جماعت نے نماز جنازہ ادا کی اور خدام نے بصد حسرت و یاس اپنے ہادی و محبوب اور پیشوائے کامل کو جس طرح ہر خادم سو جان سے فدا تھا، مشیت الٰہی پر راضی رہتے ہوئے آغوش لحد میں رکھ دیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی حیات مبارک کے مطابق ۶۳ سال عمر پائی، اس لحاظ سے فطرت الٰہی نے حضرت اعلیٰ کے اتباع سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم پر مہر تصدیق ثبت کردی، آپ کے خلفائے کرام کی تعداد چالیس ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ ان پاک طینت عاشقوں پر رحمت فرمائے۔

نائب قیوم زماں صدیق دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت باطنی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کا اسم گرامی محمد عبداللہ ولد میاں نور محمد ولد میاں قطب الدین (رحمۃ اللہ علیہم) مولد و مسکن موضع سلیم پور سدھواں تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ میں آپ ۵ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ بوقت پیدائش آپ کی ہیئت سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آپ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوں۔

تعلیم و تربیت

پانچ سال کی عمر تک والدین کی آغوش میں لاڈ پیار کے ساتھ پرورش پاتے رہے۔ آپ میاں صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کے بعد دو صاحبزادے آپ کے بھائی اور ایک صاحبزادی آپ کی بہن تھی۔ جب چھٹا سال شروع ہوا تو قریبی مسجد میں پڑھنے کے لیے بٹھا دیئے گئے وہاں پر آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قاعدہ اور پارہ عم کی ناظرہ تعلیم کے ساتھ شش کلمے، نماز کی ترکیب اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور دعائیں سب حفظ کر لیں اور نماز پابندی کے ساتھ ادا کرنے لگے۔ ابھی قرآن مجید پورا ختم نہ کرنے پائے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ کو پرائمری اسکول سلیم پور، پہلی جماعت کے طالب علم کی حیثیت سے داخل کرا دیا گیا۔ ۱۹۱۶ء کے اوائل میں پرائمری سکول کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور سالانہ امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ ابھی کم عمری کا زمانہ تھا کہ والد صاحب کی منشا کے مطابق قصبہ سودی ضلع لدھیانہ کے مڈل اسکول میں جو کہ اپنے گاؤں سلیم پور کے قریب تر تھا۔ ۴ اپریل ۱۹۱۶ء کو داخل ہونا پڑا۔ ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء تک اسی اسکول میں تعلیم پائی اور مڈل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قدرت نے دین سے رغبت آپ کی سرشت میں ودیعت کر رکھی تھی۔ جب

سے ہوش سنبھالا، کبھی نماز ترک نہ کی، علم کے شائق، ذہن کے تیز اور حافظہ کے قوی تھے، ہر جماعت میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ مڈل پاس کرنے کے بعد اس خیال کے تحت کہیں اہل خانہ کسی ملازمت کے لیے مجبور نہ کریں، چپکے سے مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری کے پاس دھرم کوٹ ضلع فیروز پور چلے آئے، ان کے خدمت میں جانے کا مقصد یہ تھا کہ دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ مزید برآں حضرت اقدس کے والد ماجد کے ساتھ ان کے دیرینہ مراسم بھی تھے، جن کے باعث وہ دینی تعلیم کے سلسلہ میں معاونت کر سکتے تھے اور آپ کے والد ماجد کو بھی مطمئن کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ مولانا محمد ابراہم کے زیر تربیت تعلیم پاتے رہے اس کے بعد دو سال مدرسہ عربیہ لدھیانہ میں پڑھا اور کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ امرتسر میں بھی تعلیم پائی، بالآخر ۱۳۴۲ ہجری میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور درس نظامی کے متوسطات سے دورہ حدیث تک تمام علوم وفنون کی کتابیں دارالعلوم ہی میں پڑھیں۔ ماہ شعبان ۱۳۴۵ ہجری میں دورہ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے گھر میں تشریف لے آئے۔ میاں صاحب نے آپ کی شادی کر دی، چنانچہ اہل وعیال اور والدین بزرگوار کے لیے کسب معاش کا خیال دامن گیر ہوا۔ دارالعلوم دیوبند میں ہی آپ کو رفیق درس حضرت مولانا سیّد مغیث الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ سے متوسل تھے، یہ معلوم ہو چکا تھا کہ سرگودھا میں مولانا حکیم عبدالرسول صاحب کلاں مطب بھی کرتے ہیں اور طب کا درس بھی دیتے ہیں فن طب میں علمی عملی اور تدریسی لحاظ سے امام فن کا مقام رکھتے ہیں۔ اس لیے اسی وقت سے آپ نے یہ ارادہ فرما لیا تھا کہ اس فن شریف کو حاصل کر کے خدمت خلق کے ساتھ معاشی زندگی کا وسیلہ بنانا مناسب ہوگا، اس بنا پر آپ فن طب کی تحصیل کے لیے حکیم صاحب کی خدمت میں سرگودھا تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو فن کا طالب صادق پا کر طب کا درس دینا شروع کر دیا۔ حکیم صاحب حضرت اعلیٰ قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں بھی شامل تھے اور طریقت میں ان کی طرف سے مجاز تھے۔

خدا تعالیٰ کی مدد سے خانقاہ سراجیہ میں حاضری

آپ دارالعلوم دیوبند میں طالب علمی کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہو چکے تھے۔ دارالعلوم میں اکثر طلباء نماز عصر کے بعد روحانی سکون اور باطنی اطمینان کے لیے حضرت مولانا سیّد انور شاہ صاحب کشمیری اور مولانا میاں اصغر حسین صاحب کی پاکیزہ مجالس میں شریک ہوا کرتے تھے، ان میں سے بعض طلباء حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ انہی میں آپ بھی تھے۔ حسن اتفاق کہ حضرت اعلیٰ حکیم صاحب کے ہاں سرگودھا تشریف لائے اور ان کے حلقہ درس میں آپ کو دیکھ کر حکیم صاحب سے آپ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ ان کا نام مولوی عبداللہ ہے، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں، اب فن طب حاصل کرنے کے لیے میرے پاس آئے ہیں۔ حضرت اعلیٰ نے یہ سن کر ازراہ کشف فرمایا کہ یہ طبیب بنتے تو نظر نہیں آتے البتہ آپ پڑھاتے رہیں تاکہ ان کا شوق پورا ہو جائے، کچھ دنوں بعد آپ حضرت اعلیٰ قدس سرہ سے حکیم عبدالرسول صاحب کے نام ایک سفارشی تحریر لینے کے لیے خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ چنانچہ حضرت اعلیٰ قدس سرہ نے سفارشی تحریر مرحمت فرمادی، جب آپ حکیم صاحب کے پاس واپس سرگودھا تشریف لائے تو حکیم صاحب نے حضرت اعلیٰ کی تحریر کو سرآنکھوں پر رکھا اور خصوصی توجہ کے ساتھ تعلیم طب کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن صحبت کے ان چند لمحات میں جو سفارشی خط حاصل کرنے کے لیے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں گزرے، آپ کو عجیب وغریب کیفیات کا ادراک ہوا، آپ نے شیخ اول حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کو دیوبند خط لکھا جس میں حضرت اعلیٰ کا تذکرہ خانقاہ سراجیہ میں حاضری اور ادراک فیض کا ذکر کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ کو بزرگ موصوف سے مناسبت معلوم ہوتی

ہے۔ اس لیے میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جائیں۔ قریب ہونے کے لحاظ سے ان کی صحبت میں حاضری آسان ہوگی اور اس سلسلہ پاک میں مدار فیض صحبت شیخ پر ہے۔ اس کے بعد حضرت اعلیٰ حکیم صاحب کے پاس سرگودھا تشریف لائے، اس دوسری صحبت میں آپ کو مزید واردات و کیفیات کا احساس ہوا، اب آپ نے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں بیعت کے لیے درخواست کی۔ حضرت اعلیٰ نے کشفاً فرما دیا، آپ پہلے ہی سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں، اجازت شیخ کے بغیر بیعت ثانی مناسب نہیں۔ آپ نے حضرت مفتی صاحب کا اجازت نامہ حضرت اعلیٰ کے حضور پیش کر دیا۔ حضرت اعلیٰ نے آپ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا اور حکیم صاحب کو مزید ہدایت فرمائی کہ انہیں طبی کورس پر جلد عبور کرا دیں۔ آپ اپنے باطنی احوال و واردات کے سلسلہ میں حضرت اعلیٰ کو عریضے لکھتے رہتے تھے اور گاہے گاہے حاضر بھی ہوا کرتے تھے، ایک دفعہ حکیم صاحب کے ساتھ حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت اعلیٰ نے ارشاد فرمایا حکیم صاحب اپنی حکمت انہیں جلد پڑھا دیں کیونکہ اس کے بعد مجھے اپنی حکمت بھی پڑھانی ہے اور یہ شعر پڑھا:

چند خوانی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

ترجمہ: یونانیوں کی حکمت تو بہت پڑھ لی، اب ایمان والوں کی حکمت بھی پڑھ لے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اعلیٰ کی زبان مبارک سے یہ شعر سن کر میرا دل فن طب کی تعلیم سے یکسر سرد ہو گیا۔ غرض اس وقت آپ حکیم صاحب کے ساتھ سرگودھا واپس تشریف لے آئے۔ وہاں پہنچ کر اپنے باطنی احوال و کوائف سے حضرت اعلیٰ کو مطلع کیا تو حضرت اعلیٰ نے آپ کی قوت استعداد اور سرعت سیر کو دیکھتے ہوئے حکیم صاحب کو لکھ بھیجا کہ مولوی عبداللہ صاحب کی تعلیم طب جہاں تک

ہو چکی ہے کافی ہے اب انہیں خانقاہ شریف بھیج دیں۔ ادھر آپ کا دل بھی طب یونانی سے سرد اور حکمت ایمانی کی طلب میں سرگرم ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ برضا ورغبت خوشی خوشی تعلیم طب کا سلسلہ ملتوی کر کے حضرت اعلیٰ کی خدمت مبارک میں خانقاہ سراجیہ حاضر ہو گئے اور حاضر بھی ایسے ہوئے کہ بس یہیں کے ہو رہے، پھر اس حاضری کی برکت سے وہ سعادت لازوال حاصل کی جو روز ازل سے آپ کا مقدر تھی۔ پوری زندگی آستانہ شیخ کی خدمت کے لیے وقف کردی اور اسی خاک پاک میں آخری آرام گاہ پائی۔

ایں سعادت بروز بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مدت قیام خانقاہ سراجیہ

آپ نے چودہ پندرہ سال حضرت اعلیٰ کی خدمت اقدس میں گزارے، سفر وحضر میں ساتھ رہے اور تحصیل کمالات باطنی کے بعد مجاز طریقت ہوئے اور جانشین ہوئے، شیخ کی ذات میں ایسے فنا ہوئے کہ اس طویل مدت میں ایک دوبار ہی اپنے وطن سلیم پور لدھیانہ والدین اور اہل وعیال سے ملنے کے لیے گئے ہوں گے۔ یہ نشہ عرفان جس نے آپ کو اپنے وجود اور ذاتی روابط سے نا آشنا اور بے تعلق بنا دیا تھا۔ بھلا کب اپنے تقاضوں کی تکمیل تعلیم سے پہلے یہ اجازت دے سکتا تھا کہ آپ غیر کی طرف متوجہ ہوں، ابتدا میں آپ کے والد ماجد اور دیگر اقربا جو تکمیل کے بعد تحصیل معاش میں آپ کی معاونت کے منتظر تھے۔ آپ کا یہ رنگ دیکھ کر مایوس ہوئے بلکہ کسی حد تک آپ سے شاکی تھے۔ لیکن جب تھوڑے ہی عرصہ بعد اس

دولت خداداد کی عظمت سے آگاہ ہوئے جس کے آگے ہفت اقلیم کی شہنشاہی بھی ہیچ ہے تو بے حد خوش اور مسرت اندوز ہوئے چنانچہ وہ آپ کے وجود کو اپنے خاندان کے لیے باعث ہزار افتخار جانتے ہوئے مسرور و شکر گذار ہوئے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

منصب شیخی

حضرت اعلیٰ قدس سرہ نے آپ کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی جانشین نامزد فرمادیا تھا باوجود یہ کہ آپ کے تین صاحبزادوں میں سے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد معصوم فاضل دیوبند موجود تھے، چنانچہ یہ امانت الٰہیہ وراثت کی بجائے اہلیت کی متقاضی تھی۔ اس لیے وَاَنْ تُوَدُّوا الْاَمَانٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا ترجمہ: ''امانتوں کو ان کے اہلوں کے سپرد کردو'' کے مطابق آپ نے اپنے وارث نسبی کی بجائے فرزند روحانی کو اس منصب عالی سے سرفراز فرمایا اور خانقاہ پاک کا انتظام وانصرام آپ کے حوالہ کردینے کی وصیت فرمائی۔ اپنے سامنے ہی امامت نماز ذکر وختم شریف کے جملہ امور اور دیگر اشغال طریقت وروحانی تربیت بھی آپ کے سپرد کردی۔ جب تقدیر الٰہی سے ۱۲صفر المظفر ۱۳۶۰ ہجری کو حضرت اعلیٰ قدس سرہ کے وصال شریف کا سانحہ جاں گداز پیش آیا، اس وقت آپ ہی حضرت اعلیٰ کے جسد مبارک کو کانپور سے خانقاہ شریف لائے، آپ کی اقتدا میں جم غفیر نے نماز جنازہ ادا کی، آپ نے بصد حسرت ویاس جان سے عزیز شیخ کو مشیت الٰہی پر راضی رہتے ہوئے، آغوش لحد میں رکھا، پوشش قبر مبارک سے پہلے مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الانصار بھیرہ نے جو حضرت اعلیٰ کے مخلص خادم تھے، تمام حاضرین کو باآواز بلند حضرت اعلیٰ قدس سرہ کا وصیت نامہ پڑھ کر سنایا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے دست مبارک پر تمام برادران طریقت نے تجدید بیعت کرلی، اس کے بعد قبر مبارک کی

پوشش کا کام سرانجام پایا۔ الحمدللہ کہ طالبان طریقت میں سے جو حضرات شریک جنازہ تھے کسی کو کوئی تردد لاحق نہ ہوا، سب نے بطیب خاطر حضرت اعلیٰ کی وصیت پر عمل کیا اور اللہ رب العزت نے طالبان حق کو حضرت اعلیٰ کے وصال شریف کے بعد حضرت ثانی کی بدولت پھر باطنی سکون اور جمیعت خاطر سے نوازا۔

ادائے فرض منصبی

اس منصب کا تقاضا تھا کہ آپ کسی حال میں بھی طالبان حق کی رہنمائی کے اہم فریضہ سے صرف نظر نہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے تردد و انتشار سے فارغ کر کے پوری توجہ طلب گاران معرفت کی تربیت و تلقین اور ان کے دلوں میں القائے سکینت کی طرف مرکوز رکھی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو توجہ کی بے پناہ قوت سے نوازا تھا، جس طالب حق پر ایک ادنیٰ سی توجہ فرما دی اس کے قلب و روح کو عرفان حق کے کیف و سرور سے معمور کر دیا۔ ہوش مندان جہان کو اگرچہ ظاہری ہوش اور شعور سے بے گانہ نہ بنایا، لیکن انہیں وہ سرمدی سرور و آگاہی بخشا جو ماسوا اللہ کی دراندازی سے زائل نہ ہوسکتا تھا۔ جام شریعت اور سندان عشق کو ایسے دل آویز سے یک رنگ کر دیا کہ شعر سعدی علیہ الرحمۃ گویا آپ کے حال کا ترجمان صادق بن گیا۔

بر کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں باختن

ترجمہ: ایک ہاتھ میں شریعت کا جام ہے، دوسرے ہاتھ میں عشق کا ظرف ہر ہوسناک دونوں چیزیں نہیں سنبھال سکتا۔

منصب شیخی کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ یہ سخت نوکیلے کانٹوں کا ایک تاج ہے جو اسی فرد یگانہ کے سر پر سجتا ہے جس نے طلب حق کی راہ میں بے شمار نشیب و فراز اور دشوار گذار گھاٹیوں سے اٹی ہوئی خاردار وادیوں کو زہد و توکل اور ثبات

واستقامت سے طے کیا ہو۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ایک نامور اور جلیل القدر شیخ نے اپنی مسند فرمان کی عزت وحرمت کے لیے اسے اپنا جانشین بھی مقرر کر دیا ہو۔ ہر کس وناکس اس امر کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ظاہر پرست لوگ جنہوں نے سجادہ نشینوں کے اوضاع واطوار دیکھے ہیں وہ تو یہی سمجھیں گے کہ سجادہ نشینی عیش وتنعم کے حصول کا ذریعہ ہے، انہیں کیا معلوم کہ کاملان طریقت کی نظر میں کسی متمول شخصیت کو اپنے حلقہ اثر میں لانے کا خیال بھی کفر کے مترادف ہے۔ یہ حضرات زرکش نہیں ہوتے بلکہ زربخش ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان روز نو روزی نو کے مطابق ان حضرات کا ہر آنے والا دن نئی روزی لے کر آتا ہے۔ رازق ازل خزینہ غیب سے جو کچھ ان کے پاس بھیجتا ہے وہ رات سے پہلے ان کے ہاتھ سے نکل کر اہل حقوق کے مصرف میں خرچ ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ رسم پرستوں کے اطوار نے پاکبازان طریقت کی آبرو کو بھی داغدار کر دیا۔ بقول غالب:

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

حضرت اقدس کی پاکیزہ زندگی کو ہر پہلو سے دیکھنے والے ہزاروں شاہد عدل موجود ہیں کہ آپ نے جس زہد واتقاء اور بےنفسی وبےلوثی کے ساتھ اپنی عمر عزیز کے چودہ پندرہ سال عالم درویشی میں اور قریباً اتنے ہی سال بحالت سجادہ نشینی میں گذارے ہیں۔ اس کی نظیر قرون اولیٰ میں تو بآسانی نظر آ سکتی ہے لیکن موجودہ عہد میں فقر ودرویشی کی تاریخ شاید ہی اس کی کوئی مثال پیش کر سکے۔

کتب خانہ کی توسیع

حضرت اعلیٰ قدس سرہ نے ازروئے وصیت نامہ آپ کو کتب خانہ کی حفاظت اور اس کی ترقی وتوسیع کا کام بھی سونپ دیا چنانچہ آپ نے اسلاف کے ان جواہر پاروں کی ہمیشہ حفاظت کی اور اس ذخیرہ میں قابل قدر اضافہ کی طرف اپنی توجہ

مبذول رکھی۔ حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ کے کتب خانہ سے تصوف کی ایک نایاب قلمی کتاب ''تحقیقات کی نقل'' ۷۰۰ ریال میں حاصل کی اس کے علاوہ تفسیر وحدیث کی متعدد کتابیں خرید کر انہیں خانقاہ شریف کے کتب خانہ کی زینت بنایا۔ حج سے واپسی کے وقت جب کسٹم آفس کراچی پر سامان چیک کیا جارہا تھا تو کسٹم آفیسر نے پوچھا آپ کے پاس سونا تو نہیں ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا، ہمارے لیے سونا تو یہ کتابیں ہیں اگر ہمارے پاس رقم کی گنجائش ہوتی تو ہم یہ سونا اور خرید کر لاتے۔

به نزدیک دانائے صاحب ہنر
کتاب بود به زانبار زر

ترجمہ: عقلمند کے نزدیک اور جاننے والے کے نزدیک سونے کے ڈھیر سے ایک کتاب زیادہ قیمتی ہے۔

حفاظت اور نقل کتب اور جلد بندی کے لیے مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور کو مامور فرمایا۔

ظاہری تعمیرات سے استغناء اور اس کا سبب

خانقاہ شریف سے متعلقہ عمارتیں کتب خانہ، تسبیح خانہ، مہمان خانہ اور درویشوں کے لیے چار کمرے، مدرسہ سعدیہ اور ایک عظیم الشان مسجد حضرت اعلیٰ کے عہد مبارک ہی میں تعمیر ہو چکی تھیں، ان پر پلستر نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت اعلیٰ کی وفات حسرت آیات کا عظیم سانحہ پیش آ گیا۔ آپ کے عہد جانشینی میں عمارات میں کوئی خاص اضافہ نہ ہوا۔ ایک بار کندیاں ریلوے اسٹیشن کے اسٹاف نے یہ پیش کش کی کہ ہم مسجد کے باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لئے ماہوار رقوم جمع کر کے پیش کرتے رہیں گے تاکہ گنبدوں، میناروں اور مسجد کے اندر پلستر کرالیا جائے۔ لیکن حضرت اقدس نے غایت استغنا سے یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے لیے چندوں کا حساب رکھنا مشکل ہے، اس بنا پر

ہم آپ کی پیشکش قبول کرنے سے معذور ہیں۔ بادی النظر میں یہ خیال ہوسکتا ہے کہ آپ نے موجودہ عمارت کی تکمیل یا ان میں اضافہ کی طرف خصوصی توجہ کیوں منعطف نہیں فرمائی، لیکن واقف حال حضرات جانتے ہیں کہ آپ کی نگاہ میں وصیت نامہ شیخ کی تعمیل کو اولین اہمیت حاصل تھی، جس میں ترویج طریقہ پر پوری پوری ہمت صرف کرنے کا حکم تھا اور تعمیرات کے سلسلہ میں کوئی خاص حکم نہ دیا گیا تھا، بجز اس کے کہ آپ بوقت ضرورت اہل وعیال کے لیے ایک مکان سفید زمین پر لنگر کے خرچ سے تعمیر کرا سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے زندگی کے آخری دور میں دو کمروں اور ایک کشادہ صحن پر مشتمل صرف ایک رہائشی مکان تعمیر کرایا جس میں آپ بمشکل سال بھر اہل وعیال کے ساتھ مقیم رہے۔ ذخیرہ کتب میں اضافہ کے پیش نظر ایک وسیع عمارت کتب خانہ کے لیے مسجد کی شرقی جانب تعمیر کرانے کا خیال ظاہر فرمایا کرتے تھے لیکن اس کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ہی آپ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے۔

دینی امور میں رسوخ اور پختگی

فرائض کے علاوہ مسنون اور مستحب امور کا اہتمام فرمانے میں بھی آپ پوری جدوجہد فرماتے تھے۔ اذان نماز کے مستحب اوقات ازروئے فقہ حنفی معلوم کرنے کے لیے بڑے اہتمام سے دھوپ گھڑی بنوا کر مسجد کے حاشیہ پر لگا رکھی تھی۔ ہر روز بلا ناغہ بوقت زوال اپنی جیبی گھڑی کو درست کرلیا کرتے تھے۔

لباس میں سنت کا اہتمام اس قدر تھا کہ اسے حضرت والا کی کرامت ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ آپ کا جسم مبارک ذرا بھاری بھرکم تھا اور قوی الجثہ آدمی کا تہبند عموماً سرک کر ٹخنوں سے نیچے ہوجایا کرتا ہے مگر کسی وقت بھی آپ کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تو درکنار اس کے متصل بھی دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ ہمیشہ چار پانچ انگشت اونچا ہی رہتا تھا۔ اتباع شریعت اور پیروی سنت کے اہتمام میں اس قدر سرگرم تھے کہ مسجد میں آنے یا نکلنے والے کا قدم اگر بے خیالی میں سنت کے خلاف پڑتا تو بلا کر

اسے نرمی سے سمجھاتے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے۔

بعض مستحسن امور کی رعایت

جن امور کے مسنون ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے اگر مسلک فقہی میں اس کی صریح ممانعت نہیں ہے تو ان کی رعایت مستحسن سمجھتے تھے، چنانچہ فجر کی سنتوں کے بعد چند منٹ کے لیے لیٹ جایا کرتے تھے لیکن اس کا التزام نہ فرماتے تھے، اس طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ پڑھنے کو مستحسن سمجھتے تھے۔ گو فرائض کی جماعت میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ پر اکتفا فرماتے۔ سنن ونوافل میں پوری دعا پڑھتے تھے کیونکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ پڑھنا واجب ہے۔ نماز وتر کے بعد ۳ بار سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس دو بار آہستہ اور تیسری بار قدرے بلند آواز سے قُــدُّوْس کی واؤ کو دراز کر کے پڑھتے کہ یہ مسنون ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے دیوبند میں متولی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نگران تقسیم طعام کو اس سنت پر عمل کرتے دیکھا ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد سورۂ الم السجدہ پڑھنے کا معمول

حضرت قاضی شمس الدین صاحب ہری پور والے آپ کے خلیفہ مجاز فرماتے تھے کہ حضرت اقدس کو ایک سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا۔ وجہ معلوم نہ تھی۔ ایک روز پوچھ ہی لیا کہ آپ یہ ایک سجدہ روزانہ کیسا ادا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ سب ساتھیوں کو بتا دو کہ سورہ الم سجدہ پڑھا کرتا ہوں تا کہ یونہی میری اقتدا میں کہیں دیکھنے والے محض اپنی قیاس آرائی سے سجدہ شکر سمجھ کر اس کا اہتمام کرنے لگیں۔ رمضان المبارک آخر شب وتروں کے بعد اس سورۃ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس کا وقت تبدیل فرما دیا تا کہ لوگوں کو سجدہ شکر کا گمان ہی نہ ہو۔

فرض نماز کے بعد خصوصی دعا

ہر فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر پیچھے کی طرف پھیرا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت قاضی صاحب موصوف نے ایک روز عرض کیا کہ آپ نماز کے بعد سر پر ہاتھ کیوں پھیرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کتب خانہ سے حصن حصین لاؤ حضرت قاضی صاحب لے آئے، آپ نے کتاب کھولی اور حدیث نکال کر دکھائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرض نمازوں کے بعد اسی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ٥ ترجمہ: اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اے میرے رب میرے غم و فکر دور فرمایئے۔

مسلک فقہی میں اعتدال

رفع یدین اور آمین بالجہر کے بارے میں بھی اعتدال پر گامزن تھے۔ خود نہ کرتے تھے مگر کرنے والوں کو منع بھی نہ فرماتے بلکہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں مولانا محمد عمر بستوی مقیم راولپنڈی نے بیعت کے بعد جب اپنے مسلک اہل حدیث کے تحت عرض کیا کہ میں نے مدارس احناف میں فقہ حنفی پڑھی ہے۔ مجھے فریقین کے دلائل بھی معلوم ہیں لیکن میری طبیعت امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے بغیر نہیں مانتی۔ اس پر حضرت اقدس نے انہیں اجازت دے دی کہ آپ پڑھ لیا کریں، اس لیے کہ بعض ائمہ کا مسلک قرأت خلف الامام ہے۔ چنانچہ انہوں نے دوسری نماز میں حضرت اقدس کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کیا مگر مولانا موصوف کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہزار کوشش کے باوجود بھی نہ پڑھ سکے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے زبان پر قفل لگ گیا ہے۔ حضرت اقدس نے اس انداز سے مولانا کو لاشعوری طور پر تقلید پر آمادہ کرلیا اور وہ اس تصرف و کرامت کو دیکھ کر مسلک حنفی کی حقانیت پر مطمئن ہوگئے،

چنانچہ پھر پڑھنے کا کبھی ارادہ نہ کیا۔ سبحان اللہ، کیا انداز تعلیم وتربیت تھا جس سے فکر وعمل میں انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔

تعلیم وتربیت کا عمدہ طریقہ

حضرت قاضی صاحب موصوف اپنا واقعہ فرماتے ہیں کہ عرصہ دراز تک دینی تعلیم میں مشغول رہا جب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوکر خانقاہ شریف قیام کیا تو میں ایک مرتبہ وضو کررہا تھا کہ حضرت اقدس نے اچانک مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھ لیا، میں اپنی عادت کے مطابق بیٹھ کر وضو کرتا تھا اور پاؤں اکثر کھڑے ہوکر دھوتا تھا وہ اس طرح کہ ٹوٹی یا لوٹے کا پانی پاؤں پر بہادیتا تھا جب میں وضو کرکے آیا تو حضرت اقدس نے مجھے ایک خالی گلاس دیا اور فرمایا قاضی صاحب اس گلاس کو دھولاؤ، میں نے ریت ڈال کر اچھی طرح مل کر گلاس کو دھو کر پیش کیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ قاضی صاحب اس گلاس کو کھنگال لاؤ، میں نے دومرتبہ پانی ڈال کر ہلا کر پانی گرادیا اور گلاس پیش خدمت کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ترجمہ: اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھولو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔ فرمایا کہ اعضاء وضو دھونے کا حکم ہے کھنگالنے کا نہیں، ہاتھ منہ اور پاؤں مل کر دھونے چاہئیں۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا احساس ہوا کہ جیسے یہ آیت میں نے آج ہی سنی ہو کتنے عمدہ اور پیارے طریقہ سے وضو کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا۔

قرآن پاک کے حافظوں کے لیے ارشاد

ایک روز ارشاد فرمایا کہ اگر حافظ قرآن ایک سال تک متواتر دس پارے روزانہ پڑھ لیا کرے تو زندگی بھر قرآن نہیں بھولتا۔

طریقہ ایصالِ ثواب

حضرت اعلیٰ قدس سرہ کے وصال شریف کے ایک سال پورا ہونے پر بعض باا ثر اصحاب نے اصرار کیا کہ سالانہ ختم کیا جائے۔ حضرت اقدس جانتے تھے کہ یہ پروگرام آئندہ سالانہ عرس کی حیثیت اختیار کر لے گا۔ اس لیے آپ نے انکار فرما دیا لیکن جب تقاضا کرنے والوں کا اصرار بڑھ گیا تو تین شرطوں کے ساتھ اجازت دے دی۔ (ا) کسی اخبار یا اشتہار سے اعلان نہ کیا جائے۔ (ب) صرف مرد شریک ہوں، عورتیں اور بچے ہرگز نہ آئیں۔ (ج) ختم قرآن شریف دعا اور فاتحہ پر اکتفا کیا جائے۔ یہ شرطیں مان لی گئیں۔ شرط اول اور سوم پر تو عمل ہوا لیکن دوسری شرط پر عمل نہ کیا جا سکا۔ عورتیں اور بچے بھی آ گئے۔ جس کی وجہ سے نظام لنگر میں بے انتظامی ہوئی، ادھر بچوں نے کھیتوں سے گدرائے ہوئے چنے بکثرت توڑ لیے۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے اسی مجمع میں اعلان کر دیا کہ اس سال لوگوں کے اصرار پر مشروطاً اجازت دی گئی تھی مگر دوسری شرط پوری نہیں کی گئی، عورتیں اور بچے بھی آ گئے ہیں اور انہوں نے کھیتوں کو اجاڑ ڈالا ہے۔ حقوق العباد کا یہ اتلاف کون اپنے سر لینے کے لیے تیار ہے۔ لہٰذا فقیر ابھی اعلان کرتا ہے کہ آئندہ سال کسی قسم کا اجتماع نہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد سالانہ ختم کا اہتمام بھی موقوف ہو گیا۔ متوسلین میں سے جس کا جی چاہتا ہے بطور خود فاتحہ خوانی کے لیے آ جاتا ہے اور فاتحہ پڑھ کر چلا جاتا ہے، کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہوتی اور یہی طریقہ آج تک رائج ہے جس سے دائمی ایصالِ ثواب کا سلسلہ خاموشی کے ساتھ ہر لمحہ جاری ہے۔

کشاں کشاں لیے چلنا

حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب تحفہ سعدیہ میں اپنا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ اوائل میں کچھ یوں محسوس ہوتا تھا کہ بے اختیار کھنچا چلا جا رہا ہوں، اس کیفیت کے بیان سے عاجز تھا اور آپ سے دریافت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ ایک روز حضرت

اقدس نے خود ہی فرمایا کہ ہمیں حضرت اعلیٰ کی خدمت میں رہتے ہوئے کسی حال کا ادراک نہ ہوتا تھا، البتہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ہمیں کشاں کشاں لیے جا رہے ہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ سن کر تصدیق حال کے ساتھ اس کا پیرایہ بیان بھی معلوم ہو گیا اور بے حد اطمینان نصیب ہوا۔ حضرت اقدس کے کشف احوال پر حیرت زدہ ہو کر رہ گیا اور زبان پر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر آ گیا:

رشتہء در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ترجمہ: محبوب نے میری گردن میں زنجیر ڈال دی جدھر اس کا جی چاہے لے جائے۔

کبھی کبھی نصیحت کے طور پر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مرید کو شیخ کے ہاتھ میں کالمیت فی یدالغسال ترجمہ: جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں اور فرمایا کہ مثل نابینا بدست قائد بنے رہنا چاہیے۔

تمام بدن کا سننا

حضرت اقدس کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے قرأت کے ہر لفظ پر تمام بدن میں سنسناہٹ اور کیفیت سماعت محسوس ہوتی تھی، اس حال کو بیان کرنے کے لیے الفاظ نہ ملے اس لیے عرض خدمت نہ کر سکا، جب تسبیح خانہ میں بوقت دوپہر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت اقدس نے بطرز سابق راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) کے حالات کی تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت اعلیٰ کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے بعض اوقات یوں محسوس ہوتا تھا کہ تمام بدن سن رہا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت اقدس کے متوسلین میں سے ہر شخص کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ہر حال کو حضرت اقدس کی کرامت تصور کرتا تھا اور یہ بلا شبہ ایک حقیقت تھی۔ اس

تصور کے تحت راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ کیا شیخ کو اپنی کرامات اور سالک کی ہر حالت وکیفیت کا علم ہوتا ہے۔ فرمایا کوئی ضروری نہیں، ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ اس کے بعد کچھ غلط فہمی سی پیدا ہوگئی کہ شاید آپ میرے بعض واردات اوران سے رونما ہونے والے فوائد سے آگاہ نہیں، چنانچہ ان امور میں حضرت اقدس سے مراسلت کیا کرتا تھا، اسی اثنا میں حضرت اقدس لاہور تشریف لائے اور لاہور سے ماسٹر محمد شادی خان صاحب کی استدعا پر گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ راقم الحروف نے بھی ہمراہ چلنے کی اجازت حاصل کرلی۔ حضرت اقدس ماسٹر صاحب موصوف کے مکان پر تشریف فرما ہوئے، نیازمند بھی قریب بیٹھ گیا۔ اس وقت ارشاد فرمایا کہ بسا اوقات سالک کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید اس کے بعض احوال سے شیخ آشنا نہیں، یہ خیال درست نہیں، یہ سن کر بندہ نے عرض کیا کہ حضرت گوجرانوالہ آنا میرے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ فرمایا وہ کیسے؟ عرض کیا کہ حضور والا کے اس ارشاد سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہوگئی، یہ سن کر حضرت اقدس مسکرادیئے اور خاموش ہوگئے۔ عارف رومی نے اس مقام پر بجا ارشاد فرمایا ہے:

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے شیخ کامل کو اس کے زیرتربیت مریدوں کے جمیع احوال وکیفیات کا ادراک بھی عطا کردیتا ہے۔ حضرت اقدس نے ''نہیں بھی ہوتا ہے کہ'' الفاظ سے جو نفی فرمائی ہے وہ اصول طریقت کے تحت ہے وگرنہ مرید کی جمیع کیفیات شیخ کامل کے انوار وبرکات کا ہی پرتو ہوتی ہیں۔ البتہ ان کوائف سے آگاہی صرف صاحب ادراک شیخ کو ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ احمد دبنی کے نام مکتوب نمبر ۱۶ دفتر سوم میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

ایک خواب اور اس کی تعبیر

راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی) نے بیعت ہونے سے چند روز بعد خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع کمرہ ہے جس میں فرش بچھا ہوا ہے اور چاروں طرف دیواروں کے ساتھ اولیائے عصر حلقہ باندھے بیٹھے ہیں، درمیان میں ایک بڑا تخت ہے۔ اس پر ایک مرصع ومزین نہایت خوشنما چوکی ہے جس پر حضرت اقدس جلوہ افروز ہیں، احقر دروازہ سے داخل ہوا۔ گرد وپیش بیٹھے ہوئے اولیاء کرام کی طرف بالکل توجہ نہیں کی اور سیدھا جا کر حضرت اقدس کی پشت کی جانب کھڑا ہوگیا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ سبحان اللہ اخفائے حال کی کیا شان تھی کہ صرف اتنے حصہ کی تعبیر دی جو نیاز مند سے متعلق تھا، تحریر فرمایا کہ خواب نیک ہے جو قوت رابطہ پر دلالت کرتا ہے، آپ دوسروں کی طرف توجہ دیئے بغیر سیدھے اپنے شیخ کے پیچھے آگئے۔ حضرت اقدس نے ادنیٰ سا اشارہ بھی اپنے رتبہ ومقام کی طرف نہ فرمایا۔ اب دل میں خواب کے بقیہ حصہ کی تعبیر خود بخود آگئی ہے کہ حضرت اقدس ماشاء اللہ اپنے عہد کے قطب الارشاد تھے، تمام اولیائے زمانہ آپ کے گرد مثل ہالہ قمر جمع ہو کر آپ کے انوار فیض سے مستفیض ہو رہے تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آپ کے تصرفات اور کرامات

حضرت اقدس کے ایک مخلص خادم صوفی محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ جنگ عظیم کے زمانہ میں ریاست نابھہ میں ٹرانسپورٹر تھے۔ پولیس کے ہندو سکھ اہلکاروں نے ان پر پٹرول کے سلسلہ میں ڈیفنس رولز کے تحت ناحق مقدمہ قائم کر دیا اور لدھیانہ میں ایک سخت مزاج سکھ مجسٹریٹ کی عدالت میں ان کی پیشی مقرر ہوگئی۔ صوفی صاحب نے پریشانی کے باوجود مقدمہ کو دنیوی معاملہ سمجھتے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں زبانی یا تحریری طور پر اس کا کوئی تذکرہ نہ کیا۔ اتفاق سے انہی دنوں

حضرت اقدس خانقاہ شریف سے اپنے وطن سلیم پور لدھیانہ تشریف لے گئے، صوفی صاحب موصوف اور ماسٹر محمد شادی خاں صاحب بھی آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر حاضر ہو گئے، اسی اثنا میں صوفی صاحب کے مقدمہ کی تاریخ آ گئی، انہوں نے بپاس ادب ماسٹر صاحب کی وساطت سے حضرت اقدسؒ سے رخصت مانگی، آپ نے فرمایا خلاف معمول ہماری روانگی سے قبل کیوں جانا چاہتے ہیں اس پر ماسٹر صاحب نے مقدمہ کی صورت حال عرض کر دی، مقدمہ کا ذکر سنا تو حضرت اقدس نے صوفی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم بھی عجیب آدمی ہو اس معاملہ کا ذکر اب تک ہم سے کیوں نہیں کیا۔ صوفی صاحب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا، حضور سے غلام کا تعلق محض اللہ کے لیے ہے، اس لیے دنیوی معاملہ کا تذکرہ کچھ مستحسن نظر نہ آیا، یہ سن کر حضرت اقدس نے قدرے سکوت اختیار کیا اور پھر صوفی صاحب سے فرمایا جاؤ بے فکر رہو کچھ نہیں ہوگا۔

تاریخ پیشی پر صوفی صاحب عدالت میں پہنچے، ان کے مقدمہ سے پہلے اس قسم کے جتنے مقدمات پیش ہوئے، مجسٹریٹ نے سب میں مختلف جرمانوں کی سزا سنائی لیکن جب صوفی صاحب کی باری آئی تو مجسٹریٹ نے کاغذات مقدمہ پر ایک سرسری نظر ڈال کر حکم سنایا کہ صوفی محمد صادق کو بری کیا جاتا ہے۔ ہر چند سرکاری وکیل نے مجسٹریٹ کی توجہ بار بار مقدمہ کی سنگینی کی طرف دلائی مگر مجسٹریٹ نے بار بار یہی کہا کہ محمد صادق کو بری کر چکا ہوں بس یہی آخری فیصلہ ہے۔ غرض حضرت اقدس کی دعا و تصرفات کے نتیجہ میں صوفی صاحب کامیاب و کامران لدھیانہ سے واپس آئے، ضبط شدہ پٹرول بھی انہیں واپس مل گیا اور زیرِ ضمانت ڈرائیور نے بھی اس ابتلا سے نجات پائی، پیر رومی کا یہ شعر اس واقعہ کی موزوں تعبیر ہے:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ترجمہ: ان کا کہنا اللہ کا کہنا ہے، اگرچہ اللہ کے بندے کے منہ سے نکلے۔

حکیم حاجی ذوالفقار احمد صاحب باگڑ سرگانہ ضلع ملتان حضرت کے خصوصی ارادت مندوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ صوفی احمد یار صاحب (بھلوال ضلع سرگودھا) کے لڑکے کی شادی پر حضرت اقدس کے ہمراہ بندہ اور حاجی گل محمد باگڑ سرگانہ تھے، ایسا سماں تھا کہ بادلوں کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، شادی کے انتظام کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی، سب پریشان حال تھے، بندہ عاجز نے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ تصرف خاص اور دعائے خصوصی فرمائیں کہ یہ شادی بطریق احسن تکمیل کو پہنچے کہ حاسد لوگ وغیرہ سے متعلقہ لوگ زبان درازی کا نشانہ نہ بنیں کہ ان کے پیر صاحب آئے اور خوب شادی ہوئی۔ عرض کرتے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانی سے آناً فاناً بادل رہا نہ بارش اور سب کام کاج نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ (۲) اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ برادری میں فرقہ بندی اور عداوتیں ہوتی ہیں۔ بندہ کے لڑکوں اور بھانجوں کے خلاف ناحق عداوت کی بنا پر تھانے میں پرچہ کرایا گیا، دفعات وتعزیرات نہایت شدید اور ناقابل ضمانت مثلاً ڈاکہ وغیرہ لگوائی گئیں، بندہ نے فوراً خانقاہ شریف حاضر خدمت ہو کر واقعہ عرض کیا، فرمایا فکر نہ کرو کوئی بات نہیں تم میرے پاس رہو حسب فرمان بادل ناخواستہ بندہ وہیں رہا مگر ذہن بچوں کی طرف رہا، دوسرے دن ارشاد فرمایا ''جانا چاہو تو جاؤ کوئی فکر کی بات نہیں''، بندہ واپس گھر آیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانی اور تصرف حضور سے ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ پرچہ خارج ہو گیا۔

حاجی گل محمد صاحب باگڑ سرگانہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے کا بہت موقع عطا فرمایا۔ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ بندہ مانسہرہ میں قبلہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ میرے والد مرحوم کی چٹھی میرے نام گئی کہ دریائے راوی میں سیلاب طوفان کی طرح آرہا ہے اور پانی کا رخ ہمارے رقبہ کی طرف ہے، اگر آجاؤ تو مدافعت کا سامان کرلیں۔ چٹھی حضور والا کی خدمت میں پیش کردی۔ آپ نے فرمایا کہ جانا ہے یا یہیں پانی رکوانا ہے اور فرمایا فکر نہ کرو، تمہارا

کوئی نقصان اللہ کے فضل سے نہ ہوگا، حسب فرمان بندہ حضرت اقدس کی خدمت میں ہی رہا جب گھر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ جو پانی زحمت کی شکل میں آیا تھا وہ ہماری فصلوں کو سیراب کرتا ہوا فوراً ہی گذر گیا اور ہمارے لیے باعث رحمت ہوا۔ یہ کرامت وتوجہ حضور کی تھی جس کے باعث اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زحمت کو رحمت میں بدل دیا۔ بندہ راقم الحروف (حافظ نذیر احمد عفی عنہ) کی عمر جب پاکستان بنا ۱۲ سال کی تھی، ڈیڑھ سال بعد والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹۵۲ء میں حضرت اقدس سے گوجرانوالہ میں بیعت ہوا۔ بچپن کا زمانہ تھا، کاروباری حالت اچھی نہ تھی۔ ان حالات میں کوئی رشتہ دار بھی کام نہیں آتا، حضرت اقدس سے تعلق ہونے سے الحمدللہ بہت ہی سہارا نصیب ہوا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بے حساب شفقت فرماتے تھے، ہر معاملہ میں حضرت والا سے راہنمائی ملتی تھی۔ اس زمانہ میں کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اچانک کوئی پریشانی آ گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ ہے جو سر پر آ پڑا ہے ٹل نہیں سکتا۔ ایک پوسٹ کارڈ لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا، لیٹر بکس میں ڈالا، ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مہربانی سے وہ پریشانی کا پہاڑ بادلوں کی طرح اڑا دیا، بارہا ایسا ہوا۔

خانقاہ شریف جانے کے لیے کسی کا انتظار نہیں کرنا چاہیے

الحمدللہ بار بار خانقاہ شریف کی حاضری ہوتی تھی، ایک بار حاضر ہوا کچھ ساتھیوں کو ساتھ لے جانے کی وجہ سے گوجرانوالہ لیٹ ہوگیا، حضرت اقدس نے احوال دریافت فرمایا اور پھر اپنا واقعہ فرمایا کہ جب دارالعلوم دیوبند پڑھتے تھے، ایک مرتبہ جمعہ کی چھٹی تھی، چند طلبا کے ہمراہ باہر سیر کے لیے گئے، ایک باغ میں چلے گئے، ایک ساتھی درخت پر چڑھ گیا، اتنے میں مالی نے آواز دی تو اسی وقت سب لڑکے بھاگے، وہاں باغ کے اردگرد کانٹے دار جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں، ان جھاڑیوں میں ہماری چادریں پھنس گئیں، اب اگر چادریں چھڑائیں تو مالی پکڑ کے مارے تو

اسی طرح بھاگے، جھاڑیاں بھی ساتھ ہی بھاگتے بھاگتے خود بخود چادروں سے علیحدہ ہوگئیں تو فرمایا کہ اسی طرح جب انسان کسی نیک کام کے لیے چلتا ہے تو شیطان طرح طرح کی پریشانیاں سامنے لاتا ہے۔ بچہ بیمار ہے، فلاں کام ہے، فلاں کام ہے تو اگر ان سے فارغ ہونے میں لگ جائے تو پھر شیطان کے پنجے میں پھنس گیا پھر نہیں آسکتا تو چاہیے کہ جب بھی خانقاہ شریف آنے کا ارادہ ہو سب کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کر کے چلے آئے، انشاء اللہ کبھی بھی نقصان نہ ہوگا بلکہ تمام کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانی سے موجودگی سے بہتر ہوں گے۔ اس ارشاد پر عمل کیا۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر اپنی خاص مدد فرمائی والحمدللہ علیٰ ذالک۔

پریشانیوں سے گھبرانا نہیں چاہیے

ایک مرتبہ کسی پریشانی کی وجہ سے بہت ہی شکستہ دلی کا اظہار کیا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یوں یوں کرنے سے کیا ہوتا ہے، تگڑے ہو کے رہنا چاہیے جو پریشانی مصیبت بیماری آئی ہے اللہ کی طرف سے اس کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ہی جائے گی، خواہ مخواہ پریشان ہو کر اس مصیبت کو اور دگنا کر لینا ہے۔ گھبرانا نہیں چاہیے۔ اس فرمان سے طبیعت سے غم دور ہو گیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مہربانی سے وہ پریشانی بھی فوراً ہی ختم فرمادی۔ الحمدللہ

اصل سکون واطمینان جنت میں نصیب ہوگا، دنیا پریشانیوں کا گھر ہے

حضرت ماسٹر محمد شادی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنا واقعہ ذکر فرمایا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں خانقاہ پاک حاضر ہوا، علیحدگی کا وقت ملنے پر اپنی پریشانیوں کا ذکر کرتا رہا، یہ تکلیف ہے، یہ پریشانی ہے، حضرت اقدس تمام باتیں خاموشی سے سنتے رہے، جب میں تمام تعروضات عرض کر کے فارغ ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ ماسٹر جی وہ پیٹی اٹھا کر لاؤ، کمرہ میں ایک طرف پڑی ہوئی وہ پیٹی لا کر حضرت اقدس کے سامنے رکھ دی، اس پیٹی میں وہ تمام خطوط رکھے

جاتے ہیں جو ساتھیوں کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں آتے ہیں۔ فرمایا کہ ماسٹر جی ان میں سے آپ جو بھی خط اٹھائیں سب میں یہ لکھا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے یہ پریشانی ہے فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح سے شام تک ایسے خطوط پڑھتا رہے اس کا اپنا کیا حال ہوگا، فرمایا ماسٹر جی یہ دنیا تو مصیبتوں اور پریشانیوں کا گھر ہے، اصل سکون و اطمینان تو جنت میں ہی نصیب ہوگا۔

ولادت فرزند پر آپ کے تاثرات

حضرت اعلیٰ قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد حضرت اقدس مستقل طور پر خانقاہ شریف میں قیام پذیر ہوئے، آپ کے اہل وعیال، والدین اور دیگر عزیز و اقارب وطن مالوف موضع سلیم پور سدھواں ضلع لدھیانہ اقامت گزیں تھے۔ جانشینی کا منصب سنبھالنے کے بعد بھی جب تک والدین بقید حیات رہے آپ نے اپنے اہل وعیال کو خانقاہ شریف نہیں بلایا۔ سال ڈیڑھ سال کے بعد صرف چند روز کے لیے وطن تشریف لے جایا کرتے تھے۔ صوفی محمد صادق کا بیان ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت اقدس کو فرزند عطا فرمایا تو آپ کو بذریعہ تار صاحبزادہ کی ولادت کی اطلاع ملی، اس خوشخبری کی اطلاع پا کر حضرت اقدس پر خوف وخشیت کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور تادیر اشکبار رہے۔ آپ کی گریہ زاری سے تمام اہل مجلس بھی متاثر ہوئے، بعد ازاں ایک لمبا سانس لیا اور فرمایا کہ گھر سے لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ بے شک اولاد خدائے تعالیٰ کی ایک نعمت ہے مگر بعض اوقات ابتلائے سخت کا موجب بن جاتی ہے بلکہ والدین کی عاقبت بھی برباد کر دیتی ہے، سب ساتھی دعا کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نومولود کو سعادت مند بنائے، کسی امتحان و ابتلا کا موجب نہ ہو۔ حضرت مائی صاحبہ (اہلیہ محترمہ قبلہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ) رحمۃ اللہ علیہا کو اطلاع ہوئی تو بہت مسرور و شادماں ہو کر آمد و رفت کا کرایہ عنایت فرمایا اور وطن جانے کی تاکید کی، حضرت

اقدس کے وطن تشریف لے جانے کی خبر سن کر باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کے بعض متوسلین جن میں حضرت میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے، حضرت اقدس کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرنے کے لیے آپ سے لاہور آ ملے، پھر تمام رفقاء کی معیت میں آپ سلیم پور رونق افروز ہوئے، بچے کا نام محمد عابد تجویز فرمایا اور سنت عقیقہ ادا فرمائی، بنفس نفیس گوشت کا لذیذ سالن تیار کیا اور اصحاب واحباب کو خود کھلاتے رہے، سبحان اللہ، آپ صحیفہ داؤدی کے اس حکم اذا رایت لی طالبا فکن لہ خادما ترجمہ: زبور میں حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو حکم ملا تھا کہ اے داؤد جب تمہیں کوئی طلبگار ملے تو تم اس کے خدمتگار بن جاؤ، کا عملی نمونہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے روابط

ایک دفعہ حضرت اقدس اپنے رفقاء کے ساتھ سرہند شریف سے دہلی تشریف لے جا رہے تھے، قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔ راستہ میں خواجہ محمد صادق کشمیری کی دعوت پر ایک روز انبالہ قیام فرمایا۔ حسن اتفاق کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی انبالہ تشریف فرما تھے ان سے ملاقات ہوئی تو آپ نے حضرت رائے پوری سے حضرت مولانا خان محمد صاحب کا تعارف کرایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ انہیں کوئی نصیحت فرما دیجئے یہ سن کر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے روئے سخن حضرت مولانا خان محمد (صاحب مدظلہ العالی) کو فرمایا کہ فقیر آپ کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ جی کرے یا نہ کرے حضرت مولانا محمد عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے چمٹے رہنا۔ ایک مرتبہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ تشریف لائے' نماز عصر کے بعد حضرت اعلیٰ کے مزار مبارک پر تا دیر مراقب رہے یہاں تک کہ مغرب کا وقت قریب آ گیا مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے یہ ارشاد فرمایا کہ مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا وگرنہ اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ مغرب کے بعد تسبیح خانہ میں مجلس منعقد ہوئی

آپ نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مسند پر بیٹھنے کے لیے کہا مگر حضرت رائے پوری باوجود اصرار مسند کے ایک گوشہ پر تشریف فرما ہوئے اور دوسرے گوشہ پر آپ بیٹھ گئے دوران گفتگو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تفصیلات کے بارے میں استفسار فرمایا جس پر آپ نے ولایات ثلاثہ کمالات ثلاثہ اور دیگر حقائق و مقامات کی مختصر توضیح فرمائی۔ اسی اثناء میں حکیم محمد مظہر صاحب پر ایسا والہانہ جذب طاری ہوا کہ وہ عالم بے اختیاری میں بلند آواز سے اللّٰہ اللّٰہ پکارنے لگے۔ آپ نے کسی خادم سے فرمایا کہ انہیں باہر لے جاؤ۔ اس پر حضرت رائے پوری نے فرمایا' مولانا کوئی بات نہیں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ بعد ازاں حضرت رائے پوری نے اپنے خدام سے فرمایا دیکھو تربیت اسے کہتے ہیں کہ شیخ کی ہیبت تمام مریدوں پر چھائی ہوئی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے کام میں مشغول ہے۔

کمال کسے کہتے ہیں

حضرت رائے پوری سے آپ کا رابطہ جانی اس قدر مستحکم تھا کہ اگر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف سے قریب کسی جگہ قیام فرما ہوتے تو آپ ان سے ملنے کے لیے ضرور وہاں تشریف لے جاتے تھے اسی قسم کی ایک ملاقات کے دوران حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام کو کمرہ سے باہر چلے جانے کا اشارہ فرمایا' چنانچہ دونوں حضرات کے درمیان خلوت میں فقر و درویشی کے بعض اسرار و رموز پر گفتگو ہوتی رہی جن میں ایک بات یہ بھی تھی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت کیا فرمایا کہ مولانا کمال کسے کہتے ہیں۔ ہمیں اس راہ میں تگو دو کرتے ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے مگر کمال کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' حضرت بس یہی کمال ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دریں طریق کمال در بے کمالی است و حاصل در بے حاصلی

مزار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مشاہدہ

سیّد گل حسن شاہ صاحب ساکن کوٹلہ ارب علی خان ضلع گجرات حضرت اعلیٰ سے اوران کے بعد حضرت اقدس سے وابستہ رہے ایران کی ایک پٹرولیم کمپنی میں ملازم تھے ایک مدت تک ملازمت کرنے کے بعد گھر چلے آئے لیکن جب وطن میں کسب معاش کی کوئی مناسب وموزوں صورت نظر نہ آئی تو پھر سابقہ ملازمت دوبارہ اختیار کرنے کے لیے حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے' ایک مرتبہ حضرت اقدس نے سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کا پروگرام بنایا تو شاہ صاحب موصوف کو بھی وہاں پہنچنے کے لیے گرامی نامہ تحریر فرمایا۔ شاہ صاحب اپنے قصبہ سے صوفی عبدالجلیل صاحب کے ہمراہ جو حضرت اعلیٰ کے مرید اور صاحب کشف درویش تھے' آپ کی خدمت میں سرہند شریف پہنچ گئے' دوران قیام ایک روز حضرت اقدس ارادت مندان سلسلہ کے ساتھ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مراقب ہوئے' اثنائے مراقبہ صوفی عبدالجلیل صاحب نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحریر حضرت اقدس کو عنایت فرمائی جس میں یہ درج تھا کہ اگر سیّد گل حسن شاہ ملازمت کے لیے دوبارہ ایران گئے تو اس میں انہیں بہت سے مصائب وآلام پیش آئیں گے حتیٰ کہ ان کی جان کا بھی خطرہ ہے۔

مراقبہ سے فراغت کے بعد حضرت اقدس اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے اور احباب سے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں سراسر خاموشی اور سکوت ہے۔ کوئی ہاؤ ہو نہیں اس گفتگو کے دوران حضرت اقدس نے فرمایا کہ ساتھیوں میں سے اگر کسی نے کوئی بات دیکھی ہو تو وہ بیان کرے اس ارشاد پر صوفی عبدالجلیل صاحب نے مذکورہ بالا مشاہدہ عرض کیا' حضرت اقدس نے فرمایا کہ اپنے مشاہدہ سے شاہ صاحب کو بھی آگاہ کر دیں۔ چنانچہ شاہ صاحب موصوف نے اسے سننے کے بعد عرض کیا کہ حضور

اب مجھے ملازمت نہیں چاہیے بس آپ دعا فرمائیں کہ میری عاقبت بالخیر ہو جائے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تعلق

ایک مرتبہ حضرت اقدس لاہور تشریف لائے صوفی محمد اسلم صاحب جو حضرت اقدس کے مریدوں میں صاحب کشف بزرگ ہیں حضرت اقدس کی زیارت کے لیے آئے۔ دوران قیام صوفی صاحب موصوف حضرت سیّد مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ اثنائے مراقبہ انہیں حضرت داتا صاحب کی زیارت ہوئی' آپ نے انہیں بے کران الطاف وعنایات سے نوازا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ کے شیخ لاہور آیا کرتے ہیں۔ ان سے کہنا کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں واپس آ کر صوفی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے وہ تمام مشاہدات بیان کیے جو حضرت داتا صاحب کے مزار مبارک پر پیش آئے تھے مگر ان کا خصوصی پیغام ذہن سے اتر گیا۔ اگلے روز حضرت اقدس نے صوفی صاحب سے فرمایا کہ آپ حضرت داتا صاحب کے مزار پر گئے تھے مگر کوئی خاص بات بیان کرنا بھول گئے' اس پر صوفی صاحب نے عرض کیا افسوس کہ مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت داتا صاحب نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اپنے شیخ سے کہنا کہ کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے فرمایا اب آپ حضرت داتا صاحب کے مزار مبارک پر جا کر اپنی فروگزاشت کی معذرت کریں۔ باقی میں ان سے مل آیا ہوں۔

آپ کی نظر میں سلوک کا ماحصل

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ارشاد الطالبین میں اثبات ولایت کے باب میں کشف وکرامات کو دلیل پنجم قرار دیا ہے لہٰذا اگر صاحب کرامت ورع وتقویٰ سے آراستہ ہو تو کرامت سحر و استدراج کے دائرے سے نکل کر اس کی ولایت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اگرچہ حضرت اقدس سے کرامات کا ظہور بکثرت ہوا کرتا تھا اور کرامات الاولیاء حق کے پیش نظر

اس کے ذکر و بیان میں کچھ حرج نہیں لیکن آپ کشف و کرامات کو کوئی خاص اہمیت نہ دیا کرتے تھے اور اس کے اظہار کو بھی ناپسند فرمایا کرتے تھے اس بناء پر بے شمار واقعات کا علم ہونے کے باوجود تحریر نہیں کیے صرف بطور مشتے نمونہ از خروارے چند ایک واقعات کا ذکر بر سبیل تذکرہ آ گیا ہے۔ حضرت اقدس کی نظر میں تخلق باخلاق اللہ اخلاق وتقویٰ قلب و روح کا تزکیہ و تصفیہ حضور دائم دوام ذکر اور قول و فعل میں شریعت مطہرہ کا کامل اتباع قابل قدر تھا' خود آپ کی ساری زندگی گفتار و کردار کے اعتبار سے ایک مثالی نمونہ تھی جس میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اسوہ حسنہ کی پوری جھلک نظر آتی تھی چلتے وقت بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی رفتار مبارک کا عکس آپ کی چال سے نمایاں تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آپ ڈھلوان زمین پر چل رہے ہیں۔ حافظ امان اللہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ عمر بھر صاحب نصاب نہ ہوئے۔ زندگی میں کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا جو سر بسر شریعت نہ ہو۔ اصلاح و تربیت کا انداز نہایت نرالا اور پاکیزہ تھا۔

تحفظ ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت و ناموس کو عقیدہ ختم نبوت کی اساس سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ اس عقیدہ کو ایمان کا موقوف علیہ تصور فرماتے ہوئے اس کے تحفظ کے سلسلہ کو حرز جان کی طرح اولین اہمیت دیتے تھے۔ ختم نبوت کے منکروں' اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلات کرنے والوں اور جھوٹی نبوت کے قائلین کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن گردانتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک تحفظ ختم نبوت ابھری تو آپ نے اس کی پوری پشت پناہی فرمائی۔ موجودہ سجادہ نشین قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم العالی کو برملا اعلان حق کرنے اور میانوالی میں اجلاس منعقد کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت قبلہ تعمیل

ارشاد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر قید و بند کی صعوبتوں سے بے نیاز ہو کر میانوالی تشریف لے گئے اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔

حالات وصال شریف

حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب نے حالاتِ وصال شریف تحفہ سعدیہ میں اس طرح قلمبند فرمائے ہیں۔ حضرت اقدس نے دوبارہ حج بیت اللہ شریف فرمایا دوسرے حج کے بعد عالم فانی سے رد گردانی کے آثار کچھ زیادہ نمودار ہونے لگے تھے۔ حافظ سیّد عبدالحمید بہاولپوری راوی ہیں کہ دوسرے حج سے واپسی کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ نے جو باتیں بتائی تھیں وہ سب کی سب اس حج کے موقعہ پر حل ہو گئیں، بس عقدہ باقی رہ گیا ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی عن قریب حل ہو جائے گا۔ یہ اشارہ اس طرف تھا کہ مقامات عالیہ مجددیہ کے تمام اسرار و معارف اور سلسلہ ارشاد کے تمام مقاصد پورے ہو چکے ہیں۔ اب رفیق اعلیٰ سے ملنے کا معاملہ باقی ہے۔ آپ کی گفتگو اطوار و احوال سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا دل عالم آب و گل سے سیر ہو چکا ہے' مزاج مبارک میں طبعی حرارت کے علاوہ محبت الٰہی کے سوز دروں نے بھی ایک آگ سی لگا رکھی تھی' سرد آہیں کثرت سے بھرا کرتے تھے' سانس سے گوشت کے جلنے کی سی بو آتی تھی اسی دوران درد قولنج کی شکایت ہو گئی جس سے اضمحلال بہت بڑھ گیا۔ مقامی علاج سے جب کچھ افاقہ ہوا تو حکیم عبدالمجید صاحب سیفی نے اپنے ہاں مستقل علاج کے لیے لاہور تشریف لانے کی دعوت دی آخر ماہ رجب ۱۳۷۵ھ راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی) کی دختر کی شادی لاہور میں تھی۔ اس پر حضرت اقدس مدعو تھے چنانچہ شادی کی تاریخ سے پہلے ہی لاہور تشریف لے آئے۔ سیفی صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص معمولات کے مطابق علاج کیا۔ الحمدللہ طبیعت بحال ہو گئی۔ تقریباً بیس یوم قیام فرمایا۔

سرہند شریف کا آخری سفر

شعبان ۱۳۷۵ھ کے دوسرے ہفتہ میں سرہند شریف مالیر کوٹلہ اور دہلی کے ارادہ سے ہندوستان تشریف لے گئے۔ چونکہ ویزا میں مالیر کوٹلہ کا اندراج سب سے پہلے تھا' لہٰذا آپ پہلے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے اس کے بعد سرہند تشریف لائے' ایک ہفتہ وہاں قیام رہا۔ حکیم سیفی صاحب، حاجی میاں جان محمد صاحب' مولوی عبدالمجید صاحب اور صوفی محمد صادق صاحب وغیرھم ہمراہ تھے۔ راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی) بھی وقت نکال کر سرہند شریف پہنچ گیا۔ دہلی ساتھ چلنے کا قصد تھا دہلی میں مولانا احمد رضا صاحب بجنوری (مصنف انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری) کو جو حضرت اقدس سے وابستہ تھے سفر کے پروگرام سے مطلع کیا جا چکا تھا' توقع تھی کہ وہ سرہند شریف آ جائیں گے لیکن انہیں خط دیر سے ملا اور پروگرام سمجھنے میں بھی کچھ غلطی ہوگئی' لہٰذا وہ متوقع تاریخ پر سرہند شریف نہ آ سکے' ادھر حکیم سیفی صاحب کو اسہال کی شکایت ہوگئی اور وہ بھی بوجہ نقاہت سفر دہلی کے قابل نہ رہے' لہٰذا حضرت اقدس نے سفر دہلی کا ارادہ ملتوی فرما دیا اور سرہند شریف سے ہی لاہور کے لیے واپسی طے ہوگئی دریں اثناء مولانا سیّد احمد رضا صاحب بھی دہلی سے آ گئے' چونکہ اب پروگرام بدل چکا تھا اس لیے حضرت اقدس اگلے روز لاہور کے لیے روانہ ہو گئے اور مولانا احمد رضا واپس دہلی چلے گئے۔ حضرت اقدس نے ایک دو روز لاہور قیام فرمایا اور اس کے بعد خانقاہ شریف تشریف لے گئے۔ رمضان المبارک کی آمد قریب تھی حرارت مزاج اور شدت گرمی کی وجہ سے آپ رمضان المبارک مانسہرہ میں گذارتے تھے جو نسبتاً خاصا سرد مقام ہے اس علاقے میں حضرت اقدس کے متوسلین بھی کثیر تعداد میں تھے لیکن اس سال رمضان شریف اپریل اور مئی میں آیا چونکہ موسم ہلکا سا معتدل تھا اس لیے آپ نے رمضان المبارک خانقاہ شریف ہی میں گذارا اور حسب معمول پورے مہینہ کی راتیں تا سحر تراویح و مراقبات میں بسر کیں۔ بحمدہ تعالیٰ طبیعت بہت شاداں و

فرحاں رہی وسط شوال میں موسم زیادہ گرم ہو جانے کی وجہ سے مانسہرہ تشریف لے جانے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ طبیعت بوجہ غلبہ صفرا علیل ہوگئی حرارت درونی کی سوزش نے سخت بے تابی پیدا کر دی آپ کے متوسلین میں سے نامور حکیم مولانا چمن پیرا اور حکیم محمد زبیر صاحب علاج کے لیے خانقاہ شریف حاضر ہو گئے علاج ہوتا رہا مگر تکلیف بڑھتی گئی قاضی شمس الدین صاحب اور صوفی محمد صادق صاحب کو مانسہرہ روانہ کیا گیا تا کہ انتظام مکمل ہو جانے کی اطلاع آئے تو حضور روانہ ہوں لیکن اس کی نوبت آنے سے پہلے ہی صفرا اور استفراغ کی شدت ہوگئی کیونکہ دوا یا غذا اندر نہ ٹھہرتی تھی موجودہ طبیب ہر چند تدابیر کرتے رہے مگر قضائے الٰہی کے آگے پیش نہ گئی سوزش درونی کا یہ عالم تھا کہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے اپنے بدن اور تلووں پر زور زور سے چھڑکواتے تھے تو کچھ چین آتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر صاحبزادہ محمد عارف صاحب ۲۶ شوال کی صبح لاہور پہنچے اور اسی وقت حکیم سیفی صاحب کو ساتھ لے کر شام کے بعد خانقاہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت اقدس نے حکیم صاحب کو دیکھا تو اطمینان کے ساتھ تعجب بھی کیا ارشاد فرمایا کیا ہوائی جہاز سے آئے ہو سب حکیموں اور حاضرین پر یاس والم کی عجیب کیفیت طاری تھی مگر حضرت اقدس ان سب کو تسلی و تشفی دیتے تھے۔ حکیم محمد زبیر صاحب نے روتے ہوئے عرض کیا کہ آپ نے مجھے مرتے ہوئے اپنے تصرفات سے سلب مرض فرما کر حق تعالیٰ کی جناب سے دوبارہ مانگا تھا' کچھ اپنے ازالہ مرض کے لیے بھی توجہ فرمائیں لیکن جواب سوائے رضا بہ قضا کچھ عنایت نہ فرمایا۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب بھی عجز و الحاح کے ساتھ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کی صحت کے لیے بار بار دعا کرتے تھے مگر حضرت اقدس نے فرمایا صوفی چھڈ مکن دے یعنی چھوڑ و معاملہ ختم ہونے دو۔ فرمایا آج کیا دن ہے؟ عرض کیا گیا چہار شنبہ گذر کر جمعرات کی شب آگئی ہے کچھ اطمینان کا سانس لیا۔ حکیم سیفی صاحب نے نبض دیکھی آپ نے پوچھا نبض کا کیا حال ہے؟ عرض کیا' اللہ فضل فرمائے نبض بہت کمزور ہے۔ یہ سن کر فرمایا ماشاء اللہ پھر خاموشی اختیار فرمائی آپ نے اپنے روئے سخن سب سے ہٹا کر اپنے آقا و مولا تعالیٰ

شانہ کی طرف کرلیا۔ بالآخر یہ جامع کمالات وجود مسعود استغراق ومحویت میں راضی برضائے الٰہی ساڑھے بارہ بجے شب بروز پنج شنبہ ۲۷ شوال المکرّم ۱۳۷۶ھ بمطابق ۷ جون ۱۹۵۶ء رفیق اعلیٰ سے واصل ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

آپ نے پندرہ سال آٹھ ماہ اور پندرہ روز مسند شریف کو زینت بخشی۔ صبح دس بجے تدفین عمل میں آئی، مفتی عطا محمد صاحب اور دیگر حضرات نے غسل دیا، قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ بجماعت کثیرہ پڑھائی اپنے شیخ علیہ الرحمۃ کی آغوش میں بجانب غرب مدفون ہوئے۔ نور اللّٰہ مرقدہ و عطر اللّٰہ مضجعہ و امطر علیہ شابیب الرضوان. اللھم لا تحرمنا من برکاتہ ویرحم اللّٰہ عبدا قال امینا.

سیّدنا ومرشدنا قبلہ

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی

مسند افروز ارشاد خانقاہ سراجیہ

آپ کی نسبت باطنی نائب قیوم زماں سیّدنا ومرشدنا حضرت اقدس قبلہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ ۱۹۲۰ء میں عالم مکان میں جلوہ افروز ہوئے۔ مولد موضع ڈنگ ضلع میانوالی ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب ولد ملک خواجہ عمر صاحب ولد ملک مرزا صاحب ولد ملک غلام محمد صاحب قوم تلوکر راجپوت۔

آبائی حالات

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی تھے، بہت متورع اور خداترس انسان تھے، امام اولیاء حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے۔ آپ اکثر حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہتے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ ان کے حال پر بہت شفقت وعنایت فرماتے اور محبت سے انہیں نِکا مرید کہہ کر پکارتے۔

ابتدائی تعلیم

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو مڈل سکول کھولہ میں داخل کرادیئے گئے، آپ نے یہاں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی پھر حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلق خدا کی ہدایت اور طلبگاران معرفت کے تزکیہ نفوس کے لیے منتخب فرمالیا جس کے نتیجہ میں سکول کی تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ سکول چھوڑنے اور علوم

عربیہ کے آغاز کے ساتھ ایک واقعہ منسوب ہے کہ حضرت اعلیٰ قدس سرہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین چیزیں ایسی ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ اتفاق کی بات کہ ان ایام میں لنگر کی شیر دار بھینس خشک ہو چکی تھی اور حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین شیر دار بھینسیں تھیں، چنانچہ ان کا ذہن اس طرف مبذول ہوا کہ حضرت اعلیٰ اپنے لنگر کے لیے ایک بھینس طلب فرما رہے ہیں، لہٰذا اس خیال کے پیش نظر فرمایا کہ آپ میری تینوں شیر دار بھینسیں لے لیں۔ حضرت اعلیٰ نے مسکرا کر فرمایا، خواجہ ہمیں کسی بھینس کی ضرورت نہیں۔ اپنا ایک فرزند ہمیں دے دو۔ حضرت خواجہ نے جواب دیا کہ آپ جونسا لڑکا پسند فرمائیں وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ چنانچہ حضرت اعلیٰ کے ارشاد بموجب حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کو سکول کی تعلیم سے اٹھا کر آپ کی خدمت میں خانقاہ شریف بھیج دیا گیا گویا کہ آپ حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی مراد ہیں، جنہیں حضرت اعلیٰ کی نگاہ حقیقت شناس نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ''اللہ جسے چاہتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں''

علوم عربیہ کی تحصیل

خانقاہ شریف آنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے مولانا سیّد عبداللطیف شاہ صاحب سے قرآن عزیز پڑھا، پھر فارسی نظم و نثر اور علم صرف و نحو کی کتابیں حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے پڑھیں، اس کے بعد دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہو کر متوسطات عربیہ کی تحصیل کی پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت انڈیا تشریف لے گئے اور وہاں مشکوٰۃ شریف جلالین ہدایہ مقامات حریری اور دیگر کتب پڑھیں۔ اس کے بعد حدیث و تفسیر کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند ۱۳۶۲ ہجری میں تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ

نظر بند تھے۔ لہٰذا مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذہ کرام سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ جب واپس خانقاہ شریف آئے تو معقول ومنقول کے جامع اور علم وادب میں کامل تھے۔علوم دینیہ سے سیراب ہونے کے بعد اب زمین قلب تزکیہ باطن کے لیے ہموار تھی۔ ہر چند کہ عرفان الٰہی کی منزل قریب تر نظر آ رہی تھی تاہم ہنوز سفر باقی تھا۔ لہٰذا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ''ظاہر بے باطن نا تمام است وباطن بے ظاہر نافرجام'' آپ کو باطنی علوم اور مقامات قرب کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا، آپ نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں کنز الہدایات، مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ، مکتوبات معصومیہ اور ہدایۃ الطالبین سبقاً سبقاً پڑھیں۔مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تین بار پڑھے۔ پھر خانقاہ شریف کی فضا نے جو اتباع سنت خیر الوریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے معمور تھی، آپ کے فکر ونظر کی نشو ونما کی۔معرفت الٰہی کا یہ گل سرسبز بہار آفرین ثابت ہوا۔ جس کی عطر آمیزی سے طالبان حق اپنے دامن مراد کو ہمیشہ ہمیشہ بھرتے رہیں گے۔

حضرت قبلہ کی ازدواجی زندگی

جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت اعلیٰ نے اپنی صاحبزادی کی شادی آپ سے کردی، گویا فیضان باطن کے ساتھ ظاہری انعام وکرام سے بھی نواز دیا۔ اس شادی کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین صاحبزادے عزیز احمد، خلیل احمد، رشید احمد اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ اہلیہ محترمہ کے وصال کے بعد تجرد کا ارادہ فرمالیا مگر ارادت مندوں کے اصرار پر نکاح ثانی فرمایا۔ دوسری اہلیہ محترمہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دو صاحبزادے سعید احمد اور نجیب احمد عطا فرمائے۔

خدمت شیخ

آپ سالہا سال حضرت اعلیٰ کی خدمت میں رہے، خانقاہ شریف کے تینوں

کمرے مہمان خانہ، تسبیح خانہ اور کتب خانہ کی تعمیرات میں حصہ لیا۔ حضرت اعلیٰ کے تمام خانگی امور کی انجام دہی آپ کے سپرد تھی۔ آپ نے اپنی زندگی درویشوں اور زائرین بارگاہ کی خاطر مدارات کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ سبحان اللہ یہ خدمت آج تک جاری ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد مسلسل پندرہ سال حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ فطرت الٰہیہ نے آپ کو ہر دو اکابر مجددیہ سے فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائی۔ جس سے ترویج و تکمیل طریقہ کی تمام شاہراہیں آپ پر کشادہ ہو گئیں۔ اس طرح اللہ رب العزت نے آپ کی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو اجاگر فرما دیا تا کہ آپ وسیع پیمانے پر طالبان حق کی تربیت کر سکیں اور انہیں وصول الی اللہ کے تمام مقامات طے کرا سکیں۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لطیف اشارہ

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار قاضی شمس الدین صاحب سے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو معارف قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے ترک کر دیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کر دی ہے تا کہ خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں۔ بعد ازاں قرائن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے تکمیل مقامات دعوت وارشاد سیر وسلوک نائب قیوم زماں حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پایہ تکمیل کو پہنچایا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے بعد ازاں سلاسل اربعہ (۱) نقشبندیہ مجددیہ (۲) قادریہ (۳) چشتیہ (۴) سہروردیہ کی خلافت واجازت حضرت حاجی میاں جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عطا ہوئی جو کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مجاز تھے۔ انہوں نے از سرنو تفصیلی سلوک حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر طے فرمایا اور سلاسل اربعہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور ہفت سلاسل (۱) نقشبندیہ مجددیہ (۲) قادریہ (۳) چشتیہ (۴) سہروردیہ (۵) قلندریہ (۶) مداریہ (۷) کبرویہ کی اجازت وخلافت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو حضرت پیر سیّد عبدالطیف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ احمد پور سیال ضلع جھنگ نے عطا فرمائی۔ یہ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے پہلے خلیفہ تھے، آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ صاحب آپ کے چچا تھے، جو کہ قیوم زماں اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ مجاز اور بہت باکمال بزرگ تھے۔ حضرت پیر سیّد عبداللطیف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور تکمیل حضرت سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں رہ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت انڈیا میں کی۔ سلوک طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں طے کرنا شروع کیا۔ تکمیل جانشین قیوم زماں حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی اول طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز ہوئے

پھر دیگر سلاسل کی نسبتوں سے فیض یاب ہو کر تمام سلاسل میں اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے، عرصہ دراز تک سلسلہ پاک کی اشاعت میں مشغول ومنہمک رہے۔ دید قصور کا غلبہ آپ پر بہت زیادہ تھا، حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں ایک مرید بااخلاص کی حیثیت سے حاضر ہوتے، خاص طور پر رمضان المبارک کا پورا مہینہ ارادت مندوں کے ساتھ خانقاہ شریف گذارتے۔ زہد واتقا اور فقر وقناعت کا ایک مثالی نمونہ تھے۔ یہ ہر دو حضرات حاجی میاں جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد عبداللطیف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے پیر، پیر بھائی اور ساتھی اور حضرت قبلہ مدظلہ العالی سے تجدید بیعت تھے اور حضرت قبلہ کو اپنا شیخ جانتے تھے اور شیخ کی طرح ہی تعظیم وتکریم فرماتے تھے اور حضرت قبلہ بھی دل وجان سے ان کی تکریم فرماتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم رحمۃ واسعۃ

حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے کشف وکرامات وتصرفات کے چند واقعات

اولیائے اللہ سے کرامات کا ظہور ممکن ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا مگر کرامت کے مقابلہ میں جو مقام اہل عرفان کے نزدیک استقامت کو حاصل ہے، وہ ارفع واعلیٰ ہے۔ بحمد للہ کہ حضرت قبلہ کا ہر قول وفعل شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے عین مطابق ہے اور ان کی عظمت پر یہی دلیل کافی ووافی ہے۔ اہل ارادت نے حضرت قبلہ کی بے شمار کرامات مشاہدہ کی ہیں جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا جاسکتا، پھر اس امر کا اندیشہ ہے کہ زیر نظر کتاب کا قاری کرامت کے باب کو کہیں عام مدحت سرائی پر محمول نہ کر بیٹھے اور اس طرح چشمہ فیض سے سیراب ہونے کی بجائے تہی داماں نہ رہ جائے۔ ویسے ہمارے حضرت قبلہ مدظلہم العالی بھی کرامات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اور ان کا تذکرہ بھی پسند نہیں فرماتے، صرف چند واقعات تحریر کیے جاتے ہیں

جس سے ناظرین حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے علو مرتبت اور رفعت مقام کا اندازہ ایک حد تک لگا سکیں۔

۱۔ قاری محمد سعید صاحب جو احاطہ قبرستان خانقاہ شریف میں مدفون ہیں۔ انہوں نے اپنا واقعہ مولانا محبوب الٰہی صاحب سے ذکر کیا کہ انہیں خواب میں حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تربیت باطن چاہتے ہو تو خانقاہ شریف جا کر حضرت مولانا خان محمد صاحب سے رابطہ قائم کرو۔ چنانچہ انہوں نے بموجب ارشاد عمل کیا۔

۲۔ حافظ ریاض احمد اشرفی خازن روزنامہ جنگ کا بیان: حافظ صاحب نے حضرت اقدس کے وصال شریف کے بعد ۱۹۶۵ء میں خواب دیکھا کہ وہ بیت اللہ شریف میں باب ملتزم کے سامنے کھڑے ہیں۔ خلق خدا کا بے پناہ ہجوم ہے، بے شمار علماء اور اولیائے کرام کا اجتماع ہے اور اس میں آپ کے بعض متوسلین بھی موجود ہیں۔ یہ ندا آ رہی ہے کہ نائب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تشریف لانے والے ہیں اور آپ امام وقت کا اعلان فرمائیں گے، دریں اثنا بیت اللہ شریف کا دروازہ ایک دم آواز کے ساتھ کھلا، حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اپنے جانشین حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کا بازو تھامے ہوئے نمودار ہوئے اور تمام حاضرین کرام سے فرمایا کہ تم سب اس امام وقت (حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی) کے مرید ہو، اس کے بعد اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کے سر پر رکھ دی، چنانچہ حضرت قبلہ نے سب کو کلمہ شہادت اور استغفار پڑھوا کر داخل سلسلہ کیا، ذکر اسم ذات خفی کی تلقین فرمائی پھر وہیں کھڑے کھڑے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اذان دی تکبیر واقامت کہی اور حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے تمام حضرات کو نماز پڑھائی۔

۳۔ میاں ظہور الدین صاحب لاہور میں مقیم ہیں، حضرت اقدس سیّدنا و

مرشدنا قبلہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ان پر خصوصی نظر کرم تھی، اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری ایام میں ایک گرامی نامہ فقیر کی طرف لکھا جس میں فرمایا کہ مانسہرہ جارہا ہوں کاش کہ تم مجھے مل لیتے بندہ کچھ اپنی کوتاہی کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا، بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک علیل ہوگئی ہے اور حضرت اقدس مانسہرہ تشریف نہیں لے گئے اُن دنوں ایک خواب دیکھا کہ فقیر خانقاہ شریف حاضر ہے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرہ میں چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ قریب ہی حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کھڑے ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر لیٹ جاتے ہیں، اس بدکار کو حکم فرماتے ہیں، ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہیں کہ ادھر دیکھو اشارہ حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف ہے۔ فقیر حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی طرف دیکھتا ہے۔ حضرت قبلہ مدظلہ العالی فقیر کو ایک گلاس پانی عنایت فرماتے ہیں۔ جو فقیر بیٹھ کر پی لیتا ہے، پانی بہت لذیذ اور اس میں عجیب قسم کی مٹھاس ہے، پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فقیر کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی طرف ہی دیکھا کرنا۔ پھر آپ اپنے جسم مبارک پر سفید چادر سر مبارک تک لے لیتے ہیں۔ فقیر بیدار ہو جاتا ہے، طبیعت میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خوشی بھی ہے اور غم بھی، غم سے فقیر پریشان ہو جاتا ہے اور سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ صبح دفتر جاتا ہے تو تھوڑی دیر بعد اپنے ساتھی قاضی دستگیر صاحب کا فون آتا ہے کہ بہت بری اطلاع ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ وصال شریف فرما گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ صدمہ کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، اسی وقت ٹیکسی لے کر ہم دونوں ساتھی خانقاہ شریف روانہ ہو جاتے ہیں۔ عشاء کے قریب خانقاہ شریف پہنچ جاتے ہیں، معلوم ہوا کہ صبح حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ حضور والا صفات کے آنسو مبارک جاری ہیں اور ہمارے بھی آنسو جاری ہیں۔ حضرت قبلہ مدظلہ العالی سے تعزیت کرتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد حضرت

اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کے فرمان عالی کے مطابق کہ اسی طرف ہی دیکھا کرنا، حضرت قبلہ عالم مدظلہ العالی کے دست مبارک پر تجدید بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ حضور والا صفات نے مہربانی فرما کر تجدید بیعت فرمائی۔ الحمدللہ۔ مگر آج تک حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی کاش کہ تم مجھے مل لیتے۔ نہ حاضر ہونے کا ازحد افسوس ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین

۴۔ جناب حبیب الرحمٰن خاں صاحب ساکن احمد پور شرقیہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں جب خاں صاحب نے اہلیہ اور اپنی بہن کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا، اس مبارک سفر کی اجازت اور خصوصی ہدایات کے سلسلہ میں خانقاہ شریف حاضر ہوئے، آپ نے بکمال شفقت وعنایت تمام مقامات کو تفصیل سے سمجھایا اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ اگر اثنائے سفر کوئی دشواری پیش آئے تو فقیر کی طرف متوجہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں عجز والحاح سے دعا کریں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ جب خاں صاحب ہوائی جہاز سے ظہران کے ہوائی اڈہ پر اترے تو وہاں سے ٹیکسی پر مکہ شریف جانے کا پروگرام تھا لیکن ایئرپورٹ پر سعودی عرب کی حکومت کی طرف سے یہ اعلان سنا کہ تمام زائرین حرم کو ظہران سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ جانا پڑے گا۔ خاں صاحب کے پاس اتنی رقم نہ تھی جس سے وہ اپنے علاوہ اہلیہ اور بہن کا کرایہ ادا کر سکتے۔ چنانچہ سخت پریشانی کی حالت میں حضرت قبلہ کی نصیحت یاد آئی۔ نماز تہجد ادا کی اور حضرت قبلہ کے توسل سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ نماز فجر کے بعد ایک صاحب رسمی تعارف کے بعد انہیں ملک عباس صاحب کے گھر لے گئے، جنہوں نے گیارہ سو بیس ریال خان صاحب کو دیئے، اس رقم سے خاں صاحب موصوف نے اپنے تمام مصارف سفر ادا کیے اور واپسی پر یہ رقم اپنے محسن کو بھجوادی۔ اس کے بعد جب بھی خوف وہراس یا کسی قسم کی ذہنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت قبلہ کے فیض سے انہیں تمام دشواریوں سے نجات عطا فرمائی۔

۵۔ قاری محمد عارف صاحب مظفر گڑھ کے ایک دینی مدرسہ میں معلم ہیں، وہ حضرت قبلہ کے مخلص ارادت مند ہیں۔ ایک مرتبہ خانقاہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ میں آپ جیسی عظیم الشان ہستی کا مرید ہوں مگر مجھے واردات و کیفیات وغیرہ کا کبھی ادراک نہیں ہوا، آپ یہ کرم فرمائیں کہ مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زیارت ہو جائے۔ آپ یہ سن کر مسکرادیئے اور خاموش رہے۔ اسی رات قاری صاحب موصوف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضرت قبلہ مدظلہ العالی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا، قاری صاحب اب خوب جی بھر کر زیارت کرلو، اس کے بعد وہ بیدار ہو گئے۔

صبح کو جب حضرت قبلہ مجلس مبارک میں تشریف فرما تھے تو قاری صاحب نے پھر عرض کیا کہ میں حضور علیہ السلام کی زیارت کا مشتاق ہوں، حضرت قبلہ نے فرمایا قاری صاحب روز روز نہیں، اس ارشاد مبارک سے قاری صاحب کو معلوم ہو گیا کہ حضرت قبلہ میرے رات کے مشاہدہ سے کامل طور پر باخبر ہیں۔ اس انتہائے کرم نوازی پر قاری صاحب موصوف دیر تک اشکبار رہے۔

۶۔ محمد اشفاق اللہ واجد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ حضرت قبلہ کے مخلص خادم ہیں جن کو سفر وحضر میں حضور والا صفات کی کافی معیت نصیب ہوئی ہے۔ اپنے چشم دید واقعات بیان کرتے ہیں:

دارالعلوم ....فورٹ عباس کے سالانہ جلسے میں شمولیت کے بعد بذریعہ کار حضرت قبلہ کی معیت میں بندہ اشفاق اللہ، حاجی گل محمد باگڑ اور سردار فضل محمود خاں واپس آرہے تھے کہ بندہ نے حاجی گل محمد صاحب سے کہا کہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی سے عرض کی جائے کہ واپسی براستہ پاکپتن شریف ہو کہ حضرت قبلہ کی معیت میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری ہو جائے،

سردار فضل محمود خاں نے سختی سے منع فرمایا کہ حضرت قبلہ سے کوئی عرض نہ کرنا سفر لمبا ہے اور گرمی کا موسم ہے، بندہ خاموش ہوگیا، فورٹ عباس سے نکلنے کے بعد جب ڈرائیور محمد اکبر گاڑی دیپالپور کی طرف موڑنے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ ہم نے پاکپتن شریف جانا ہے۔ ڈرائیور نے گاڑی پاکپتن شریف کی طرف کر لی جب ہم مزار اقدس کے قریب پہنچے تو کچھ فاصلہ پر حضرت نے گاڑی رکوادی اور وہاں سے پیدل مزار مبارک کی طرف چلے، راستہ میں ایک لمبا سا آدمی سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا، بھاگا ہوا آیا اور حضرت قبلہ سے سلام کے بعد ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا ''بادشاہ سلامت میرے لیے بھی کہتے جائیں'' حضرت نے فرمایا ''بہت اچھا'' اور دربار شریف کی سیڑھیاں چڑھنے لگے، اندر جا کر وضو فرمایا پھر سردار فضل محمود سے فرمایا کہ خاں صاحب دیکھا اشفاق کا زور اور مسکرانے لگے پھر مسجد میں تشریف لے گئے، دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد مزار شریف پر حاضری دی، مزار شریف کے پاس حضرت کے سامنے کھڑا تھا، جب حضرت قبلہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میری طرف دیکھا میری نگاہ حضرت قبلہ کی طرف نگاہ سے ملی پھر میری نگاہ مزار شریف پر پڑی تو دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام بابا صاحب مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ حاضری کے بعد چیچہ وطنی کی طرف سفر شروع ہوا تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ کسی نے کوئی واقعہ دیکھا ہے۔ بندہ نے جو دیکھا تھا عرض کیا۔

۷۔ صد سالہ تقریبات دیوبند کے لیے حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے پروگرام بنایا تو آپ کے ساتھ نو دس ساتھی گئے جن میں بندہ خود، صاحبزادہ محمد عارف صاحب، صاحبزادہ محمد عابد صاحب، قاری عبید الرحمٰن صاحب، سردار فضل محمود خاں صاحب اور دیگر ساتھی تھے۔ ہمارا ویزا سہارنپور کا تھا دیوبند کا نہیں تھا۔ سہارنپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ رابطہ کیا انہوں نے دیوبند جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں آ کر عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ پرسوں دیوبند چلیں گے۔ دوسرے روز ایس پی سہارنپور نے اجازت دے دی۔

۸۔ سہارن پور کی مسجد میں فجر کی نماز کے بعد سب ساتھی حضرت قبلہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ ایک ضعیف بزرگ دو آدمیوں کے سہارے سے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت میں بیمار ہوں، ٹانگوں میں تکلیف ہے اس لیے جلد حاضر نہ ہو سکا، معذرت چاہتا ہوں، حضرت قبلہ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، ان بزرگوں نے عرض کی، حضرت کوئی حکم، حضرت قبلہ نے فرمایا صد سالہ تقریبات پورے اطمینان سے ہونی چاہئیں اور کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ ان بزرگوں نے عرض کی حضرت ایسا ہی ہوگا۔ جو لوگ دیوبند میں مقیم تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں انسانوں کا اجتماع تھا، تین دن رہا مگر الحمدللہ پورے اطمینان وسکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

۹۔ میرے بڑے بھائی کے لڑکے کا بازو ٹوٹ گیا۔ فیصل آباد ڈسٹرکٹ ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ میں تیمارداری کے لیے ہسپتال گیا، آگے جا کر دیکھا کہ بڑا بھائی اور بھاوجہ رو رہے ہیں، میں نے دریافت کیا، کیا بات ہے بھائی نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ بچے کا بازو کاٹنا پڑے گا ورنہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں نے بھائی سے کہا کہ میں ابھی خانقاہ شریف میں حضرت صاحب مدظلہ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ جب تک واپس نہ آجاؤں، بازو نہیں کٹوانا میں وہاں سے فوراً سیدھا خانقاہ شریف آ گیا، حضرت قبلہ نے دیکھ کر فرمایا، خیر ہے خالی ہاتھ چلا آ رہا ہے (چونکہ میں اپنا سفر کا بستر ساتھ نہیں لے گیا تھا) فرمایا کہ میں نے تو شام کو بہاولپور سفر کرنا ہے۔ میں نے حضور والا صفات کے حضور تمام حالات عرض کیے، حضرت نے فوراً ہی فرمایا چھوڑ فکر نہ کر، اللہ بھلی کرے گا اور تو میرے ساتھ سفر میں چل۔ میں حضرت قبلہ کے ہمراہ شام کو سفر پر روانہ ہو گیا، تقریباً ایک ہفتہ سفر میں لگا، پھر خانقاہ شریف سے واپس فیصل آباد ڈسٹرکٹ ہسپتال آیا، وہاں سے پتہ چلا کہ وہ بچہ اسی طرح تیسرے روز واپس لے گئے تھے۔ فیصل آباد سے میں گوجرہ آیا، سیدھا

بھائی صاحب کے گھر گیا، لڑکا ماشاء اللہ اچھا بھلا تھا، دریافت کرنے پر بھائی نے کہا کہ تیرے خانقاہ شریف روانہ ہونے کے بعد بچے کے بازو کا ایکسرے لیا گیا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ ماسٹر صاحب بچے کا بازو صبح کاٹ دیا جائے گا میں بہت ہی فکر مند ہوا، تمام رات پریشانی میں گذری۔ صبح آپریشن تھیٹر میں لے جانے سے پہلے ایکسرے لیا۔ ڈاکٹر ولی مجید جو کہ ان کا سربراہ سرجن تھا اس کو دکھایا، پہلے دن کا ایکسرے بھی دیکھا، اس میں تکلیف تھی اور جو نیا ایکسرے لیا گیا اس میں قطعاً کوئی تکلیف نہ تھی، ڈاکٹر بڑا حیران ہوا اور اس نے بے ساختہ کہا کہ ماسٹر جی آپ کے بچے کو کسی کی دعا لگ گئی ہے، خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور بچے کو گھر لے جائیں۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ بگرداند ز راہ

۱۰۔ ۱۹۷۷ء میں جب بھٹو صاحب کے خلاف نظام مصطفیٰ کی تحریک زوروں پر تھی، دو جولائی ۱۹۷۷ء کو میں اسلام آباد میں تھا، رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ چکلالہ اسٹیشن پر فوج کھڑی تھی، اسٹیشن پر بہت تیزی کے ساتھ گاڑی آکر رکتی ہے، فوج کے سربراہ جنرل ضیاء الحق جو کہ اس وقت سربراہ فوج تھے بھاگ کر ایک ڈبہ کی طرف جاتے ہیں، دیکھا کہ اس میں حضرت صاحب قبلہ مدظلہ العالی تشریف فرما ہیں۔ جنرل صاحب سلام عرض کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں۔ جناب حکم، حضرت قبلہ فرماتے ہیں، سب لیڈروں کو گرفتار کرلو اور حکومت کا چارج لے لو۔ دیکھنا مفتی محمود کو تکلیف نہ پہنچے۔ جنرل صاحب دوبارہ سلام عرض کرکے واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت قبلہ میری طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ صبح گوجرہ چلے جاؤ۔

۱۱۔ مولانا غلام محمد باگڑ سرگانہ میں امام اور خطیب تھے۔ حج پر تشریف لے گئے، حج کے بعد انہوں نے یہ واقعہ دیکھا کہ میدان عرفات میں ایک آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ اس سال حج چھ آدمیوں کی وجہ سے مقبول ہوا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ

خان محمد صاحب ہیں جو خانقاہ سراجیہ کندیاں کے رہنے والے ہیں اور میں واقعہ میں اپنے دل میں کہہ رہا ہوں کہ الحمدللہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے شیخ کو یہ عزت بخشی۔

۱۲۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان علیحدہ ہونے کے بعد غالباً فروری کے مہینہ میں امیر نامی ایک مجذوب خانقاہ تشریف لائے، حضرت قبلہ ظہر کی نماز ادا فرما کر مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ وہ مجذوب آگے کھڑے تھے، حضرت قبلہ نے فرمایا کہ امیر خان خانقاہ شریف بہت دیر کے بعد آیا اور آیا بھی تو پاکستان کو توڑ کر آیا۔ امیر خاں نے جواب دیا کہ حضور والا آپ نے خود ہی فیصلہ کیا اور دستخط کیے، ہماری کیا مجال ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے حکم عدولی کریں، حضرت قبلہ یہ سنتے ہی اپنے کمرہ میں بیٹھنے کی بجائے سیدھا گھر تشریف لے گئے تاکہ مجذوب اور کوئی راز کی بات نہ کہہ دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بعض مقربین لوگوں کو تکوینی امور پر مقرر فرمادیتے ہیں جیسے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ موجود ہے۔ کشتی کا توڑ ڈالنا، نابالغ بچے کو مار ڈالنا، دیوار کا بنانا۔ ان واقعات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِی ''یہ کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیے'' (بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی سے کیے) اسی طرح یہ مقربین لوگ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے ماتحت کرتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

۱۳۔ ملتان سے باگڑ (ضلع ملتان) جا رہے تھے، کار میں حضرت قبلہ آگے تشریف فرما تھے اور پچھلی سیٹ پر میں، اشفاق اللہ اور صوفی محمد صادق صاحب تھے۔ صوفی صاحب نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے واقعہ دیکھا ہے کہ ایک بہت بڑا شیشے کا محل ہے حضور اندر تشریف فرما ہیں، پورا دفتری نظام اندر بنا ہوا ہے۔ شیشے کے دروازے پر دربان کھڑا ہے، دروازے کے باہر تقریباً بیس پچیس آدمی خوش شکل وخوش لباس کھڑے ہیں، دربان صاحب سے میں پوچھتا ہوں،

میاں صاحب یہاں کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا کہ آج حضرت صاحب قبلہ قطبوں کا مختلف جگہوں پر تقرر فرما رہے ہیں اور ترقیوں کے کیس نبٹا رہے ہیں۔ میں ان دربان صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ تو میرے پیرو مرشد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو جائیں، کچھ دیر کے بعد وہ دربان میرا نام پکارتا ہے۔صوفی محمد صادق نابھے والا حال مقیم لاہور تو فوراً اندر سے حضرت قبلہ گھنٹی بجاتے ہیں، دربان اندر چلا جاتا ہے اس کو فرماتے ہیں،صوفی محمد صادق کو ابھی باہر ہی کھڑا رہنے دو۔حضرت قبلہ میری فائل دیکھ کر اس پر کچھ تحریر فرماتے ہیں اور فائل کو اپنی دراز میں رکھ لیتے ہیں، دربان باہر آ کر مجھے کہتا ہے،صوفی محمد صادق تمہاری فائل حضور نے اپنے پاس رکھ لی ہے۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد صوفی صادق نے عرض کیا کہ حضور اب مرنے کے قریب ہوں، چند روز کے لیے میرا تقرر نامہ مجھے دے دیں۔حضرت قبلہ مسکرا کر خاموش رہے۔

۱۴۔ صاحبزادہ محمد عابد صاحب سلمہ جو کہ حضرت قبلہ کے پیرو مرشد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند ارجمند ہیں، نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ حضرت قبلہ حج پر تشریف لے جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو کسی اچھے وقت میں میرے لیے بھی عرض کرنا۔ خانقاہ شریف میں ایک دن حضرت قبلہ عصر کا وضو فرما رہے تھے، میں نے محسوس کیا کہ حضرت قبلہ کے چہرہ مبارک پر بشاشت ہے میں نے قریب بیٹھ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ صاحبزادہ محمد عابد کی یہ خواہش ہے۔حضرت قبلہ نے فرمایا تم محمد عابد کو نہ بتانا اس سال میں اس کو حج پر لے جاؤں گا، اس وقت سے لے کر آج تک کئی سال گذر چکے ہیں۔ حضرت قبلہ نے ہمیشہ کے لیے حج اور عمرے اور دیگر سفروں میں ساتھی بنا لیا، الحمدللہ کہ حضرت قبلہ کی کثرت معیت اور صحبت کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو بہت ہی نوازا ہے۔

۱۵۔ خانقاہ دین پور کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب کافی دنوں سے بیمار تھے، حضرت قبلہ رحیم یار خاں تشریف لے گئے تو وہاں فرمایا کہ دین

پور شریف جانا ہے، مولانا کی تیمارداری کرنی ہے۔ظہر کی نماز کے بعد ہم دین پور پہنچے، حضرت مولانا عبدالہادی صاحب قرآن شریف کی تلاوت فرمارہے تھے۔ان کے خادم نے ان کو اطلاع دی تو وہ تشریف لائے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا بادشاہ سلامت، جیسے مجھ پر دنیا میں کرم کیا ہے، ایسے ہی آخرت میں بھی کرم فرمانا۔حضرت قبلہ نے فرمایا مولانا کوئی فکر نہ کریں۔

اولیاء اللہ کے احوال ومعارف تحریر کرتے ہوئے جو کیفیات لکھنے والے کے دل ودماغ پر طاری ہوتی ہیں، قلم انہیں سپرد قرطاس نہیں کرسکتا اور پھر فکر میں بھی یہ رفعت کہاں کہ کسی با احوال ہستی کے صحیح مقام تک رسائی حاصل کر پائے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی ودریا ہمچناں باقی

آخر میں یہی عرض کرنا کافی ہوگا کہ حضرت قبلہ عالم مدظلہم العالی زاد فیوضہم وبرکاتہم کی ذات گرامی ایک عظیم الشان ہستی ہے۔آپ کا وجود مسعود طالبان راہ حق کے لیے کبریت احمر ہے۔آپ کی شفقت ورافت کا دامن ہر ارادت مند پر وسیع ہے۔آپ کی نرم نرم گفتگو اور چہرے کا متبسمانہ انداز سامع کو اس کی توقعات سے بڑھ کر نوازتا ہے جس میں اسے ہر مشکل ترین کام کی آسان ترین صورت جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے، سراپا حلم اور بے پناہ بردباری جس طرح سینہ بحر میں کوئی چٹان ہو کہ متلاطم موجیں بڑھ کر اس سے ٹکرائیں اور خود ہی پاش پاش ہوکر رہ جائیں، طاغوتی قوتوں کے مقابل ہر آن سینہ سپر اہل ایمان کی زبوں حالی کا چارہ گر اتباع سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا پیکر۔نور باطن سے آراستہ اخلاص وتقویٰ سے پیراستہ آئینہ دار کیف روز است قلم ایں جارسید وسر بشکست۔

بہ حسن لطف و وفا کس بہ یار ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد

تحفظ ختم نبوت سے عشق ومحبت

حضرت قبلہ ابتدا ہی سے تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھتے تھے جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ناموس تحفظ ختم نبوت کی خاطر موجودہ دور میں سارے عالم میں سے چن لیا ہے۔
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ''اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے اپنی طرف جسے چاہے۔''

۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد وبشر نے جذب ومستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جاں نثاران ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم فدایان ناموس رسالت عاشقان رحمۃ اللعالمین علمبرداراں پیغام آفریں دریائے خون سے گذر کر تاریخ اسلام میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جاں نثاری سے روایات عشق ومحبت کو دوام بخش رہے تھے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہؐ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اس سلسلہ میں علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں، حضرت قبلہ مدظلہ العالی حضرت اقدس قدس سرہ کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا، چنانچہ آپ ۵ اپریل ۱۹۵۲ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل بھیج دیئے گئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک والہانہ عشق ومحبت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کی کوششوں میں رات دن مصروف ہیں۔ آپ نے ۱۴۰۸ ہجری میں روئداد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مقدمہ لکھا ہے گویا کہ سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات اور ابتدائے تحریک تحفظ ختم نبوت سے ۱۴۰۸ ہجری تک کے حالات قلمبند فرمائے ہیں جس سے آپ کی تحفظ ختم نبوت کے ساتھ عشق ومحبت اور والہانہ لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ حرف بحرف نقل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین اکمل الحمد علی کل حال والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیّد المرسلین وخاتم النبیین رسولہ محمد خیر الوری صاحب قاب قوسین او ادنی وعلی صحبہ البررۃ التقی والنقی کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون اللھم صل علیہ وآلہ وسائر النبیین وآل کل وسائر الصالحین نہایۃ ماینبغی ان یسئلہ السائلون. اما بعد

متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جوروستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کر سکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جا کر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ ڈی سی آفس میں معمولی درجہ کا کلرک تھا۔ اردو، عربی اور فارسی اپنے گھر پر پڑھی تھی۔ مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام ہوگیا، غرضیکہ اس کی تعلیم دینی ودنیاوی دونوں اعتبار سے ناقص تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے انگریز ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اہم اور ذمہ دار شخص نے اس سے ڈی سی آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تھا مسیحی مشن کا۔ یہ فرد انگلینڈ روانہ ہوگیا اور مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا، باپ نے کہا کہ نوکری کی فکر کرو۔ جواب دیا کہ میں نوکر ہوگیا ہوں اور پھر بغیر مرسل کے پتہ کے منی آرڈر ملنے شروع ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی۔ بحث ومباحثہ، اشتہار بازی شروع کردی۔ یہ تمام تر تفصیل مرزائی کتب میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے برطانوی سامراج نے مرزا قادیانی

کا کیوں انتخاب کیا اس کا جواب بھی خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے بمعہ ساز وسامان مہیا کیے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمت سرکار میں مصروف رہا۔ (ستارہ قیصر صفحہ۴) اپنے بارہ میں لکھتا ہے کہ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ۲۵)

غرضیکہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی یہی وہ وجہ ہے کہ اس مقصد کے لیے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی اور اس کی خدمات حاصل کی گئیں۔

جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے لیکن حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کی کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض وغایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ سر سیّد احمد خان مرحوم کی روایت جو ان کے مشہور مجلّہ تہذیب الاخلاق میں چھپ چکی ہے کہ خود سر سیّد خان سے انگریز وائسرائے ہند نے مرزا قادیانی کی امداد واعانت کرنے کا کہا۔ بقول ان کے انہوں نے نہ صرف رد کر دیا بلکہ اس منصوبہ کا بھی افشا کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں انگریز وائسرائے سر سیّد احمد خاں سے ناراض ہو گئے۔

مرزا قادیانی کے دعاویٰ پر نظر ڈالیے، اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا۔

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے مرزا قادیانی کے دعویٰ سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔ بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

ردقادیانیت کے سلسلہ میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب وخوش بخت حضرات نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کیا۔ ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ

علیہ، حضرت مظہر علی اظہر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ کفایت حسین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ و بے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں میں دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق و توثیق کی۔

غرضیکہ پوری امت کی اجتماعی جدوجہد سے مرزائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی گئی یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سیّد علی الحائری رحمۃ اللہ علیہ سمیت امت کے تمام طبقات کو اپنے سب وشتم کا نشانہ بنایا کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنہوں نے تحریر و تقریر و مناظرہ و مباہلہ کے میدان میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو چاروں شانے چت کیا اور یوں اپنے فرض کی تکمیل کر کے پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق قرار پائے۔

مقدمہ بہاولپور

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا۔ اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کردیا۔ جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار ے فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ بہاولپور ایک اسلامی ریاست تھی، اس کے والی نواب جناب محمد صادق خاں خامس عباسی مرحوم ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

تھے۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور کے معروف بزرگ کے عقیدت مند تھے، خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کو اس مقدمہ میں گہری دلچسپی تھی۔ اس وقت جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند تھے لیکن اس مقدمہ کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لیے سب کی نگاہ انتخاب دیوبند کے فرزند شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی۔ مولانا غلام محمد صاحب کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کر کے مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور تشریف لائے تو فرمایا کہ جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈابھیل کے لیے پابرکاب تھا مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامہ عمل تو سیاہ ہے ہی شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا جانبدار بن کر بہاولپور آیا تھا، اگر ہم ختم نبوت کی حفاظت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔ ان کے تشریف لانے سے پورے ہندوستان کی توجہ اس مقدمہ کی طرف مبذول ہوگئی، بہاولپور میں علم کی موسم بہار شروع ہوگئی۔ اس سے مرزائیت کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے بھی ان حضرات علماء کی آئینی گرفت اور احتسابی شکنجہ سے بچنے کے لئے ہزاروں جتن کیے۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد حسین کولوتاڑوی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا نجم الدین، مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوری اور مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وشکر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور کفر شکن بیانات ہوئے۔ مرزائیت بوکھلا اٹھی۔ ان دنوں مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے جمال کا خاص پرتو تھا۔ وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے، جمال میں آ کر قرآن وسنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے درودیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آ کر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا، مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوری نے اس مقدمہ میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا کہ اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ مرزائی کانپ اٹھے۔ مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ تھا۔ اس سلسلہ میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے ہوئے تھے۔ نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گذارا کرتے تھے۔ نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمہ کو ختم کرا دیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے میں حق وانصاف کے سلسلہ میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔ چنانچہ مولانا محمد علی جالندھری نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کی نجات کے لیے اتنی بات کافی ہے۔

جناب محمد اکبر خاں جج مرحوم کو ترغیب وتحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے کوشش کی لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں، مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس فیصلہ کے لیے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر یہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادق نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔ آپ نے اپنے آخری ایام

علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ وطلبہ اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی جس میں نہایت دردمندی ودل سوزی نے سے فرمایا تھا، وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے کہ میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کو اپنا خصوصی کام بنائیں جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ان کی شفاعت فرمائیں، ان کو لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔

یہ مقدمہ حق و باطل کا عظیم معرکہ تھا جب ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مرزائیت کے صحیح خدوخال آشکارا ہو گئے، بلاشبہ پوری امت جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کی مرہون منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل وانصاف محنت وعرق ریزی سے ایسا فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہوتا گیا۔ یہ فیصلہ قادیانیت پر برق آسمانی وبلائے ناگہانی ثابت ہوا۔ مرزائیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا البشیر کی سربراہی میں سر ظفر اللہ مرتد سمیت جمع ہو کر اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کی سوچ وبچار کی لیکن آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ فیصلہ اتنی مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی اور رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں، کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا۔ ایک دفعہ پھر جاء الحق وزھق الباطل کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آ گئی اور مرزائی فبھت الذی کفر کا مصداق ہو گئے، اس تاریخ ساز فیصلہ نے چار دانگ عالم میں تہلکہ مچا دیا۔ مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنا شروع ہو گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

ہندوستان تقسیم ہوا، خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی، بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ چودھری سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ اس

نے مرزائیت کے جنازہ کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر اندرون و بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز تر کر دی، ان حالات میں حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر کاروان احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر غلام محی الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر سرسینہ شریف رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مظہر علی اظہر رحمۃ اللہ علیہ، سیّد مظفر علی شمسی رحمۃ اللہ علیہ، آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صاحبزادہ سیّد فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اختر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ غرضیکہ کراچی سے لے کر ڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔ بلاشبہ برصغیر کی یہ عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ مسلمانوں نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے، ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے سنگینوں کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے ایمانی جذبہ سے ختم نبوۃ کے اس معرکہ کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر پوری دنیا کے سامنے آ گیا۔ تحریک کے ضمن میں انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی۔ عدالتی کاروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء وکلاء کی تیاری مرزائیت کی کتب کے اصل

حوالہ جات کو مرتب کرنا اتنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی آدمی رہائش تک دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ جناب حکیم عبدالمجید احمد سیفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز خانقاہ سراجیہ نے اپنی عمارت ۷- بیڈن روڈ لاہور کو تحریک کے رہنماؤں کے لیے وقف کر دیا۔ تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہو کر ختم نبوۃ کے عظیم مقصد کے لیے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحیم اشعر اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔ ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کام کی نگرانی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوۃ کے بعد مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقا مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ، سائیں محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا غلام نبی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد رکھی، اس سے قبل مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ اور خود حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کو جو چرکے لگائے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ قادیان میں کانفرنس کر کے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا۔ نیز مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ردمرزائیت میں غیر فانی کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی، مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن

لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس احرار نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری راہنمائی کی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کا حکم فرمایا، حضرت اقدس ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا کہ مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے، اسے جاری رکھا جائے اس لیے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی، اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔

مسجد شہید گنج کے ملبہ کے نیچے مجلس احرار کو دفن کرنے والے انگریز اور قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے، اس لیے کہ انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا۔ جب کہ مرزائیت کی تردید کے لئے مستقل ایک جماعت مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام سے تشکیل پا کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ ان حضرات نے سیاست سے علیحدگی کا محض اس لیے اعلان کیا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کی ترویج کے سلسلہ میں ان کے کوئی سیاسی اغراض ہیں۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی۔ جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے، مولانا لال حسین اختر نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کا تعاقب کیا۔ مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش و کاوش کی اور وہ انقلاب کے ذریعہ اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں پر مرزائی منتخب ہو گئے۔ اقتدار کے نشہ اور

ایک سیاسی جماعت سے سیاسی وابستگی نے انہیں دیوانہ کر دیا۔ وہ حالات کو اپنے لیے سازگار پاکر انقلاب کے ذریعہ اقتدار پر قبضہ کی سکیمیں بنانے لگے۔ قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس نشہ میں دھت ہو کر انہوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں تحریک چلی۔ مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر تھے۔ ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے۔ آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی۔ چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ مذہبی وسیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحق، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقا نے ختم نبوۃ کی وکالت کی۔ متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسر اقتدار طبقہ یعنی حکومت کی طرف سے دوسری قرارداد جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی جو ان دنوں وزیر قانون تھے، قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی۔ پورے ملک میں مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، نوابزادہ نصر اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ، آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالقادر روپڑی، مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالستار خان نیازی،

مولانا صاحبزادہ فضل رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، سیّد مظفر علی شمسی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علی غضنفر کراروی، مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ، پیر شریف، حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی رحمۃ اللہ علیہ غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔ اخبارات و رسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھ گیا۔ ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی ولاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سمیع الحق اور مولانا سیّد انور حسین نفیس رقم نے مرتب کیا۔ اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے نام نکلا جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آ گئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی نوّے دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ الحمدللّٰہ رب العلمین حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ کما یحب ربنا ویرضی

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

۷ افروری ۱۹۸۳ء کو مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوۃ سیالکوٹ کو مرزائی سربراہ مرزا طاہر کے حکم پر مرزائیوں نے اغوا کیا جس کے رد عمل میں پھر تحریک منظم ہوئی۔ شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سے

اس وقت تک مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے۔ اس لیے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی امارت بھی فقیر کے حصہ میں آئی۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ فضل ہے جس نے جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں امت محمدیہ کے تمام طبقات کو اتفاق واتحاد نصیب کر کے ایک لڑی میں پرو دیا اور یوں ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ہاتھوں جاری ہوا۔ قادیانیت کے خلاف آئینی طور پر جتنا ہونا چاہیے تھا، اتنا نہیں ہوا لیکن جتنا ہوا اتنا آج تک کبھی نہیں ہوا تھا۔ آج اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ بن چکی ہے اور چاردانگ عالم میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی عزت وناموس کے پھریرے کو بلند کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ دنیا کے تمام برّ اعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

ایک بدیہی حقیقت

لیکن یہ ایک بدیہی حقیت ہے کہ ان تمام تر کامیابیوں وکامرانیوں میں ''مقدمہ بہاولپور'' کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ختم نبوۃ کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی واخلاقی بالادستی قادیانیت کے خلاف اسی مقدمہ نے مہیا کی ہے، فیصلہ مقدمہ کئی بار شائع ہوا۔ علمائے کرام کے عدالتی بیانات بھی متعدد بار شائع ہوئے، لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مقدمہ کی تمام تر کاروائی، حضرات علمائے کرام کی شہادتیں بیانات دلائل اور حقائق مرزائی وکیلوں کے جواب میں بطور جواب الجواب بیانات جو عدالت کے ریکارڈ پر تھے اور جرح وبحث کی تمام تر تفصیلات سامنے آئیں تاکہ علوم وحقائق کے بے بہا سمندر سے دنیائے اسلام فیضیاب ہوتی۔ یہ سب کچھ عدالت کے ریکارڈ میں مخفی خزانہ کی طرح پوشیدہ تھا، حالانکہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور کی ابتدائی

اشاعت کے وقت ہی مولانا محمد صادق مرحوم نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تمام تر کارروائی کو شائع کیا جائے گا لیکن کل امر مرھون باوقاتھا یہ کام آج تک پورے طور پر نہ ہو سکا تھا۔ اللہ رب العزت نے غیب سے اہتمام فرمایا اسلامی درد اور جذبہ رکھنے والے حضرات کو اللہ رب العزت نے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ کام خود شروع نہیں کیا بلکہ قدرت الٰہی نے ان سے یہ کام شروع کرایا۔ انہوں نے اسلامک فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔ ساٹھ برس کی طویل مدت گذرنے کے بعد روئداد مقدمہ حاصل کرنا اور اہل علم حضرات کے لیے مرتب کر کے پیش کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ قدرت الٰہی نے دستگیری فرمائی، ان حضرات نے محنت کی۔ کاروان اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ منزل قریب ہوتی رہی، مقدمہ کی تمام کارروائی حاصل ہو گئی، اس کی ترتیب کا کام شروع ہو گیا۔ اسلامک فاؤنڈیشن کے نمائندوں نے اس بارے میں طویل ترین تکلیف دہ سفر برداشت کر کے ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں اصل مرزائی کتب سے حوالہ جات کو بار بار پڑھا، فوٹوسٹیٹ حاصل کیے، شب و روز محنت و عرق ریزی کے بعد اسے کتابت کے لیے دیا گیا تا آنکہ اس وقت دو ہزار صفحات سے زائد پر مشتمل یہ مجموعہ تیار ہو کر منصہ شہود پر آ گیا ہے۔ اسلامک فاؤنڈیشن کے حضرات کی روشن دماغی اور اپنے مشن سے اخلاص کی بدولت ملک عزیز کے نامور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات کی سرپرستی فرمائی۔ ان جیسے متجر عالم حق کی سرپرستی ہی اس تاریخی دستاویز کی صحت و توثیق کے لیے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

اس تاریخی دفینہ اور علم و معرفت کے عظیم خزینہ کو مرتب کر کے پیش کرنا بلاشبہ اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک تاریخی گرانقدر کارنامہ ہے جس پر پوری امت کو ان کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے، قادیانیت جس طرح آج پوری دنیا میں رسوائی کا شکار ہے اس کی بنیاد بھی اسی مقدمہ نے مہیا کی تھی اور اب قادیانیت کا اختتام بھی اسی مقدمہ کی اشاعت ہی ہوگا۔

آخری گذارش

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے۔ فتنہ انکار ختم نبوۃ ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک استعماری سازش تھی۔ آج کے تمام طبقات ومکاتب فکرمل کر ہی باہمی اتحاد واعتماد سے اس فتنہ کو ختم کر سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ مسئلہ ختم نبوۃ کسی ایک فرقہ کا مسئلہ نہیں پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لیے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ، مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، پیر صبغت اللہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ، پیر آف پگاڑہ شریف، حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تکوینی طور پر اس محاذ کے انچارج تھے۔

مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت مرزائیت کے تعاقب کے لیے تشکیل دی تھی جس میں مولانا محمد بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات شامل تھے جو قادیانیت سے تحریری وتقریری مقابلہ کرتے تھے اور دلائل باقی حضرات کے ذمہ تھے اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نشتر چبھویا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، آمین۔ اللہ رب العزت کا فضل واحسان ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے قیادت وسیادت کا فریضہ انجام دیا۔ جبکہ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کے صاحبزادہ مولانا محمد تقی عثمانی آپ کے ساتھ تھے، آج مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی کے شاگرد مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی کی سرپرستی میں یہ عظیم معرکہ سر کیا گیا ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں، ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب وروز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی۔ آج قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیری کا ایک کشف ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔ اسی طرح قطب دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خاص ارادت مند حاجی محمد عبدالرشید کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ قادیانیت حرف غلط کی طرح پوری دنیا سے مٹا دی جائے گی۔ وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست ونابود ہونے والا ہے۔ اسلامیان عالم ہمت کریں آگے بڑھیں، منزل قریب ہے، رحمت حق انتظار کر رہی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے۔ اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمن. آمین آمین آمین.

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

۱۹۵۳ء میں کوئٹہ کے اجلاس میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین نے اعلان کیا کہ ہم ۱۹۵۳ء میں تمام بلوچستان کو احمدی صوبہ بنا دیں گے۔ یہ اعلان حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے والہانہ عقیدت رکھنے والے علمائے کرام پر صاعقہ بن کر گرا۔ اب اس بات کی ضرورت تھی کہ اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مستقل جماعت ہو جب کہ اس فتنے کی سرپرستی امریکہ، فرانس، برطانیہ، اسرائیل اور روس وغیرہ تمام غیر مسلم کر رہے تھے۔ ان حالات میں بطل حریت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قدم اٹھایا، علماء کو اکٹھا کیا اور مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا قیام فرمایا جس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کی ترویج اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی تھا اور مسلمانوں کو اس فتنہ کے سنہری جال سے بچانا تھا جو کہ قادیانی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نوکری اور چھوکری کے لالچ میں ورغلا کر دین وایمان سے خالی کر رہے تھے۔ اس جماعت کی بے سروسامانی اور جماعت کے راہنماؤں کے توکل علی اللہ کی انتہا دیکھئے کہ قادیانیت جس کی سرپرستی بیک وقت کئی سلطنتیں کر رہی تھیں۔ مجلس کے لیے دفتر کرائے پر لیا گیا اور کام شروع کر دیا گیا پورے پاکستان میں قادیانیوں کا تعاقب کیا گیا۔ عوام الناس کو اس فتنہ کے عقائد وعزائم سے آگاہ کیا گیا، عالم گیر تحریکیں چلائی گئیں۔

(۱) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر اول مقرر ہوئے۔ (۲) ۱۲ شوال المکرّم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۹ مارچ ۱۹۶۳ء کو حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی امیر دوم مقرر ہوئے۔ (۳) ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء کو حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر سوم مقرر ہوئے۔ (۴) ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو حضرت مولانا لال حسین اختر امیر چہارم مقرر ہوئے۔ (۵) ۲۹ ربیع الثانی

۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۱ جون ۱۹۷۳ء کو حضرت مولانا محمد حیات امیر پنجم مقرر ہوئے۔ (۶) ۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو سیّد محمد یوسف بنوری امیر ششم مقرر ہوئے۔ (۷) ۵ ربیع الاولی ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نائب امیر اول مقرر ہوئے۔ (۸) ۳ ذیقعد ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر ہفتم مقرر ہوئے۔

یہ تمام حضرات اپنے اپنے دور امارت میں بھرپور جدوجہد کرتے رہے جس کے نتیجہ کے طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہم العالی کے دور میں عظیم الشان کامیابیاں عطا فرمائیں۔

۱۔ ۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کر کے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر انہیں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا۔

۲۔ قومی اسمبلی پاکستان کے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد عالم اسلام نے حکومت پاکستان کو مبارکباد کے تار دیئے اور اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد دیگرے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے فیصلہ پر پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنے اپنے ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء

۳۔ جنوری ۱۹۷۵ء میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا جو کہ پاکستان بننے سے لے کر اس وقت تک قادیانیوں کی ریاست تھی اور کوئی مسلمان وہاں نہیں جا سکتا تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جنوری ۱۹۷۵ء کا پہلا جمعہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ نے دفتر ٹاؤن کمیٹی کے باہر لان میں پڑھایا۔

۴۔ حکومت نے مسلم کالونی ربوہ کے لیے کافی رقبہ مختص کیا جس میں مساجد، ڈاکخانہ، سکولز کے لیے پلاٹ تھے۔ مجلس کو نو کنال اراضی برائے تعمیر جامع

مسجد و مدرسہ عربیہ الاٹ کر کے قبضہ دے دیا۔ ریلوے اسٹیشن پر مجلس نے عظیم الشان مسجد تعمیر کی اور نو کنال اراضی پر بھی مدرسہ اور مسجد تعمیر کی جو کہ الحمد للہ اب کافی مکمل ہو چکی ہے لیکن زیر تعمیر ہے اور جنت میں گھر بنانے والوں کو پکار رہی ہے۔

۵۔ اسی سال جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج ہوا۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق لاہوری اور قادیانی کے لیے علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے اور مسلمانوں کو ووٹ فارم پر ترمیم ۱۹۷۴ء کے الفاظ کا حلف نامہ دیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مزید بے شمار کامیابیاں عطا فرمائیں۔

۶۔ ربوہ میں پہلی ختم نبوت کانفرنس ۶-۷/ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسلم کالونی ربوہ میں آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہل حدیث تمام دینی جماعتوں کے سربراہ و نمائندگان سندھ، سرحد، بلوچستان، پنجاب کے نامور خطیب وسجادہ نشین ومشائخ کرام، اکابرین ملت، جج، وکلاء، دانشور، صحافی، سعودی عرب کے مشائخ ونمائندگان، وفاقی کونسل کے اراکین، حکومت پاکستان کے نمائندگان شریک ہوئے، ربوہ کی تاریخ میں یہ پہلی مثالی کانفرنس ہوئی، اتحاد امت مسلمہ کا بھرپور مظاہرہ ہوا۔ الحمد للہ ۱۹۸۲ء سے لے کر آج تک ہر سال نہایت شان وشوکت کے ساتھ بدستور کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔

۷۔ ابتدا پاکستان ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک ہر سال ربوہ میں مرزائیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا، اس پر پابندی لگ گئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔

۸۔ ۱۹۸۳ء میں قادیانیوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر لیا جس کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتویں امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں تیسری بار تحریک چلی۔ یہ

تحریک ایک سال جاری رہی بالآخر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا۔ جس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اذان دینے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی۔

۹۔ یکم مئی ۱۹۸۴ء کو مولانا محمد اسلم قریشی کے کیس کے سب سے بڑے مجرم اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان سے مجرمانہ اور بزدلانہ فرار کر کے لندن اپنے اصلی آقاؤں انگریز برطانیہ کے پاس پناہ حاصل کی اور وہاں اپنی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۰۔ اس ظالم کے تعاقب میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین وفد یکے بعد دیگرے لندن گئے۔ جن میں تحفظ ختم نبوت کے امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی احمد الرحمٰن نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عابد، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا محمد یعقوب باوا، مولانا اللہ وسایا ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت شامل تھے۔ ہرسہ وفود نے لندن سے گلاسکو تک پورے انگلستان کا دورہ کیا۔ ہرمقام پر عظیم الشان اجتماع ہوئے، اس طرح انگلستان کے لاکھوں مسلمانوں تک عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا گیا، اور فتنہ قادیانیت کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا گیا۔

اور بیرون ملک مختلف ممالک میں مرکزی شوریٰ کے کارکن نامزد کیے گئے، حضرت مولانا محمد یوسف متالا (انگلینڈ) حضرت مولانا سعید احمد انگر (ای یونین) حضرت مولانا ابراہیم میاں (جنوبی افریقہ) حضرت مولانا خلیل احمد (عرب امارات) حضرت مولانا محمد ہارون (متحدہ عرب امارات) محترم راجہ حبیب الرحمٰن (سپین)

۱۱۔ ۸۵-۱۹۸۶ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، حضرت مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی۔ ان حضرات نے فتنہ قادیانیت کے سلسلہ میں

برطانیہ، موریشس، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، کنیڈا، اسپین، فرانس اور جنوبی افریقہ، سعودی عرب، عرب امارات، خاص طور پر ابوظہبی اور قطر کا تبلیغی دورہ کیا۔
حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نائب امیر بھی وفد کی معاونت کے لیے بعض ممالک میں تشریف لے گئے، ہر ملک میں عام اجتماعات سے خطابات ہوئے، تعلیمی لیکچرز ہوئے اور مساجد میں حلقہ ہائے درس قائم کیے گئے اور خصوصی مجالس منعقد ہوئیں جن میں سوالات وجوابات کا سلسلہ ہوتا رہا، ان مجالس کی خصوصیت یہ تھی کہ قادیانی بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور سوالات وجوابات کرتے رہے۔ چنانچہ بہت سے متذبذب لوگ پختہ مسلمان ہوگئے اور کچھ قادیانی مطمئن ہو کر مسلمان ہوگئے، الحمد للہ۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کوئی بھی ایسا براعظم نہیں جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا کام نہ ہو رہا ہو۔ یورپ، ایشیا، جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ گویا چہار دانگ عالم میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کا شرف مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے اور اسی لیے اس کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رکھا گیا ہے۔

ناموس رسالت کا تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی نہایت ہی عظیم الشان اور مبارک کام ہے۔ نبوت ورسالت کی ابتداء سیّدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی تکمیل وخاتمیت تاجدار ختم نبوت سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی، سیّدنا آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سب سے آخری نبی ورسول ہیں۔ آپ کے بعد اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت ورسالت عطا نہیں کیا جائے گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا چودہ سو سالہ متفقہ عقیدہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے مبارک زمانہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی

توحید کو پھیلانے، شرک وکفر کو مٹانے اور اسلام کی تبلیغ کے لیے جتنی لڑائیاں اور جنگیں ہوئیں، ان سب میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریباً دوصد انسٹھ (۲۵۹) کے لگ بھگ ہے۔ جب کہ زمانہ خلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ہم خیال منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو جنگ لڑی گئی صرف اس ایک جنگ میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہونے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بارسو (۱۲۰۰) سے زیادہ ہے۔ جن میں سے سات سو (۷۰۰) شہداء حفاظ وقراء قرآن کریم تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کو پورے اسلام کے دفاع کے لیے اتنی قربانی نہیں دینی پڑی جتنی صرف عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے دینی پڑی۔ وہ لوگ حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کریں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مبارک کام پر لگایا وہ قرآن کی بشارت **یحبھم ویحبونہ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں کا مصداق ہیں اور وہ دنیا میں بھی آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی خصوصی عنایات والطاف کا مورد ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت ورضوان کی دولت سے مالا مال ہوں گے کیونکہ ان کے سرکردہ اور مقتدا حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، حق تعالیٰ شانہ ان سب کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں، دنیا وآخرت میں ان کو اپنے الطاف کریمانہ سے نوازیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت وعنایت انہیں نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ التسلیم۔

بیعت ہونے کے فوائد

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے بیعت ہونے کا مقصد دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ اور امور دینیہ کا علم ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر کاربند رہنا مشکل ہوتا ہے بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ نماز روزہ کے تو عادی ہوتے ہیں مگر جھوٹ فریب اور غیبت جیسی برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے، بیعت کا مقصد وحید یہ ہے کہ انسان سے رذائل چھوٹ جاتے ہیں اور ان کی بجائے اخلاق عالیہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی بجاآوری میں سہولت اور معاصی سے خود بخود نفرت ہوجاتی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ اختیار کرنے کی ترغیب میں
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین والہ الطاھرین اجمعین

اللہ رب العالمین کا حمد ہے اور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اور ان کی آل پاک پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

جان من آگاہ ہو کہ تیری کیا بلکہ سب بنی آدم کی سعادت اور خلاصی اور نجات اپنے مولا کی یاد میں ہے جہاں تک ہوسکے سب اوقات کو ذکرِ الٰہی میں بسر کرنا چاہیے اور ایک لحظہ بھی غفلت جائز نہ سمجھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا حمد اور اس کا احسان ہے کہ دوام ذکر حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرھم کے طریقہ میں ابتداء ہی میں میسر ہوجاتا ہے اور ابتدا میں نہایت کے

درج ہونے کے طریق پر حاصل ہو جاتا ہے۔ پس طالب کو اس بلند طریقہ کا اختیار کرنا بہت ہی بہتر اور مناسب بلکہ واجب اور لازم ہے۔ پس تجھے چاہیے کہ توجہ کے قبلہ کو سب طرف سے پھیر کر ہمہ تن اس طریقہ عالیہ کے بزرگواروں کی بلند بارگاہ کی طرف توجہ کرے اور ان کے باطن پاک سے دعا و توجہ طلب کرے۔ ابتداء میں ذکر کہنے سے چارہ نہیں۔ چاہیے کہ تو قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو کہ وہ مضغہ گوشت قلب حقیقی کے لیے حجرہ کی طرح ہے اور اسم مبارک اللہ......کو......قلب پر گذارے اور اس وقت قصداً کسی عضو کو حرکت نہ دے اور ہمہ تن قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور قوت متخیلہ میں قلب کی صورت کو جگہ نہ دے اور اس کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے۔ نہ کہ اس کی صورت کا تصور اور لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بے چونی اور بے چگونی (بے مثل و بے مثال) کے ساتھ ملاحظہ کرے اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کرے اور حاضر و ناظر بھی ملحوظ نہ ہوتا کہ تو ذات تعالیٰ کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائے اور وہاں سے کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرنے میں نہ پڑ جائے اور بے چون کی گرفتاری سے چون کی شہود سے آرام نہ پکڑے کیونکہ جو کچھ چون کے آئینہ میں ظاہر ہو وہ بے چون نہیں ہے اور جو کثرت میں نمودار ہو وہ واحد حقیقی نہیں۔ بے چون کو دائرہ چون کے باہر ڈھونڈنا چاہیے اور بسط حقیقی کو کثرت کے احاطہ کے باہر تلاش کرنا چاہیے۔

اگر ذکر کہنے کے وقت پیر کی صورت بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیے اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیے تو جاننا ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ شخص ہے جس سے تو خدائے تعالیٰ کی جناب پاک کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے مدد و اعانت حاصل کرے، صرف کلاہ دامنی اور شجرہ جو معروف ہو گیا ہے پیری و مریدی کی حقیقت سے خارج ہے اور رسم و عادت میں داخل ہے ہاں اگر شیخ کامل و مکمل سے کوئی کپڑا تبرک کے طور پر تجھے ہاتھ لگے اور تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ پہن کر زندگی بسر کرنی چاہے تو اس صورت میں بیشمار

فائدوں اور ثمروں کے حاصل ہونے کا قوی احتمال ہے اور تجھے جاننا چاہیے کہ خوابیں اور واقعات اعتماد اور اعتبار کے لائق نہیں ہیں اگر کسی نے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھا یا قطب وقت معلوم کیا تو حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہاں اگر خواب اور واقع کے بغیر بادشاہ ہو جائے یا قطب بن جائے تو مسلم ہے۔ پس جو احوال و مواجید کہ بیداری اور ہوش کی حالت میں ظاہر ہوں وہ اعتماد کے لائق ہیں ورنہ نہیں اور جاننا چاہیے کہ ذکر کا نفع اور اس پر آثار کا مترتب ہونا شریعت کے احکام بجالانے پر وابستہ ہے۔ پس فرضوں اور سنتوں کے ادا کرنے اور محرم و مشتبہ سے بچنے میں اچھی طرح احتیاط کرنی چاہیے اور قلیل و کثیر میں علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان کے فتویٰ کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ والسلام۔ (مکتوب ۱۹۰ جلد اول)

آداب شیخ کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا مکتوب شریف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ الذی ادبنا بالاداب النبویة وھدانا بالاخلاق المصطفویة علیه وعلی اله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها (شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو آداب نبوی کے ساتھ مؤدب کیا اور اخلاق مصطفویہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اتمها واکملها کی جانب ہم کو ہدایت فرمائی۔)

جاننا چاہیے کہ اس راہ کے سالک دو حال سے خالی نہیں ہیں۔ یا تو وہ مرید ہیں یا مراد ہیں۔ اگر مراد ہیں تو ان کے لیے مبارک بادی ہے کیونکہ (کارکنان قضا وقدر) ان کو انجذاب محبت کی راہ سے کشاں کشاں لے جائیں گے اور مطلب اعلیٰ پر پہنچا دیں گے اور ہر ادب جو بھی درکار ہوگا وہ توسط سے یا بلا توسط ان کو سکھا دیں گے اور اگر کوئی لغزش واقع ہوگئی تو جلد ان کو آگاہ کر دیا جائے گا اور اس کا مواخذہ

نہیں کیا جائے گا اور اگر ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی تو بغیر کسی کوشش کے ان کو اس دولت (مرشد کامل) کی طرف رہنمائی فرماویں گے۔ مختصر یہ کہ عنایت ازلی جل سلطانہ ان بزرگوں کے حال کی متکفل ہوتی ہے، (حق تعالیٰ کسی ذریعے سے) سبب اور بلاسبب ان کے کام کی کفالت فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (شوریٰ ۴۲، آیت ۱۳) (اللہ تعالیٰ اپنے لیے منتخب کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے)

اور اگر مریدوں میں سے ہیں تو ان کا کام پیر کامل و مکمل کے توسط کے بغیر دشوار ہے، بلکہ (ان کے لیے) ایسا پیر ہونا چاہیے جو ''دولت جذبہ و سلوک'' سے مشرف کیا گیا ہو، اور ''فنا و بقا'' کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکا ہو، نیز ''سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ'' کے تمام مرحلوں کو طے کر چکا ہو، اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور وہ مراد (والے حضرات) کی تربیت کا پروردہ ہے تو وہ (مرشد) کبریت احمر (سرخ گندھک یعنی اکسیر) کی مانند ہے۔ اس کا کلام دوا ہے اور اس کی نظر شفا ہے، مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف پر وابستہ ہے اور پژمردہ جانوں کی تازگی اس کے التفات لطیف سے مربوط ہے۔ اگر اس قسم کا ''صاحب دولت شیخ'' میسر نہ ہو تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے، اس سے بھی ناقصوں کی تربیت ہو جاتی ہے اور اس کے توسط سے فنا و بقا کی دولت تک پہنچ جاتے ہیں۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

عرش سے نیچے ہے بیشک آسمان
پھر بھی اونچا ہے زمیں سے وہ مکاں

اگر خداوند جل سلطانہ کی عنایت سے کسی طالب کو ایسے پیر کامل و مکمل کی طرف رہنمائی نصیب ہو جائے تو اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور پورے طور پر اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کی مرضیات میں اپنی سعادت سمجھے اور اس

کی خلاف مرضیات کو اپنی شقاوت و بدنصیبی جانے۔ خلاصہ یہ کہ اپنی خواہش اس کی رضا کے تابع کر دے۔

حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا میں ہے۔ لن یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (رواہ فی شرح السنہ وقال النووی ہذا حدیث صحیح قالہ فی المشکوٰۃ)

(تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہش کو اس امر کے تابع نہ کر دے جس کو میں لایا ہوں)

جاننا چاہیے کہ صحبت (شیخ) کے آداب کی رعایت اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے اور (آداب کی رعایت کے بغیر) صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور اس کی مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا (اس لیے) بعض ضروری آداب و شرائط لکھے جاتے ہیں، گوش ہوش سے سننے چاہئیں۔

جان لیں کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے ''چہرہ دل'' کو تمام اطراف و جوانب سے ہٹا کر اپنے مرشد کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں رہتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں بھی مشغول نہ ہو، اور نہ ہی اس کے حضور میں اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے، حتیٰ کہ جب تک وہ حکم نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض و سنت کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے۔

سلطان این وقت (جہانگیر) کا واقعہ منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اسی اثنا میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اسی حال میں تھا کہ اچانک بادشاہ کی نظر وزیر پر پڑ گئی کہ وہ اس کے غیر (یعنی اپنے کپڑے) کی طرف متوجہ ہے، تو بادشاہ نے نہایت عتاب آمیز لہجہ میں کہا کہ ''میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا وزیر

میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے'' سوچنا چاہیے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل ''مثلاً بادشاہ'' کے لیے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل (مثلاً پیر) کے لیے ان آداب کی کامل درجہ رعایت نہایت ہی ضروری ہوگی۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑوں یا سایہ پر پڑے اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر وضو نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے، اور اس کے حضور میں پانی نہ پئے کھانا نہ کھائے اور نہ کسی سے گفتگو کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو، اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس کی طرف تھوکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب (درست) جانے اگرچہ بظاہر درست معلوم نہ ہو، وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے لیکن خطائے الہامی خطائے اجتہادی کے مانند ہے اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں اور نیز چونکہ اس مرید کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لیے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے محب (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی دیتا ہے لہٰذا اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ کھانے پینے، پہننے سونے اور اطاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہیے۔ نماز کو بھی اسی کی طرز پر ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہیے۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ وبوستاں وتماشائے لالہ زار
جو شخص ہو نگار کے گھر سب ہے اس کے پاس
باغ اور لالہ زار کی حاجت نہیں اسے

اور اس (پیر) کی حرکات وسکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے

اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانے کے برابر ہو، کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہے (عیب دیکھنے والا)۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب خطرات (قلبی اور وساوس) کے طریق پر ہوں۔ کیا آپ نے سنا ہے کہ کسی مومن نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہوتے ہیں۔

معجزات از بہر قہر دشمن است
بوئے جنسیت پے دل بردن است
موجب ایماں نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات
معجزہ ہے عجز دشمن کے لیے
اپنے اپنایت سے ہیں اپنے بنے
موجب ایماں نہیں ہیں معجزات
بلکہ اپنایت سے ہے جذب صفات

اگر دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف (پیر کی خدمت میں) عرض کر دے' (پھر بھی) اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے' اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے' اور جو تعبیر خود طالب پر منکشف ہو وہ بھی عرض کر دے اور صواب و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے کیونکہ اس دار (فانی) میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور خطا صواب کے ساتھ ملی جلی ہوئی ہے اور بے ضرورت اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیونکہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز

سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور (ظاہر و باطن میں) جو فیض وفتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے اور یہ سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے اس لیے پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلاو آزمائش کی وجہ سے مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے۔ یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے حق سبحانہ اس لغزش سے محفوظ رکھے اور سیّد البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے طفیل پیر کے ساتھ حسن اعتقاد اور اس کی محبت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

غرض الطریق کلہ ادب (طریقت سراپا ادب ہے) مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا اور اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ بر آ نہ ہو سکے تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار ضروری ہے اور اگر اعاذنا اللہ سبحانہ آداب کے رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ بود
دیدن روئے نبی سود نہ بود
جس کی قسمت میں نہ وہ بہبود تھی
دید پیغمبرؐ اسے بے سود تھی

ہاں اگر کوئی مرید اپنے پیر کی توجہ کی برکت سے فنا و بقا کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور اس پر الہام وفراست کا طریقہ کھل جائے اور پیر بھی اس کو تسلیم کر لے اور اس کے

کمال کی گواہی دے تو اس مرید کے لیے جائز ہے کہ وہ بعض الہامی امور میں اپنے پیر کے خلاف کرے اور اپنے الہام کے تقاضی پر عمل کرے اگر چہ پیر کے نزدیک اس کے خلاف ہی متحقق ہو چکا ہو، کیونکہ وہ اس وقت پیر کی تقلید کے حلقہ سے باہر نکل آیا ہے اور اس کے حق میں تقلید کرنا خطا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات نے بعض اجتہادی امور اور غیر منزلہ احکام میں آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اختلاف کیا ہے اور بعض اوقات صواب اور صحیح ہونا ان اصحاب کی طرف ظاہر ہوا ہے جیسا کہ ارباب علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مرتبہ کمال پر پہنچنے کے بعد مرید کو پیر سے اختلاف کرنا جائز ہے اور سوئے ادب سے مبرا ہے بلکہ اس جگہ پر تو یہی ادب ہے ورنہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوت والتسلیمات کو جو کمال ادب میں مؤدب تھے سوائے تقلید امر کے اور کوئی کام نہ کرتے (امام) ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد (امام) ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا خطا ہے بلکہ اپنی رائے کی متابعت میں صواب ہے نہ کہ ابی حنیفہ کی رائے میں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے ”میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک جھگڑتا رہا۔“ آپ نے سنا ہوگا کہ ”ایک صنعت کی بہت سے افکار کے ملنے سے تکمیل ہوتی ہے“ اگر (فن اور علم) ایک ہی فکر پر قائم رہتے تو ان میں کوئی اضافہ نہ ہوتا۔ وہ علم نحو جو امام سیبویہ کے زمانے میں تھا آج (نحویوں کی) مختلف آراء اور بہت سے نظائر سے ملنے سے ہزار گنا زیادہ کامل ہو چکا ہے لیکن چونکہ اس کی بنا امام سیبویہ نے رکھی ہے اس لیے فضیلت اسی کے لیے ہے (یعنی) فضیلت متقدمین کے لیے ہے لیکن کمال ان (متاخرین) کے لیے۔ **مثل امتی کمثل المطر لایدری اولھم خیر ام اخرھم**۔ (میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے نہیں معلوم کہ اس کا اول اچھا ہے یا آخر) حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

تتمہ: بعض مریدوں کے شبہ دور کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ الشیخ یحی ویمیت (شیخ زندگی بھی دے سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے) (یعنی احیا اور اماتت مقام شیخی کے لوازمات میں سے ہے لیکن اس ''احیا'' سے مراد احیائے روحی ہے نہ کہ جسمی اور اسی طرح ''اماتت'' سے مراد بھی روحانی موت ہے نہ کہ جسمانی اور حیات وموت سے مراد فنا وبقا ہے جو مقام ولایت وکمال کو پہنچاتا ہے اور شیخ مقتدا اللہ سبحانہ' کے اذن سے ان دونوں امر کا کفیل وضامن ہے لہٰذا شیخ کے لیے اس احیا اور اماتت کے بغیر چارا نہیں ہے۔ یحی ویمیت کے معنی یبقی ویفنی (یعنی باقی رکھنا اور فنا کرنا) جسمانی احیا واماتت کو منصب شیخی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ شیخ مقتدا کہربا (مقناطیس) کی طرح ہے' جس کو اس سے مناسبت ہوگی وہ خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اپنا حصہ اس کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے۔ خوارق وکرامات مریدوں کے جذب کرنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ مریدین تو باطنی طور پر معنوی مناسبت سے اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں اور جو شخص ان بزرگوں سے نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے بھی محروم رہتا ہے اگر چہ وہ ہزار معجزے اور خوارق وکرامات دیکھے۔ ابوجہل اور ابولہب کا حال اس معنی اور مطلب کے لیے شاہد ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا ہے وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓی اِذَا جَآؤُکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (انعام آیت ۲۵) (یہ لوگ خواہ کتنی ہی نشانیاں اور معجزات دیکھ لیں تو بھی ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ جب وہ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ سے جھگڑا کریں گے اور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں) والسلام۔ مکتوب ۲۹۲' جلد اول

سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی ترغیب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا مکتوب شریف

حق سبحانہ وتعالیٰ ہم بے سروساماں مفلسوں کو حضرت سیّد المرسلین اولین و آخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کی دولت سے مشرف فرمائے اور اس پر استقامت نصیب کرے۔ آنحضرت علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا (ایسی عظیم المرتبت ہستی ہیں کہ ان) کی دوستی کے طفیل حق تعالیٰ اپنے اسمائی وصفاتی کمالات کو ظہور میں لایا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) کو بہترین جمیع بنا کر پیدا کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ تمام دنیاوی لذات اور اخروی تنعّمات سے مرتبہ میں کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ تمام فضیلت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی روشن سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے اور تمام بزرگی احکام شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے۔ مثلاً دوپہر کا سونا (قیلولہ) اگر اتباع سنت کی نیت سے ہو تو کروڑوں شب بیداریوں سے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی متابعت میں نہ ہوں اولیٰ وافضل ہے۔ اسی طرح عید الفطر کے دن میں کھانا (یعنی روزہ نہ رکھنا) جس کا شریعت مصطفوی میں حکم ہے، خلاف شریعت تمام عمر روزے رکھنے سے افضل ہے اور شارع علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایک چیتل (دام، پیسہ) دینا اپنی خواہش سے سونے کے پہاڑ خرچ کرنے سے بہتر وافضل ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد صحابہ کی طرف دیکھا تو ان میں سے ایک شخص کو حاضر نہ پایا۔ دریافت کرنے پر حاضرین نے عرض کیا کہ وہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہے۔ شاید اس وقت آنکھ لگ گئی ہو۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص تمام رات سوتا رہتا اور صبح کی نماز باجماعت ادا کر لیتا تو (اس کے لیے تمام رات

عبادت کرنے سے) بہتر تھا۔

گمراہ لوگوں (اہل ہنود وغیرہ) نے اگر چہ ریاضتیں اور مجاہدے بہت کئے ہیں لیکن چونکہ وہ شریعت حقہ کے موافق نہیں ہیں۔ اس لیے بے اعتبار اور بے حیثیت ہیں۔ اگر ان (گمراہ لوگوں کے) اعمال شاقہ پر کچھ اجر ثابت بھی ہو تو وہ صرف بعض دنیوی منافع پر منحصر ہے، جب پوری دنیا ہی کچھ حیثیت نہیں رکھتی تو اس کے کسی منافع کا کوئی کیا اعتبار کرے۔ ان کی مثال ایسے خاکروب کی طرح ہے جس کی محنت سب سے زیادہ اور مزدوری بہت کم ہے اور شریعت کے تابعداروں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو قیمتی جواہرات اور عمدہ عمدہ ہیروں کے ساتھ کام کرتے ہیں کہ ان کا کام بہت تھوڑا اور مزدوری بہت زیادہ ہے۔ سنت کے موافق ایک ساعت کا عمل ہو سکتا ہے کہ اجر میں ایک لاکھ برس کے نیک عمل کے برابر ہو۔ اس میں راز یہ ہے کہ جو عمل شریعت کے موافق ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کا پسندیدہ ہوتا ہے اور جو خلاف شریعت ہوتا ہے وہ (حق تعالیٰ کا) ناپسندیدہ۔ پس ناپسندیدہ اعمال کی صورت میں ثواب کی کہاں گنجائش ہے بلکہ عذاب متوقع ہے۔ اس حقیقت کی عالم مجاز میں نظیر موجود ہے جو تھوڑی سی توجہ سے واضح طور پر سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

بیت:

ہر چہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

ہر چیز ہے مضر جو بھی ساتھ دے مریض
کافر ولی ہے اس کو پکڑ لے اگر ولی

پس تمام سعادتوں کا سرمایا سنت کی پیروی ہے اور تمام فسادات کی جڑ شریعت کی مخالفت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سیّد المرسلین علیہ وعلیہم آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام مکتوب ۱۱۴، جلد اول۔

ارشادات عالی قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی

مبادیات اوراد واشغال

عالم امکاں میں یہ اصول کارفرما ہے کہ کسی مقصد کی عظمت اس کے لائحہ عمل پر منحصر ہے۔ مبادیات اور قواعد وضوابط جس قدر مستحکم اور حقیقت پرمبنی ہوں گے اسی قدر حصول مقصد میں سہولت اور پائیداری نمایاں ہوگی۔ ذکرِ الٰہی کے بھی مقتضیات ہیں جن کی رعایت مداومت ذکر سے بھی اہم تر ہے اوراد واشغال تمام کے تمام مثمر سعادت اور نجات اخروی کا موجب ہیں۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے نزدیک نجات اخروی علمائے اہل سنت والجماعت کی آرا کے مطابق درست عقائد اور اعمال صالحہ کی فراہمی سے مربوط ہے۔ اعمال میں تساہل و مداہنت اختیار کرنے والے کی مغفرت کا امکان ہے مگر فاسد العقائد کی مغفرت محال ہے کہ اس کے بارے میں نص قطعی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وارد ہے۔

عقائد کے سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات و صفات اور اس کے افعال میں کسی کو شریک وسہیم نہ ٹھہرائے وہ ذات واجب الوجود ہے اور مخلوقات تمام ممکن الوجود۔ وہ ہر نقص وزوال سے منزہ ہے اور غیر ذات میں اس کا حلول مستبعد ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کے ساتھ جس وسع وقرب اور احاطے کو بیان فرمایا ہے اس کے ادراک سے فکر بشر قاصر ہے۔ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کو یوں نظم کیا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با نوع ناس

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ کے مطابق وہ مخلوق اور اس کے اعمال کا خالق ہے۔ اس نے بندوں کو قدرت وارادہ سے نوازا تو ضرور ہے مگر ان کی یہ

صفت حقیقی نہیں۔ ازل سے اس کا دستور ہے کہ بندہ جب کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں فعل تخلیق فرما دیتا ہے۔ انسان کا یہ فعل دائرہ کسب میں داخل ہے۔ خلق وکسب کا تفاوت اس مثال سے واضح طور پر سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کوئی شخص ایک مکان کے کواڑ بند کر لے تو اندھیرا ہو جائے گا۔ یہ اندھیرا بعض عوامل واسباب کے بروئے کار لانے کے بعد ظہور پذیر ہوا ہے۔ اگر انسان ظلمت کے خلق پر قدرت رکھتا تو کھلے میدان میں بھی اندھیرا پیدا کر سکتا مگر فی الواقع ایسا نہیں یہی فرق خلق وکسب کا ہے اور مذکورہ بالا کسب پر ہی جزا وسزا کا ترتب ہے۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن حکیم کی آیت مبارکہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اشارہ کر رہی ہے۔ وہ خیر وشر کا خالق مطلق ہے اور ہر دو کی تخلیق میں اس کے ارادے کو دخل ہے مگر وہ معصیت سے راضی نہیں اور طاعت وعبادت میں اس کی رضا مضمر ہے۔ یہ ارادے اور رضا کی حد فاصل ہے۔ قدریہ اسی باعث مجوس امت ٹھہرے کہ انہوں نے انسان کو اعمال کا مستقل خالق مان کر مجوسیوں کے طرز پر یزدان واہرمن دو خالق بنا لیے۔ صرف خالق شر کہنا اس کی ذات میں سوءادب ہے بلکہ خالق الخیر والشر کہنا چاہیے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا استوائے عرش اور آسمان دنیا پر آخر شب نزول سمع وبصر اور چہرہ ودست سب پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کی تاویل کی بجائے تفویض کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم انبیائے سابقین علیہم السلام کتب سماویہ فرشتے سوال وجواب درقبر حشر ونشر میزان اعمال گذر صراط وشفاعت نبی والیاء صلحا خلود اہل ایمان در جنت واہل معاصی در دوزخ ان سب پر ایمان رکھنا معتقدات میں شامل ہے۔ اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ گنہگار مومن دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ دراصل ایمان کی کمی وبیشی سے بالاتر ایک ایسا لطیف جوہر ہے کہ جب وہ زمین قلب میں قرار پکڑ لیتا ہے تو پھر کسی قسم کی معصیت اسے

زائل نہیں کرسکتی۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کلمہ گو جس کے قلب میں جو کے دانے کے برابر یا ذرہ بھر یا گندم کے دانے کے برابر بھی نیکی ہوگی بالآخر دوزخ سے نجات پا جائے گا۔

اہل السنہ والجماعت کا راسخ عقیدہ ہے کہ اہل ایمان جنت میں داخل ہونے کے بعد رؤیت باری تعالیٰ سے سرفراز ہوں گے۔ یہ نعمت دارین کی تمام نعمتوں سے فزوں تر اور یہ سعادت دونوں عالم کی سعادتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ اس دولت دیدار کے بارے میں حدیث شریف میں یوں وارد ہے:

عن جرير بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انكم سترون ربكم عيانا و فى رواية قال كنا جلوسا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر الى القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضآمون فى رويته فان استطعتم ان لا تغلبوا علىٰ صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فافعلوا ثم قراوسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (متفق علیہ)

وعن صهيب عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل اهل الجنة الجنة يقول الله تريدون شيئا ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا، الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الىٰ وجه الله فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الىٰ ربهم ثم تلا للذين احسنو الحسنى وزيادة (رواۃ مسلم)

مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۰۰، مطبوعہ اصح المطابع، باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا بے شک تم اپنے پروردگار کو عیاں دیکھو گے اور دوسری روایت میں انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ ہم حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا۔ بے شک تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیدار میں کوئی چیز تم سے مزاحم نہ ہوگی۔ اگر تم طلوع وغروب آفتاب سے پیشتر نمازوں کے سلسلہ میں (اشتغال امور کے باعث) مغلوب نہ ہو جاؤ، پس یہ ضرور انجام دو (انہیں ادا کرو)۔ پھر آپ نے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی، وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (طلوع وغروب آفتاب سے پہلے آپ اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کریں۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اہل جنت کے داخل جنت ہونے کے بعد اللہ رب العزت ان سے فرمائے گا کیا تم اس امر کا ارادہ رکھتے ہو کہ میں تمہیں کچھ زیادہ بھی عطا کروں۔ وہ کہیں گے کہ اے مولا کریم کیا تو نے ہمارے چہروں کو منور نہیں کیا۔ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات عطا نہیں فرمائی اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حجابات اٹھا دیئے جائیں گے پس وہ اپنے پروردگار کے چہرے کی جانب دیکھیں گے اور عنایاتِ الٰہی میں سے کوئی چیز ان کے نزدیک رؤیت باری تعالیٰ سے محبوب تر نہ ہوگی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِينَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (جن لوگوں نے احسان اختیار کیا انہیں اس کا عمدہ معاوضہ ملے گا اور اس پر عطائے مزید بھی ہوگی۔)

جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بدولت ارشادات نبویہ ہم تک پہنچے۔ وہ روایان کلام الٰہی بھی ہیں۔ اس بناء پر ان کی عظمت وشان کا منکر قرآن حکیم کا منکر ہے۔ آیات ام الکتاب ان کی صداقت باہمی اخوت اور اعدائے دین پر ان کی شدت کے

بارے میں جا بجا شاہد ہیں۔ ان کے نفوس قدسیہ فیضان صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے مزکی ہو چکے تھے۔ اقوال واعمال شان رسالت کے آئینہ دار تھے اور سیرت وکردار میں ہوا وہوس کا شائبہ تک موجود نہ تھا۔ ان کے اختلافات سب کے سب تعمیری اور مصالح دینیہ کی خاطر تھے۔ جن کے پس منظر میں کسی قسم کی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش نام کو نہ تھی۔ ان کے دامن دنیوی کدورت کی گرد سے بھی کبھی آلودہ نہیں ہوئے۔ ان کی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور ان سے بغض جناب خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم سے بغض ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فتح کی آخری آیت کے کلمات لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّار سے استدلال فرمایا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی شان وشوکت دیکھ کر غیض و غضب کا اظہار کرنے والے لوگ کفار ہیں۔

ان کلمات قدسیہ کا سیاق اس طرح ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهُ فَاٰزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّار ترجمہ: جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا ایک پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی طاقت پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی وہ نیکیوں کا حکم کریں گے، بدیوں سے منع کریں گے کہا گیا ہے کہ کھیتی حضور ہیں اور اس کی شاخیں اصحاب ومومنین۔

خلافت وامامت کا موضوع اصول دین سے متعلق نہیں مگر متشیعین کی افراط و تفریط کے پیش نظر علمائے حق نے اسے بھی عقائد کے درجہ میں رکھا ہے۔ جناب خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے خلیفہ اول حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ان کی فضیلت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع سے ثابت ہے۔ جن صدیوں کوحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہترین قرار دیا ہے۔ ان میں پہلی صدی کے چھوٹے بڑے اورمردوزن کے اتفاق سے اس کا ظہور ہوا۔ اسی بناء پر علماء نے فرمایا ہے کہ جس قدر اتفاق رائے اور اجماع صحابہ کرام علیہ الرضوان حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر واقع ہوا ہے، ایسا اتفاق واجماع دیگر تین خلفائے راشدین میں سے کسی کی خلافت پرنہیں ہوا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے آغاز میں ایک قسم کا تردد تھا اوراس صدی کے حضرات نے اس سلسلے میں غایت درجہ حزم واحتیاط بروئے کارلاکر یہ اقدام فرمایا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بھی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت کا حکم دیا ہے۔ امام ذہبی نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں فرمایا ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلے کواسّی سے زیادہ افراد نے روایت کیا ہے۔

مکتوبات امام ربانی دفتر سوم ہر دو حاشیے اس دفتر کے مکتوب نمبر ۲۴ کے اقتباسات کا ترجمہ ہیں۔

مذکورہ بالا عقائد تمام کے تمام کلمہ توحید سے متفرع ہیں۔ باقی چار ارکان جو نماز پنجگانہ ادائے زکوٰۃ صوم رمضان اورحج بیت اللہ شریف پر مشتمل ہیں۔ عبادت واعمال سے متعلق ہیں۔ ان میں آداب وشرائط مقررہ کے مطابق نماز کی ادائیگی افضل ترین عبادت اور جامع ترین عمل ہے۔ روز محشر سب سے پہلے اسی کا محاسبہ ہوگا۔ وہ کافر ومومن کے درمیاں فارق ہے اور مومن کوقرب ذات الٰہی بخشتی ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ جومومن بطرز احسن وضو

کرے پھر نماز کو اس طرح ادا کرے کہ جو پڑھے اسے جانتا بھی ہو تو وہ گناہوں سے اس روز کی طرح پاک ہو جاتا ہے جب وہ بطن مادر سے پیدا ہوا تھا۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو دوران سلوک اذکار وظائف سے حظ وافر نصیب ہوتا ہے لیکن منتہی ہونے پر اسے اقلیم فقر و عرفان میں کوئی چیز صلوٰۃ پنجگانہ پر مداومت سے عزیز تر نظر نہیں آتی۔ کسی شخص نے امام ربانی سے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کی حقیقت کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا نماز میں حضور قلب سے مراد یہ ہے کہ نماز ادا کرنے والا اس کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کی طرف دھیان رکھے۔ قیام رکوع و سجود اور دیگر ارکان کو بہ سکون تام خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے تاکہ جس جس رکن پر جن تجلیات ربانیہ کا نزول ہے، روح ان سے متلذذ ہو کر ملاء اعلیٰ کی طرف رجوع کر سکے۔

جناب عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ دار آخرت میں جو کیفیت رؤیت باری تعالیٰ کی ہے، دنیا میں نماز اسی کیفیت کی حامل ہے جس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم شب معراج تمام عالم سے منقطع ہو کر حریم ذات کبریا میں پہنچے تھے مومن کو وہی تبتل وانقطاع نماز میں بعینہ میسر آتا ہے۔ اسی باعث وہ اہل ایمان کی معراج سے موسوم ہے۔ بایں طور حج، زکوٰۃ اور روزہ کو فقہی مقتضیات کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے سے مومن کو پاک بازان حق کے زمرہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ان امور کی انجام دہی کے طفیل دنیوی معاملات میں بھی راست بازی تقویٰ اور ورع اختیار کر لیتا ہے۔ ورع جو پرہیزگاری سے عبارت ہے اس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ورع اختیار کر۔ تو عبادت گذاروں میں افضل تر ہو جائے گا۔ علمائے ربانی نے حصول ورع تام کے دس عظیم اصول منضبط فرمائے ہیں۔

(۱) غیبت سے حفظ لسان (۲) بدگمانی سے اجتناب (۳) تمسخر سے کنارہ کشی (۴) محارم سے نگاہ کی حفاظت (۵) راست گوئی (۶) اپنی ذات پر احسانات خداوندیہ کا عرفان کہ نفس مغرور نہ ہو (۷) باطل کی بجائے حق پر انفاق مال (۸) نفس کو بڑائی اور استکبار سے باز رکھنا (۹) پابندی نماز اور (۱۰) اہل السنّت والجماعت کے طریق پر استقامت۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے پرہیزگاری کے موضوع کو کس خوبی سے نظم کیا ہے۔

پرہیزگار باش کہ داور آسماں
فردوس جائے مردم پرہیزگار کرد

درستی عقائد اور اعمال صالح کی بدولت مومن سعادت دارین سے بہرہ ور ہو جاتا ہے جو منشائے شریعت مبارکہ ہے۔

ذکرِ الٰہی کے فیوض و برکات

ذکر الٰہی کے بغیر کشائش باطن محال ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں کثرت ذکر اور صبح وشام تسبیح کا حکم دیا ہے۔ ذکر کثیر کرنے والے مرد و زن کو مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔ کلام الٰہی کو بھی سراپا ذکر سے موسوم کیا گیا ہے۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں ذکر کثیر سے مراد سلطان الاذکار ہے جس سے رواں رواں انوار ذکر کے تحت متجلی ہو جاتا ہے۔ ذکر کی بہترین تعداد وہ ہے جس پر مداومت نصیب ہو۔ بخاری شریف میں ہے، **وكان احب الاعمال اليه ماداوم عليه صاحبه** اقلیم طریقت ذکر الٰہی سے آباد اور ارواح اولیاء اس کی تجلیات سے سرشار ہیں۔ وہ قرب الٰہی کو موجب استقامت کی دلیل خطرات نفس کا مانع، طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد اور مکائد شیطانی کے خلاف اہل ایمان کی سپر ہے۔ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ** کی نص قطعی اس حقیقت کی شارح ہے۔

قادریہ سہروردیہ چشتیہ نقشبندیہ مجددیہ اور دیگر تمام سلاسل طریقت کے اکابر کثرت ذکر الٰہی سے ممتاز وسرفراز ہیں۔ موسس خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں علیہ الرحمۃ ہر روز قرآن حکیم کی ایک منزل تلاوت کرتے اور ساتھ ساتھ آیات ربانیہ کے مطالب ومفاہیم پر فکر بھی فرماتے تھے۔ مدت مدید تک نماز تہجد میں پچاس بار سورہ یٰسین پڑھنے کا معمول رہا۔ آپ عالم درویشی میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے الطاف وعنایت کے زیر اثر ذکر وشغل میں اس درجہ منہمک اور مشتغل رہتے تھے کہ ذکر الٰہی سے اندرونی حرارت بے حد بڑھ گئی تھی اور اس کے آثار جسم مبارک پر اس قدر نمودار تھے کہ موسم سرما میں اگر جمے ہوئے گھی کا پیالہ آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا جاتا تو گھی پگھل جاتا تھا۔ ذکر کی کثرت سے تسبیح کا مضبوط سے مضبوط دھاگا دو چار روز ہی میں بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جاتا تھا پھر نیا دھاگہ ڈالنا پڑتا تھا۔

ذکر لا الہ الا اللہ تہلیل کہلاتا ہے وہ ایک کافر ومشرک کے عمر بھر کے کفر وشرک کو آن واحد میں زائل کر دیتا ہے۔ مقامات عرفان کی سیر وسلوک ساری کی ساری اس سے وابستہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ کلمہ گو اور اس کے پروردگار کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ جناب کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ حق میں عرض کی اے اللہ مجھے وہ کلمات عطا فرما کہ ان کی وساطت سے میں تیری جناب میں التجا کروں تو اسے شرف قبولیت بخشا جائے۔ مولا کریم نے فرمایا کہ وہ کلمات لا الہ الا اللہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بار الٰہا تمام بندے ان کلمات کی وساطت سے تیری بارگاہ میں دعا گو ہوتے ہیں۔ میں تو خصوصی کلمات کا طالب ہوں مولا کریم نے فرمایا اگر کونین ایک پلڑے میں اور دوسرے میں یہ کلمات رکھ کر ہر دو کا موازنہ کیا جائے تو یہ کلمات ان پر بھاری ہوں گے۔ اسی طرح درود شریف کے فیوض وبرکات کی کوئی حد نہیں۔ اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے جناب خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔ ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر اللہ رب العزت دس مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اسے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ اس کی قبولیت حتمی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھا جائے وہ سریع الاجابت ہوتی ہے۔ مولا کریم کی شان رافت سے یہ امر بعید ہے کہ اول و آخر پڑھے جانے والے درود شریف کو تو قبول فرمالے اور درمیانی التجا کو مسترد کردے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو ایک نور عطا ہوگا جس کی بدولت وہ پل صراط سے مانند برق گذر جائے گا۔ اذکار و ظائف میں استغفار نہایت اہم ہے جناب ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا قلوب بھی لوہے کی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور ان کی جلا استغفار ہے یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو مبارک ہو جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار ہو وہ زہر معاصی کے خلاف تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ مسنونہ استغفار میں سے جسے بھی پڑھا جائے مستحسن ہے۔ کوئی بھی یاد نہ ہو تو استغفر اللہ کے دو کلمات بھی کافی ہیں۔ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں لکھا ہے کہ جو شخص سونے سے پہلے سو بار استغفر اللہ پڑھ لے اور وہ اس رات فوت ہو جائے تو اللہ رب العزت اسے اپنے فضل و کرم سے بخش دے گا۔ تمام اذکار مسنونہ سر بسر رحمت اور شفا ہیں۔ قرآن حکیم کی سورتوں اور بعض آیات مبارکہ کی فضیلت احادیث نبویہ میں بھی مذکور ہے۔ بعض اذکار اور خصوصی دعائیں ارشادات مصطفویہ پر مشتمل ہیں۔ ان سب کی وساطت سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں لطف و کرم کا طلبگار رہنا عین سعادت ہے اور اعراض حرماں نصیبی مگر ذکر کرنے والا انہیں پڑھتے وقت صرف رضائے خداوندی ہی کو مقصود و مطلوب سمجھے پھر بدایت ہی نہایت ہے اور منزل قبول الٰہی یک قدم ہے۔ مولا کریم بحرمت جناب سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم تمام افراد امت کو ذکر کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی جاں زذکر رحمٰن است

طریقہ ذکر اسم ذات ونفی اثبات

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسباق ذکر ومراقبات نقشبندیہ مجددیہ کے بارے میں ایک رسالہ ہدایۃ الطالبین کے نام سے لکھا ہے جس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل و صورت) کو پیدا فرمایا تو عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو انگلی نیچے مائل بہ پہلو اور روح کو دائیں پستان سے دو انگلی نیچے اور سر کو بائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور اخفی کو عین وسط سینہ میں عشقی تعلق عطا فرمایا۔ اس تعلق نے اس حد تک ترقی کی کہ ان لطائف نے اپنے آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے کے ساتھ موافقت کر لی اور اپنا پورا تعشق اسی تاریک محل میں صرف کر دیا۔

عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں:

پایہ آخر آدم ست وآدمی
گشت محروم از مقام محرمی
گر نگر دو باز مسکین زیں سفر
نیست از وے ہیچ کس محروم تر

ترجمہ: انسان (غیر کامل) بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے اور انسان ہی راز داری کے مقام سے محروم ہے۔ یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے تو اس سے بڑھ کر کون محروم ہو سکتا ہے۔ جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اس کو اپنے

دوستوں میں سے کسی ایک کے پاس پہنچا دیتے ہیں پھر وہ بزرگ اس کو اس کے مناسب (حال) ریاضتوں اور مجاہدوں کا حکم فرما کر اس کے باطن کا تزکیہ وتصفیہ فرماتے ہیں۔ کثرت اذکار وافکار کے ذریعہ اس کے لطائف کو ان کے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت ہی قاصر ہوگئی ہیں لہٰذا مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر فرماتے ہیں اور بجائے مشکل ریاضتوں اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی کا حکم کرتے ہیں اور حد اعتدال کا تمام اوقات اور احوال میں خیال رکھتے ہیں اور اپنی توجہات کو جو کئی چلہ کشیاں ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہوسکتیں ہر روز سبق کے طور پر مرید کے حق میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
سخرہ کند بر دہ (۱۰) وہ طعنہ زند بر چلہ (۴۰)

ترجمہ: جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر بھی پڑ گئی وہ تو دہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ کشی پر تمسخر اڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے۔ مشائخ نقشبندیہ اپنے مریدوں کو سنت کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے ہیں اور حتی المقدوران کے حق میں رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے اسی واسطے انہوں نے ذکر خفی ہی کو اختیار کر رکھا ہے۔ حدیث شریف سے ذکر جہر پر ستر درجہ اس کی فضیلت ثابت ہے اور اس طریقہ نقشبندیہ میں تین اشغال معمول بہا ہیں پہلا شغل ذکر اسم ذات ہے (اللہ) اول اول مرید کو اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب (مرید) کو چاہیے کہ پہلے اپنے دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کے سلسلہ) سے پاک وصاف رکھے گذشتہ اور آئندہ کے اندیشہ کو بھی دل سے نکال ڈالے اور خطرات وخیالات دور کرنے کے لیے جناب الٰہی میں خوب تضرع وزاری کرے اور ان کے دور کرنے کیلئے اس بزرگ کی صورت کا تصور وخیال جس سے اس نے وہ ذکر حاصل کیا ہے، دل کے مقابل یا دل کے اندر محفوظ

رکھنا پورا پورا اثر رکھتا ہے اور اسی تصور صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں۔ خطرات وحدیث نفس سے دل کو پاک کرنے کے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی میں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی کی رعایت نہایت ضروری امر ہے کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھ فائدہ نہیں کرتا بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ وقوف عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے اور وقوف قلبی کو تو منجملہ شرائط وواجبات کے شمار فرماتے ہیں۔ وقوف قلبی دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ طالب کی توجہ اپنے دل کی طرف اور اس کے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف جو اسم مبارک اللہ کا مسمی ومصداق ہے پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کے ساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہیے کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کان میں جا پہنچے پھر اسی طرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر لطیفہ سر سے پھر لطیفہ خفی سے پھر لطیفہ اخفیٰ سے پھر لطیفہ نفس سے جس کا مقام وسط پیشانی ہے ذکر کرتا رہے پھر تمام بدن سے جس کو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ وریشہ اور بال بال سے ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے اور اس آخر الذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

حضرات نقشبندیہ اس کے بعد مرید کو نفی واثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے تلے بند کر کے لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور لفظ الٰہ کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر لفظ الا اللہ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے کہ تمام لطائف پر جا لگے اور اس کا اثر تمام جوارح واعضاء تک جا پہنچے اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے اجزاء اور اعضاء کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں اور اگر دم بند کرنا کچھ نقصان دے تو اس کے بغیر ہی ذکر کرے کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے اور ذکر میں کلمہ شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں۔ کئی بار ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرے کہ اے خدا تو ہی اور تیری ہی رضا میرا مقصود ہے۔ مجھ کو اپنی محبت ومعرفت عطا فرما اور اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ لیکن یہ

بھی معلوم رہے کہ حبس دم کی صورت میں طاق عدد پر اپنا دم (سانس) چھوڑا کرے۔ اسی واسطے اس ذکر کو وقوف عددی سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ سالک ذکر کے عدد و شمار سے واقف کار اور آگاہ رہتا ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ جب دم چھوڑے تو لفظ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم) اس کے ساتھ ملا لیا کرے اور لازم ہے کہ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ہر وقت و ہر لحظہ ذکر ونگہداشت سے وقوف قلبی کا شغل رکھے تا کہ تصفیہ باطن حاصل ہو اور حق سبحانہ کی طرف دلی توجہ اور حضور پیدا ہو جائے تصفیہ باطن کی علامت اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر ہونا ہے اور ان کا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے۔ مشائخ کرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا ہے اور مقرر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا سفید اور خفی کا سیاہ اور اخفیٰ کا نور سبز۔ طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے اور اس کو سیر آفاقی کہتے ہیں اور پھر ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے اور اس کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ حضرت پیر دستگیر (شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان مبارک سے میں نے خود سنا کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی اوپر ہے یعنی لطائف مذکورہ قلب سے نکل کر جب اپنے احوال کی جانب عروج کرتے ہیں اور متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا عرش تک پہنچنا سیر آفاقی ہے اور پھر جب عرش سے اوپر ان کو جذب وعروج حاصل ہوتا ہے تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہو جاتا ہے۔ صاحب کشف تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا جاتا ہے مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونے کے باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے ہیں فی زمانہ اکثر طلاب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا کرتے ہیں اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے اور ان دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ ہے کہ صاحب کشف عیانی عیاناً وظاہراً دیکھتا جاتا ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر ونقل حرکت کرتا جارہا ہے اور صاحب

وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر و نقل و حرکت کا مشاہدہ نہیں کر سکتا مگر اپنے حالات وواردات کے تغیر وتبدل کو اپنے ادراک کے ساتھ دریافت کرتا جاتا ہے جیسے ہوا جو بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی لیکن قوت ادراکیہ تو اسے بتوسط لامسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے اور جو شخص اپنے حالات ادارک وجدانی کے ساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا اس کو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ فقرا کو بدنام کرنا اور اس کی نسبت بدگمانی پھیلاتا ہے۔ دوسرا شغل مراقبات ہیں اور تیسرا شغل ذکر رابطہ ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اپنے شیخ و پیر کی صورت وشکل کا اپنے ذہن میں تصور کرنا۔ اس کی شکل وصورت کو اپنے دل کے اندر محفوظ رکھنا۔

اپنی صورت کو شیخ کی صورت خیال کرنا اور رابطہ جب مرید پر غلبہ کرتا ہے تو ہر چیز پر اس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے اور اس حالت کا نام فنا فی الشیخ ہے۔ معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس خراب حال (حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) پر بھی شروع میں وارد ہوئے تھے حتیٰ کہ عرش سے لے کر فرش تک اپنے حضرت شیخ کی صورت کو محیط پاتا تھا اور اپنے حرکات وسکنات کو اپنے حضرت شیخ کے حرکات و سکنات دیکھتا تھا۔

ہر در و دیوار چوں آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا ے نگرم روئے ترا ے بینم

ترجمہ: ہر در و دیوار مارے شوق کے آئینہ سا ہو گئے اب جدھر دیکھتا ہوں، ادھر تو ہی تو ہے۔ جاننا چاہیے کہ رابطہ کا راستہ اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے۔ علاوہ براں عجائب وغرائب کے ظہور کا منشاء اور ذریعہ یہی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنا فی الشیخ کے منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا اور خالی رابطہ آداب صحبت کی رعایت کے ساتھ کفایت کر سکتا ہے۔ تمام ذکر و اذکار و مراقبات اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شیخ کامل کی صحبت اور توجہ سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔

مراقبات مجددیہ

مراقبہ کا لغوی مفہوم محافظت ہے مگر اصطلاح تصوف میں اس سے مراد جناب باری تعالیٰ عزاسمہ سے انتظار فیض ہے۔ مراقبہ دراصل نص قرآنی وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ کی عملی ہیئت ہے۔ وہ آیات الٰہی جو نفس انسانی میں مستور ہیں ان کے مختلف انوار ولطائف میں مراقبہ ہی امتیاز کرتا ہے۔ آیت مذکورہ پر مزید غور کیا جائے تو یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ ان آیات سے آگاہی وشہود کا حکم دیا گیا ہے۔ سالک مراقبہ کی بدولت تمام روحانی مقامات طے کرتا ہے اور اس کے باطن پر انوار واسرار ربانیہ پیہم نازل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عارف کامل درجات عالیہ پر فائز ہونے کے بعد جو کچھ دیکھتا ہے۔ اپنے اندر ہی دیکھتا ہے۔ قلب سے لاتعین تک ساری ولایت جو سیر قدی وسیر نظری پر مشتمل ہے اسی سے حصول پذیر ہے۔ اس سے دوام حضور میسر آتا ہے اور سالک کے رگ وپے میں سوز وگداز پیدا ہوتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارا سلوک خانہ توحید کو نقب لگانے کے مترادف ہے۔ خلوت ویکسوئی مراقبہ کے لوازم میں سے ہے۔ خلوت سے کیا مراد ہے؟ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عین العلم میں اسے یوں بیان کیا ہے۔

ثم القوم مختلفون في سلوك طريقهم فمنهم من جعل مدار الخلوة على خلو القلب عن غير ذكر الرب ومشاهدة الخلق ولو كان في مجمع الخلق.

پھر لوگوں کا اپنے اپنے سلوک طریق میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک خلوت کا دارومدار اس پر ہے کہ دل خلق کے مشاہدے سے فارغ ہو جائے اور اس میں ذکر الٰہی کے سوا کوئی چیز جاگزیں نہ رہے۔ اگرچہ مراقبہ کرنے والے کی نشست وبرخاست مخلوق کے ساتھ ہو۔ آگے چل کر مصنف موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مزید وضاحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ سر کا لپیٹنا اور آنکھوں کا بند کرنا اس وجہ سے ہے کہ سالک اطمینان قلب سے ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکے۔ اسے خلوت صغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

مراقبہ شروع کرتے وقت مبداء فیض اور مورد فیض کا لحاظ بے حد ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیت مراقبۂ احدیت

فیض می آید برمن از ذاتے کہ مستجمع جمیع صفات کمال است ومنزہ از ہر نقص وزوال۔ مورد فیض لطیفۂ قلب من است

مراقباتِ مشارب

اول مراقبۂ لطیفۂ قلب

لطیفۂ قلب خود را مقابل لطیفۂ قلب مبارک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم داشتہ بزبان حال التجا کند

الٰہی فیض تجلیات افعالیہ کہ از لطیفۂ قلب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم در لطیفۂ قلب حضرت آدم علیہ السلام افاضہ فرمودۂ بحرمت پیران کبار در لطیفۂ قلب من القاکن

دوم مراقبۂ لطیفۂ روح

لطیفۂ روح خود را مقابل لطیفۂ روح مبارک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم داشتہ بزبان حال التجا کند

الٰہی فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ از لطیفۂ روح مبارک آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم در لطیفۂ روح حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام افاضہ کردۂ بحرمت پیران کبار در لطیفۂ روح من القاکن

سوم مراقبۂ لطیفۂ سر

لطیفۂ سر خود را مقابل لطیفۂ سر مبارک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم داشتہ بزبان حال التجا کند

الٰہی فیض تجلیات شیون ذاتیہ کہ از لطیفۂ سر مبارک آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم در لطیفۂ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام افاضہ فرمودۂ

بحرمت پیران کبار در لطیفۂ سر من القاکن

چہارم مراقبۂ لطیفۂ خفی

لطیفۂ خفی خود را مقابل لطیفۂ خفی مبارک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم داشتہ بزبان حال عرض کند

الٰہی فیض صفات سلبیہ کہ از لطیفۂ خفی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم در لطیفۂ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام افاضہ فرمودۂ بحرمت پیران کبار در لطیفۂ خفی من القاکن

پنجم مراقبۂ لطیفۂ اخفیٰ

لطیفۂ اخفائے خود را مقابل لطیفۂ اخفیٰ مبارک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم داشتہ بزبان حال عرض کند

الٰہی فیض تجلیات شان جامع کہ در لطیفۂ اخفیٰ آں سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودۂ بحرمت پیران کبار در لطیفۂ اخفیٰ من القاکن

تنبیہ

باید دانست کہ در ہر مراقبۂ لطیفۂ را کہ مورد فیض است ملحوظ داشتہ ہمیں لطیفۂ را از ہر یک از حضرات مشائخ کرام سلسلہ تا آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم بمنزلہ آئینہ ہائے متقابلہ فرض کردہ بطریق تعاکس آن فیض مخصوص را در لطیفۂ مخصوصہ خود منعکس انگاردتا بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی مامول بحصول انجامد وَمَا ذَالِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

نیت مراقبۂ معیت

مضمون کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ راملحوظ داشتہ از صمیم قلب داند کہ فیض می آید از ذاتیکہ با من است وبا ہر ذرہ از ذرات کائنات بہ ہماں شان کہ مراد اوست تعالیٰ منشاء فیض دائرۂ ولایت صغریٰ است کہ ولایت اولیائے عظام وظل اسماء وصفات مقدسہ است مورد فیض لطیفۂ قلب من است

نیت مراقبات ولایت کبریٰ

وآں مشتمل برسہ دائرۂ ویک قوس نیت دائرہ اولیٰ مضمون آیت کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد راملحوظ داشتہ ازروئے باطن داند کہ فیض می آید از ذاتیکہ قریب تراست بمن ازرگ جان من بہ ہماں شان.کہ مراد حق است مورد فیض لطیفۂ نفس ولطائف خمسہ عالم امر من است منشاء فیض دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ است کہ ولایت انبیائے عظام واصل دائرہ ولایت صغریٰ است

دائرۂ ثانیہ ولایت کبریٰ

مضمون کریمہ یحبهم ویحبونه راملحوظ داشتہ درخاطر بگذراند کہ فیض می آید از ذاتیکہ مرادوست میدارد ومن اورادوست میدارم منشاء فیض دائرۂ ثانیہ ولایت کبریٰ است کہ ولایت انبیائے عظام واصل دائرہ اولیٰ است مورد فیض لطیفۂ نفس من است

دائرۂ ثالثہ ولایت کبریٰ

مضمون کریمہ یحبهم ویحبونه راملحوظ داشتہ درخیال آرد کہ فیض می آید از ذاتیکہ مرادوست میدارد ومن اورادوست میدارم منشاء فیض دائرۂ ثالثہ ولایت کبریٰ است کہ ولایت انبیاء علیہم السّلام واصل دائرہ ثانیہ است مورد فیض لطیفۂ نفس من است

قوس

مضمون کریمہ یحبهم ویحبونه راملحوظ داشتہ دردل بگذراند کہ فیض می آید از ذاتیکہ مرادوست میدارد ومن اورادوست میدارم منشاء فیض قوس ولایت کبریٰ است کہ اصل دائرۂ ثالثہ است مورد فیض لطیفۂ نفس من است

مراقبۂ اسم الظاہر

فیض می آید از ذاتیکہ مسمّٰی است باسم الظاہر مورد فیض لطیفۂ نفس ولطائف خمسہ عالم امر من است

مراقبۂ اسم الباطن

فیض می آید از ذاتیکہ مسمّٰی است باسم الباطن منشاء فیض دائرۂ ولایت

علیا است کہ ولایت ملاء اعلیٰ است مورد فیض عناصر اربعہ من سوائے عنصر خاک

مراقبۂ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات نبوت است مورد فیض لطیفہ عنصر خاک من است

مراقبۂ کمالات رسالت

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات رسالت است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ کمالات اولوالعزم

فیض می آید از ذات بحت کہ منشائے کمالات اولوالعزم است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ حقیقت کعبہ ربانی

فیض می آید از ذات بحت کہ مسجود الیہ جمیع ممکنات و منشاء حقیقت کعبہ ربانی است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ حقیقت قرآن مجید

فیض می آید از مبداء وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ حقیقت صلوٰۃ

فیض می آید از کمال وسعت بے چون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ معبودیت صرفہ

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء معبودیت صرفہ است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ حقیقت ابراہیمی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت ابراہیمی است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبۂ حقیقت موسوی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت موسوی است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبہ حقیقت محمدی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت محمدی است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبہ حقیقت احمدی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت احمدی است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبہ حب صرف

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حب صرف است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

مراقبہ دائرہ لاتعین

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء دائرۂ لاتعین است مورد فیض ہیئت وحدانی من است

ختم ہائے مبارکہ

ختم حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

اللهم صلى علىٰ سيّدنا محمد وعلىٰ اٰل سيّدنامحمد صلوٰة تنجينا بها من جميع الاهوال والافات وتقضى لنا بها جميع الحاجات وتطهرنا بها من جميع السيات وترفعنا بها عندك اعلى الدرجات وتبلغنا بها اقصى الغايات من جميع الخيرات فى الحيوة وبعدالممات انك علىٰ كل شىء قدير ۳۱۳ مرتبہ

ختم جناب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، حسبنا الله ونعم الوكيل ○ پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم

سورۂ فاتحہ ہفت (۷) بار درود شریف صد (۱۰۰) بار سورۃ الم نشرح ہفتاد ونہ (۷۹) بار سورہ اخلاص ہزار (۱۰۰۰) بار سورۂ فاتحہ ہفت (۷) بار اور درود شریف صد (۱۰۰) بار يَا قَاضِيَ الْحَاجَات يَا كَافِيَ الْمُهِمَّات يَادَافِعَ الْبَلِيَّات يَا شَافِيَ الْاَمْرَاض يَارَفِيْعَ الدَّرَجَات يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَات يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ہر یک صد (۱۰۰) بار بخواند ثواب آں را بارواح حضرات خواجگان نقشبندیہ (یعنی از حضرت

خواجہ عبدالخالق غجدوانی تا حضرت شاہ نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ) بہ بخشد بہ طفیل ایشاں حاجات خوداز قاضی الحاجات تعالیٰ بخواہد

خواجہ محمد باقر لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کنز الہدایات صفحہ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں یہ عبد ضعیف خدا تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔عرض پرداز ہے حضرت پیر دستگیر خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خواجگان طریقت قدس اللہ اسرارہم کا ختم حصول مقاصد کے باب میں اسی طرح مفید ہے جس طرح دیگر سلاسل میں اسمائے الٰہی کی دعوت۔ختم خواجگان کی ترتیب یہ ہے کہ جس نیت اور مقصد کے لیے اسے پڑھیں چاہیے کہ ختم پڑھنے والا ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ ایک بار بصورت دعا کے پڑھے، پھر ترتیب مذکورہ بالا کے مطابق پڑھے، پڑھنے کے بعد اسی طرح بصورت دعا سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس ختم کا ثواب حضرات خواجگان کرام سلسلہ عالیہ نقشبدیہ مجددیہ کی ارواح طیبات کو ہدیہ پیش کرے جن سے یہ ختم منسوب ہے۔پھر ان اکابر کے توسط سے بارگاہ رب العزت میں حصول مقصد کے لیے دعا کرنی چاہیے اور مقصد برآری تک اس انداز پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہیے۔وہی ذات باری ہر مشکل کو آسان کرنے والی ہے۔ایک اکیلا شخص پڑھ لے یا زیادہ ہوں تو بر سبیل تقسیم جس طرح ممکن ہو لیکن طاق عدد کی رعایت زیادہ مناسب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے اور وہی نصرت واعانت کرنے والا ہے۔(حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں قدس سرہ منقول از مقامات مظہری)

ختم حضرت خواجہ شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، یا خفی اللطف ادرکنی بلطفک الخفی پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یاارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد پنج صد بار بخواند

ختم حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، یا رحیم کل صریخ و مکروب و غیاثہ و معاذہ یا رحیم پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ٥ پنج صد بار، درود شریف صد بار

ختم حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف صد بار، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم پنج صد بار، درود شریف صد بار۔

شجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء

شجرۂ طیبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے مکتوب شریف میں شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ شجرہ شریف ہر روز پڑھنے کے بعد اکابرینِ سلسلہ کے واسطہ سے قاضی الحاجات (اللہ کریم) کی بارگاہ میں عرض حاجات کو لازم قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے باعث ظاہری وباطنی ترقی رونما ہوتی ہے۔ ان حضرات کے واسطہ سے اپنے مقاصد کے لیے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تائید الٰہی میسر ہوگی۔ (مکتوبات شریف حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۳۵)

شجرۂ شریف پڑھنے کا طریقہ

طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ایک بار سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف تین بار سورۂ اخلاص مع بسم اللہ شریف پڑھ کر پیران کرام سلسلہ عالیہ کی ارواح طیبات کو اس کا ایصال ثواب کر کے شجرہ شریف پڑھیں۔

شجرۂ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت سیّد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت العروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث عشر نائب جناب خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ
حضرت مولانا وسیّدنا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت قیوم زماں حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت قیوم زماں قطب دوراں محبوب رب العالمین حضرت مولانا وسیّدنا
ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت نائب قیوم زمان قطب دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت سیّدنا ومرشدنا قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

برفقیر حقیر خاکپائے بزرگان...... عفی عنہ رحم فرما محبت ومعرفت وجمعیت ظاہری وباطنی وعافیت دارین وبہرۂ
کامل از فیوض وبرکات ایں بزرگاں روزیٔ ما کن ربنا توفنا مسلمین والحقنا بالصلحین آمین۔

شجرۂ منظومہ بزبانِ فارسی

نبیؐ صدیق وسلماں، قاسم است و جعفر وطیفور
کہ بعد از بوالحسن شد بوعلی و یوسفش گنجور

زعبدالخالق آمد عارف و محمود ذو بہرہ
کزیشاں شد دیارِ ماوراء النہر کوہِ طور

علی بابا، کلال و نقشبند است وعلاء الدین
پس از یعقوب چرخی خواجۂ احرار شد مشہور

محمد زاہد و درویش، حضرت خواجگی، باقی
مجدّد، عروۃ الوثقیٰ وسیف الدین، سیّد نور

حبیب اللہ مظہر، شاہ عبداللہ پیرما
از نہارِ شکِ صبح عید شد مارا شبِ دیجور

جناب بوسعید احمد سعید و خواجہ قندھاری
ہمہ بودند ترویجِ شریعت راز حق مامور

زعثمان وسراج و حضرت بوسعد، عبداللہ
ہدایت یافتند آنانکہ بودند از طریقت دور

سراجیہ مبارک خانقاہ پاکباز انست
بوداز حضرت خان محمد تاابد معمور

بہ یمن عارفانِ ذات یارب سرفرازم کن
بگرداں از کرم در امت خیرؐ الوریٰ محشور

حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے خلفائے عظام

۱۔ حضرت حافظ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، جنوشریف، ضلع بھکر

۲۔ حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ۷- بیڈن روڈ، لاہور

۳۔ حضرت ماسٹر محمد شادی خاں رحمۃ اللہ علیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

۴۔ حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ، بمقام داوڑا کلاں، نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال

۵۔ حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ، ضلع جھنگ

۶۔ حضرت حافظ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، کوٹ حافظ حبیب اللہ، نزد ہڑپہ ضلع ساہیوال

۷۔ حضرت مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ، خالق آباد، تحصیل و ضلع خوشاب

۸۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، بجنور یوپی انڈیا

۹۔ حضرت حافظ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ، چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال

۱۰۔ حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، سرگودھا

۱۱۔ حضرت حاجی محمد عبد الرشید صاحب مدظلہ العالی، مکان نمبر ۲۲۸-بی، سیٹلائٹ ٹاؤن، رحیم یار خان

۱۲۔ حضرت مولانا نظر الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی، تبلیغی مرکز رائے ونڈ، ضلع لاہور

۱۳۔ حضرت مولانا عبد الغفور صاحب مدظلہ العالی، ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی

۱۴۔ حضرت مولانا حبیب گل صاحب مدظلہ العالی، لورالائی، بلوچستان

۱۵۔ حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب مدظلہ العالی، لورالائی، بلوچستان

۱۶۔ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ العالی ابن حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فخر المحدثین دار العلوم دیوبند، یوپی، انڈیا

تمت بالخیر

الحمدللّٰہ رب العلمین. الحمدللّٰہ رب العلمین. الحمدللّٰہ رب العلمین الحمدللّٰہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی الحمدللّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اللھم لک الثناء والحمد والکبریاء کما انت اھلہ فصل وسلم وبارک علی سیّدنا ومولانا محمد وعلی ال سیّدنا ومولانا محمد کماانت اھلہ وافعل بنا ماانت اھلہ فانک انت اھل التقوی واھل المغفرۃ وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین. آمین. آمین. آمین

نام کتاب	:	حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم
ترتیب	:	حافظ نذیر احمد عفی عنہ
اہتمام	:	پورب اکادمی پبلشرز، اسلام آباد
		۰۵۱-۵۳۸۲۹۶۷
ناشر	:	خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی
طباعت	:	دوم
سال طباعت	:	۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء
ہدیہ	:	۲۰۰/- روپے

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی